

2528

ادکار قلندری

مؤلف

پیر فرح بخش فرحت

متوفی ۵۶ هـ ۱۲
۱۸۶۲

شامع کرده

نامی — متولی

در ۶۶ هـ ۱۳
۱۹۰۶

۲۵

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

اعلانِ ضروری

یہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ کی تصنیف کے تحفظ اور حضرت قلندر شاہ متوفی ۱۲۴۸ھ، ان کے خاندان اور اراوتمندوں کی یاد قائم کرنے کے لئے بصرہ کثیر درگاہ حضرت عبدالجلیل ہوری (متوفی ۱۹۱۸ھ) کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ صوفی منش اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اور مشہور لائبریریوں کے منتظم خود تشریف لاکر یا محصول ڈاک ۴۰ (دس آنہ) بھیج کر مفت حاصل کر لیں اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ (یہ کتاب ۱۲۲- اوراق پر مشتمل ہے۔)

پتہ

(۱) پیر غلام دستگیر نامی متولی مکاندار ۱۲۱۹ء محلہ چلہ بی بیان لاہور

(۲) صاحبزادہ محمد افضل شاہ سجادہ نشین رشتہ پیراں ضلع شیخوپورہ

المعلنین - محمد ابوبکر ہاشمی - بی۔ ایس۔ سی کاٹن انسپکٹر

پیر غلام دستگیر نامی نے حاجت سلام پیر برادر تھ روڈ لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنسپل چھپوا کر درگاہ حضرت عبدالجلیل چوہدر شاہ بندگی واقع متھلی ریجنل پولیس لائن لاہور سے شائع کیا۔

لَا يُؤْتُونَ هِيَ الْحَقَّ أُولِي سَائِرِ الشُّرَكَاءِ شَانِ
 طاعتِ حقِّ سے ملی ان کو حیاتِ عباد و ان
 ہے فرج بخشِ دل و جاں ذکرِ خیرِ اولیا
 پیروی میں ان کی ہے بہبودی ہر دو جہاں
 وہ چلے جس راہ پر ہو تو بھی اس پر گامزن
 یعنی براہِ قلندر شاہ و عبدالمعین شیخ و پیرِ الحسن
 (برکاری)

اکابرِ قلندری

مشتمل بر حالاتِ آباء و اجداد و اولاد و مریدانِ خاندان
 حضرت عبدالجلیل چوہدر شاہ بندگی لاہوری عظیمہ اللہ تعالیٰ متوفی یکم رجب ۱۰۹۱ھ
 بالخصوص حامل حالات ولی بے اشتباہ

حضرت پیر قلندہ شاہ قادری چشتی نقشبندی سہروردی قدس سرہ اللہ تعالیٰ
 لاہوری متوفی ۲۴ رمضان ۱۲۸۷ھ مدفون رتنہ پیراں تحصیل شاہ پورہ ضلع شیخوپورہ
 مؤلفہ

برادر و مرید شمس پیر فرج بخش قریشی ابوسفیانی برکاری
 ساکنی سہروردی لاہوری مدفون رتنہ پیراں
 سنہ ۱۳۷۷ھ مطابقت سنہ ۱۹۵۷ء

130555

نیازمند علامہ دستگیر نامی

لاہور میں متولی اوقاف اشرف نے چھپوا کر درگاہ جلیلہ
واقعہ منقسل ریویو سے پولیس لائسنز لاہور سے برائے انادہ
افراد خاندان و عقیدت مندان سعادت نشان شائع کیا

۱۳۵۶ھ

مطابق

۱۹۵۶ء

فہرست مضامین و بیجاچہ اذکار قلندری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ	۱	مذہب روح پرستوں حضرت اشرف
۳۲	راز اولاد پیر ابو الحسن ثانی	۵	عیش لفظ از پروفیسر شجاع الدین ایم اے
۳۳	مدح حضرت پیر قلندر شاہ راجہ بان پنجابی	۷	تقریب از نامی
۳۶	خلافت نامہ حضرت مراد شاہ	۹	تاریخ جلید کے متعلق رائیں
۳۷	حضرت شیخ ابو الحسن بکھاری کے نسب کے متعلق	۱۱	مصنف اذکار قلندری کا شجرہ نسب اور ذکر شہادت وال مصنف و متعلقین کی مراجعت طرف لائو
۳۸	حرف تحقیق	۱۲	سکندر شاہ کی تاریخ وفات
۳۹	حضرت ابو سفیان بن عمارت	۱۳	رتہ پیراں میں سکونت
۴۰	عبید بن ابوسفیان	۱۴	جاگیر کے فراہم کی نقول
۴۱	عروج و زوال نبی امیہ	۱۵	بیجاچہ رٹا
۴۲	حضرت ابو الحسن علی بن علیؑ کی حالت	۱۶	والد سے عقیدت اور تشریح سے محبت
۴۳	سلفا بنی امیہ و بنی عباس کے درمیان	۱۷	تاریخ جلید پیر فرح بخش
۴۴	حضرت ابو سفیانؓ کی حالت	۱۸	تاریخ وفات پیر حیدر شاہ
۴۵	ہاشمیوں کے طلاق نامی میرا کو ملکہ	۱۹	پیر فرح بخش اور ان کی بہن بیبا بیوں کی اولاد کا شجرہ
۴۶	تمام توجہ اولاد حضرت ابو الحسن	۲۰	اولاد پیر فرح بخش
۴۷	حضرت ابو الحسن کا سلسلہ روحانی	۲۱	پیر فرح بخش کی جائداد سے فائدہ اٹھانے والے
۴۸	بزرگ زاد بھائی حضرت ابو الحسن	۲۲	تقدیم پیر فرح بخش
۴۹	بکھاری خانوادہ ان کے نسب کے متعلق	۲۳	قصد علیہ اللہ: روحانی
۵۰	بہن حضرت ابو الحسن خاندان جلید بکھاری نامی	۲۴	تسلیت حضرت قلندر شاہ
	تاریخ زبانی طباعت از کمال قلندری	۲۵	شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ (از اولاد شیخ بابا الدین)

نذر دوح پر فتوح حضرت اشرف

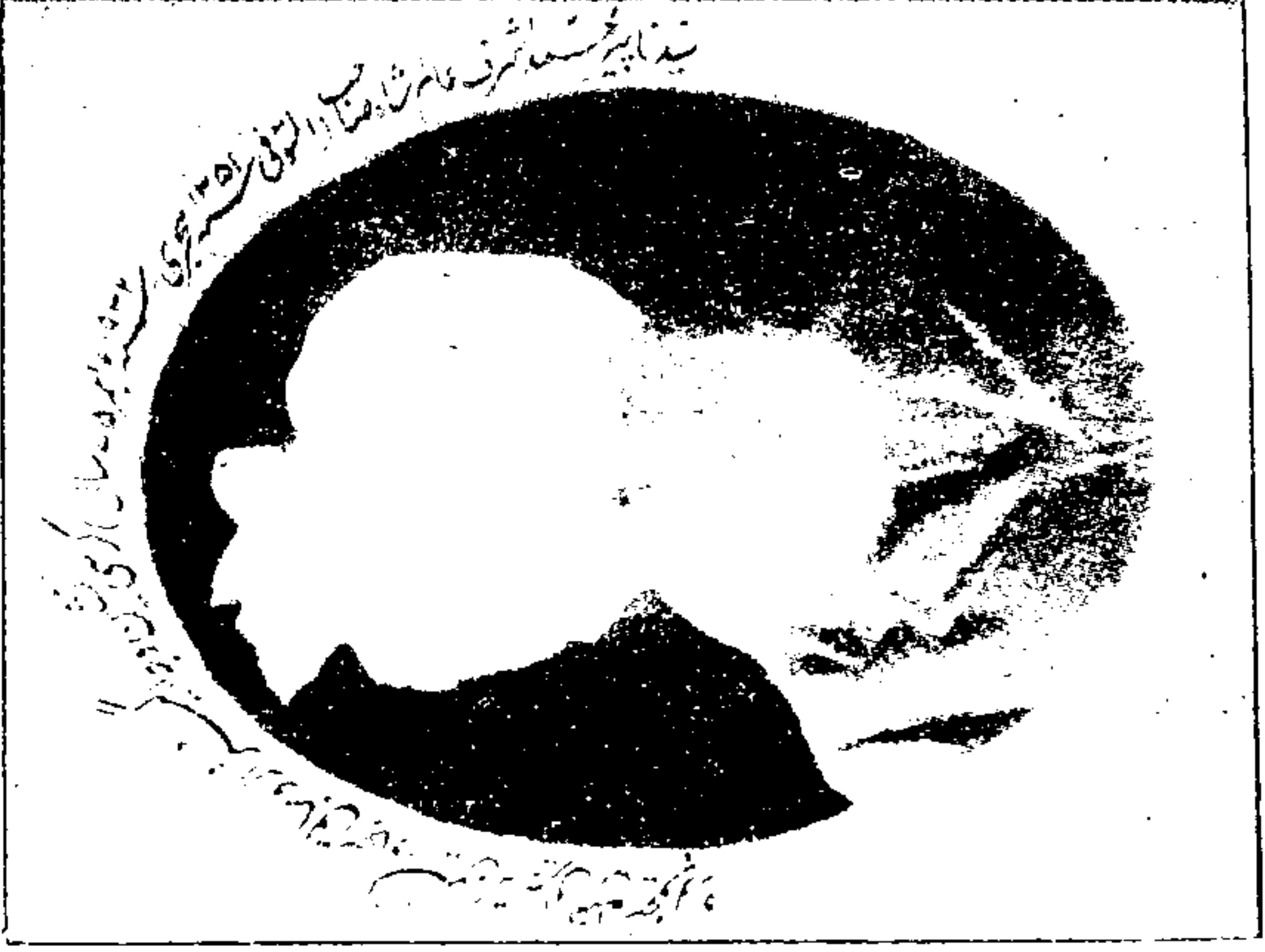
کتاب "اذکار قلندر" جو شائع ہو رہی ہے۔ یہ میرے خال محترم و خسر کریم سیدنا محمد اشرف عالم شاہ متوفی ۱۳۵۱ھ (۱۹۳۲ء) کے جلیل القلم حضرت پیر قلندر شاہ ولی قدس سرہ العزیز کے خاندان اور مریدوں کے عمالات میں ولی موصوف کے بھائی اور مرید کی تصنیف ہے۔ لہذا میں اسے اشرف کی روح پر فتوح کی نذر کرتا ہوں۔ انہوں نے بزرگوں کے نیابت نام زندہ رکھنے کے لئے وقف قائم کئے۔ تو متولی آئنا بزرگان کے قیام اور اشاعت تالیفات پر قادر ہوا۔

جزاء اللہ احسن الجزا سے ہے
یہ جو خمخانہ عالم کی بیٹی سے ہے باقی
محمد اشرف عالم ہی انامی! اس کے ہیں ساتی

نذر گزار غلام دستگیر نامی
متولی اوقاف اشرف

پیر قلندر شاہ کی پوتی کا بیٹا اور پیر نوح بخش کے نواسے کا فرزند

سے سلطان اتار کین حضرت جمید الدین عالم متوفی ۱۳۴۷ھ مدفن قلندہ مو مبارک ضلع ریم یارخان



جنہوں نے بزرگان خاندان کا نام زندہ رکھنے کے لئے
جائدادیں وقف فرمائیں۔



غلام دھنگیر ناسی منوالی اوقاف اشرف
کا فوٹو ۱۹۷۶ء

پیش نظر

مخدوم غلام دستگیر نانی لاہور کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن کا علمی اور تاریخی ذوق اس دور میں غنیمت ہے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے اکثر کا تعلق ان کے خاندان کی تاریخ سے ہے۔ اور پیرائے سالی کے باوصف وہ اپنے لمحاتِ فرصت اسی تاریخی ذوق کی تسکین میں صرف کرتے ہیں۔

ان کے جدِ اعلیٰ حضرت عبد الجلیل لودھیوں کے دور کے ایک مقتدر بزرگ تھے۔ انہوں نے لاہور میں خلافتِ قائم کی۔ اور تمام علمِ ترویجِ علومِ نیاہری و باطنی اور تبلیغِ اسلام میں گزاری۔ بہت سے راجپوت اور گوجر خاندان ان کی تبلیغ سے وارثہ اسلام میں آئے۔ ۱۵۰۴ء کو فوت ہوئے اور انکا مزار ٹیکلو ڈر دڈ پر قلعو گوجر سنگھ کے قریب زیارت گاہِ انام ہے۔ خانوادہ جلیلیہ اس وقت سے لاہور میں مقیم ہے۔ اور سر زمانے میں اس کے افراد خاندانی شرافت اور علمی کمال کی وجہ سے مقتدر رہتے ہیں۔

حضرت پیر محمد اشرف عالم شاہ علیہ الرحمہ المتوفی ۱۹۳۲ء نے اپنی جہاد کا بہت سا حصہ بزرگوں کے مزارات کی نگہداشت اور ان کے حالات کی اشاعت پر ترجیح کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ ان کے بھائی مخدوم غلام دستگیر صاحب نانی اس کام کو باطنی احسن انجام دے رہے ہیں۔

قدیم یادگاروں کے شائقینوں کے لئے یہ مقام مسرت ہے۔ رانانی صاحب اپنے خاندانی حلقوں کا ایک نادر علمی تحفہ "اذکار قلندری" جو پیر محمد اشرف عالم شاہ مرحوم کے اذکار قلندر شاہ کے بارے میں ہے، شائع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لارہے ہیں۔

اس کے مولف قلندر نادر صاحب نے جب نئے بہالی پہ درخشش صاحب ہیں۔ اذکار قلندر کی کتابیں مرقومہ نانی صاحب میں سے دلچسپات۔ وہ تمام ضروری اور مفید معلومات کا حامل ہے۔ اس لئے اس میری طرف سے اور کسی امتیاز کی ضرورت نہیں۔ میں انہیں اس درخشش پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ تذکرہ قطبیہ لاہور، سائیکل پبلشرز میں جلد شائع کریں۔ تاکہ قطبیہ سوسائٹی، قلب العالم میں جلد شائع ہو۔

کی سوانح عمری ہے۔ جوان کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ شیخ ابو بکرؓ نے مرتب کی تھی۔ علاوہ ازیں حضرت مراد شاہ۔ اور ان کے بھائی احمد شاہ۔ منیر شاہ اور فریح بخش صاحب کے مکتوبات بھی شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ جن میں بہت سے تاریخی واقعات سے حوالے ملتے ہیں۔ میری رائے میں اوقاف کی آمدنی کا یہ بہترین مصرف ہے۔ کہ بزرگوں کی تحریروں اور ان کی پاکیزہ زندگیوں کے حالات کو شائع کیا جائے۔ کیونکہ ایسی کوشش تاریخ کے بہت سے تاریک گوشوں کو منور کرتی ہے۔

امید ہے کہ نامی صاحب اپنے بزرگوں کی تمام تصانیف کو جو محظوظات کی صورت میں ان کے پاس ہیں، یکے بعد دیگرے شائع کرا دیں گے۔

پروفیسر محمد شجاع الدین

صدر شعبہ تاریخ و خیال سنگھ کالج لاہور

لاہور ۲ جون ۱۹۵۷ء

شکریہ

میں پروفیسر صاحب موصوف کا ممنون ہوں۔ کہ ان کو بدد شعور سے ہمارے بزرگان خاندان سے عقیدت رہی ہے اور انہی کی ترغیب پر میں نے بزرگوں کی کئی کتابیں شائع کی ہیں :-

نیاز آگین : ذمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بزرگ پابندی شریعت سے طریقہ طریقت پر کما حقہ چلنے والے ہیں۔ اور خداوند تبارک و تعالیٰ ہر زمانے میں خلقت کی رہنمائی کے لئے کوئی نیکوئی اور پیدا کر دیتا ہے۔ جن سے لوگ ہدایت کا راستہ پاتے ہیں۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے مفتوحہ ملک کی رہنمائی کے لئے جیسی صدیوں کی میں سلطان حمید الدین سہاک کو سلطنت کیچکران چھڑا کر تبلیغ دین کے لئے حق سے مامور فرمایا۔ پھر ان کے بعد کے مختلف اطراف میں پھیل گئی۔ اور اپنے مورث اعلیٰ کے نقش قدم پر چلی۔ چنانچہ نوں صدی میں تبلیغ دین کی جن کا مقبرہ انہی کے نام پر قصبہ رینڈی سٹیج موٹی میں موجود ہے۔ اور حضرت عبدالجلیل جو شیر شاہ ہند کی سنیہ اور تاتاری اور ان کے تین بھائی تبلیغ علم و ہدایت کے لئے مامور ہوئے اور تیرھویں صدی میں حضرت تلمش شاہ قدس سرہ العزیزہ اور ان کے بھی تین بھائی تبلیغ پر مکرستہ رہے۔ ان جنابیوں نے علم و ادب سے اپنا لوہا منوایا۔ اور بیت سے سعید القدرت اشخاص کے رہبر و رہنما بنے۔ اسی طرح دوسرے علاقوں میں بھی سلطان سہاک کی اولاد نے علم و ہدایت کا راستہ دکھاتی رہی۔

اس چودھویں صدی میں موفق حقیقی نے مجھے بزرگوں کی تصانیف کے مطالعہ کی تلقین دی۔ اور میں نے ان کی مولفہ کتب و رسائل کی جس قدر اشاعت کی ہے۔ وہ اس نسبت سے معلوم ہو سکتی ہے۔

میرے ذمہ علم احباب سعید عبدالقادر صاحب ایم اے سابق پروفیسر تارکینہ صاحبہ اور محمد شجاع الدین ایم اے پروفیسر تارکینہ صاحبہ کا بیٹا ہے۔ ان کا شمار ہے ان کی تصانیف میں۔ ان کی تصانیف میں موجود ہیں۔ ان کی تصانیف کو اردو دنیا کی محنت سے لکھنے والے۔ اور ان کے تصانیف میں ایک نوید ہے۔ ہوا کہ اسی قسم کا اتفاق ہوا۔ وہی ہے صاحب اساتذہ کرام صاحبہ سرور اہل سن سے مل کر گیا۔ اور پھر تازہ اصرار سے زیادہ منظور الیق صاحبہ نے ایم اے پروفیسر ان امدال کالج کراچی جو حضرت قندرشاہ کے مرشد ہیں۔ ان کا نام ہے عبدالقادر صاحب رشتہ کی تم لکھنوی سے ملنا۔ ان سے اعلیٰ میں سے ہیں۔ ان

دوستوں کی ترغیب سے متاثر ہو کر میں نے کتاب "اذکار قلندری" برائے کتابت حوالہ کاتب کر دی ہے جو انشاء اللہ تیار ہو کر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچے گی۔ اور وہ میرے اور حضرت محمد اشرف عالم شاہ مرحوم کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ جن کی وقف کردہ جائداد کے روپیہ سے یہ نامہ کار حضرت فرحت پور شائع کرنا ہوا۔ اجاب کا یہ بھی مشورہ ہے کہ میں اس سلسلہ تبلیغ و اشاعت کو جاری رکھنے کے لئے کوئی ایسا جانشین چھوڑ جاؤں۔ اس کے متعلق کیا عرض کروں۔ میں دیکھتا ہوں کہ خاندان میں جو صاحب ثروت ہیں۔ وہ مال مست اور ہر طریق سے دولت بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں یا اس طرف خیال نہیں اور جو ان طبقہ ان اشغال میں مشغول ہے۔ جو انگریز اپنی تہذیب پھیلانے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ ان نوجوانوں میں فی الحال مجھے محمد ابو بکر بنی ایس سی فرزند۔ ایک دو بھتیجے ایک پوتا اور ایک نواسہ مومنا نظر آ رہے ہیں۔ ان کو میری علمی کوششوں سے دلچسپی ہے۔ ممکن ہے خدا انہی میں سے کسی کو بوجھ اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس کام کے لئے محنت اور وقت کی قربانی اور کیسوی درکار ہے۔ خدا جنت دے۔ بار و الی برادری کے نوجوان جہاں سے نکل کر میدان علم میں کامزن ہو رہے ہیں۔ بہاولپور ہی پر اداری میں چند بھائی بڑے دولت مند ہیں۔ ان میں مخدوم روشن چراغ کو کچھ خیال رہا ہے۔ مگر انسوس وہ فوت ہو گئے ہیں۔ سجادہ نشین مخدوم کرم شاہ دولت مندی میں فقیرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ شاید ان کے فرزند غلام حمید الدین جو تعلیم یافتہ ہیں ادھر توجہ کریں۔ مخدوم محمد بخش بڑے ٹھاٹھ کے آدمی تھے وہ بھی چل بسے ہیں اور ان کا بیٹا ذوالفقار بھی۔ خدا ان کو بخشے۔ مخدوم اختر حسین بڑی جائداد کے مالک اور خلوت پسند تباہے جاتے ہیں۔ خدا سب بھائیوں کو دولت علم و عمل اور خاندان کا نام روشن کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ہاں پنڈی شیخ موسیٰ کے پسر علی شاہ آمادہ املا ہیں۔

غلام دستگیر نامی

مکاندار محلہ چلہ فی بیاباں اندرون اکبری دروازہ لاہور

سلخ ماہ شوال ۱۳۶۶ھ و اخیر ماہ مئی ۱۹۵۴ء

تاریخ جلید کے متعلق رائیں

تاریخ جلید جو چار مہینے پر مشتمل ہے ۱۹۳۳ء میں شائع ہونے والے تعلق اول علم اور اول رائیں میں
تاریخ جلید میں جو جو حکمی ہیں بعد ازاں ہر وار کریم نواز صاحب نے سب سے پہلی ہی ایسی کی رائیں میں لکھی ہیں اور
دسمبر ۱۹۳۳ء میں مولی ہوئی جو اس وقت تک کتاب کی باقی ہے۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی پور میں لکھی۔ آپ نے تعلق
ادب نوازی کے سبب بڑی محبت سے ملنے سے بلکہ برس سے پہلے ان کی فائنل رائیں لکھی ہیں۔ ان کے
اخلاق کی بناو اس تک میرے دل میں باقی ہے فرمائے ہیں۔

تاریخ جلید کا مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ آپ کو جزا سے خیر سے تازہ کی آپ سے اللہ تعالیٰ
خدمت کی ہے کہ یہ مسلمان بھائی نہیں جا سکتے تو ان کو ان کی رائیں لکھیں و کتابت جو تعلق مطبوعہ
غیر مطبوعہ کو لکھیں ان میں چھپنے کے ہوئے تھے۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی لکھی ہیں۔ آپ سے میں
شیرازہ مسلمانوں کے انداز تقریر اور اور وقت سے ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
لکھی ہیں۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
تو سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
کو واضح اور واضح ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
فرق و تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
سے اور تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی

بیزے کے سبب تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
میں تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
اپنے نام کے سبب تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی
تاریخ جلید میں آپ کو حق اور اس کے سبب تہنوی ہے۔ ان کے رائیں لکھی ہیں اور ان کے رائیں لکھی ہیں۔ آپ سے میں تہنوی اور نیر تہنوی

ہے وگرنہ بھارت کا بھائی کا حوالہ تو اس زبان کو اپنے لائق و فوقی اقتدار سے فنا ہی کر دیتا۔

بنالہ اور کاتھنوال کی وجہ تسمیہ بھی دلچسپ ہے۔ میں سنہ کسی زمانہ میں رسالہ شباب (حیدرآباد دکن)

میں گورداسپور کے بعض تاریخی مقامات پر مضمون لکھا تھا۔ کیونکہ میں سلسلہ ملازمت گورداسپور میں بھی

ساتھ تین سال کم و بیش رہا ہوں۔ مگر بادیہ و جنس کے بچے ان شہروں کی وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔

بنالہ علم و ادب کا بیجا سب کا قدیم مرکز ہے۔ اور دہلی کے مجھے بعض نادری علمی کتب بھی ملی تھیں۔ جو

اویات سے متعلق ہیں۔ ایسی ہی رائے میر انور حسین محمودی اے نے لکھ کر ارسال کی ہے۔ نامی

نوٹ :- آہ ضلع گورداسپور کی تمام تحصیلیں (تعمیر شکر گڑھ کے سوا) کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے

کی سازش سے ماؤنٹ بیٹن و انسر اے ہند اور ریڈ کلف نے بھارتی علاقہ میں شامل کر دیں۔ حالانکہ تمام ضلع

میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی۔ اور جو ۱۹۴۷ء میں قتل عام ہوا۔ اور مسلمان غورتوں کی بے حرمتی اور اغوا

عمل میں آیا۔ وہ ایسا ظلم عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں۔ تاناریوں کے مظالم تو شدید تھے۔ اور یہ دیدہ ہیں۔

شہیدہ کے بوریہ مانتر دیدہ

فتنہ تانار کے بے ترک تو کعبہ کے پاس سببان بن گئے لہتے رو کیجئے گورداناک موحی کے نام لیا کب

صحیح معنوں میں بت پرستوں کے الگ ہوتے ہیں۔

رنامی

حسب فرمائش سر در صاحب مومنین ایک علوم سنہ دوسرا غیر معلومہ دنیا کرینکا اگر یہاں بھی درج کیا جاتا

(۱) سنہ = سنہ ۳۳ + ۶۲۱ مثلاً ۱۳۷۶ - ۲۰ + ۶۲۱ = ۱۹۵۶ء

(۲) سنہ = سنہ ۳۳ + ۶۲۱ - ۶۲۱ مثلاً ۱۹۵۶ + ۲۰ - ۶۲۱ = ۱۳۷۶ء

(۳) سنہ بمیلادی محمدی = سنہ ۵۷۱ - ۱۹۵۶ مثلاً ۵۷۱ - ۱۹۵۶ = ۱۳۸۶ء محمدی

(۴) سنہ فصلی اکبری = سنہ ۵۹۳ - ۱۹۵۶ مثلاً ۵۹۳ - ۱۹۵۶ = ۱۳۷۳ء فصلی

(۵) سنہ ہجری = سنہ ۵۷ + ۱۹۵۶ مثلاً ۵۷ + ۱۹۵۶ = ۲۰۱۳ء ہجری

(۶) سنہ شاہانہ سالیانہ = سنہ ۷۸ - ۱۹۵۶ مثلاً ۷۸ - ۱۹۵۶ = ۱۸۷۹ء شاہانہ

ذکر مصنف اذکار قلندری

سال ولادت - کتاب اذکار قلندری پیر فرح بخش ابن پیر کریم شاہ المشہور مسیتا شاہ کی تصنیف لکھی ہے۔ آپ کا سال ولادت آپ کے بڑے بھائی پیر مراد شاہ کے ایک خط سے جو لاہور سے آپ کو روپو چیک ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۱۰ھ مطابق ۳ جون ۱۷۹۶ء لکھا گیا۔ میں نے معلوم کیا ہے۔ اس کا مطلع اور معلومہ تحریر ہے

اے فرح بخش جان مضطر من
دیگر از عمرت اے خجستہ خصال
نور الابرار من برادر من
منقضنی گشتہ اند نوزدہ سال

لہذا سال ولادت ۱۲۱۰ھ = ۱۹۰۱ء ہوا۔ جب ۲۶ ذی قعدہ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۹۶ء تھی۔

یہ خط ایک منقولہ خط کے جواب میں ہے جو افسوس ہے کہ بیاض فرحت میں منقول نہیں اس خط میں آپ نے اپنی ایک تازہ غزلی بھی برادر گرامی کے ملاحظہ کے لئے نقل کی۔ جس کے متعلق حضرت مراد نے لکھا کہ خوب ہے۔

آخر آن قسیم منقولم
آفریں باو نیر ویدہ من
فرزے تازہ کہ شد مرقوم
نہیت در ایچ جائے جان بخش

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف علیہ الرحمہ کو عشوائی سبب سے ہی فارسی میں کافی دسترس تھی۔

بہتر است۔ اذکار قلندری ہی کے تالیف کو معلوم ہو گا۔ کہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۹۱۰ء میں جب آپ کا سن پانچ برس کا تھا۔ لکھا شاہی کے باعث آپ اپنے والدین کے ہمراہ لاہور سے لکھنؤ کی جانب روانہ ہوئے اس شہر میں آپ کے نانا شیخ نور الحسن اشقی عقیلی متوطن موضع تینٹہ ٹاڑی پہنچے جسے جاگزیں تھے۔ انہی کے ہاں یہ مہاجر کتبہ روز نشی پذیر ہوا۔ نامہ مراد سے پتہ چلتا ہے۔ کہ لکھنؤ میں ایک سال رہنے کے بعد یہ کتبہ لاہور کی طرف لوٹا۔

شہادت والد۔ شاہ جہان پور کے نزدیک قزاقوں سے لٹے بھیر ہوئی اور پیر کریم شاہ کوئی سے شہید ہو گئے۔ اس واقعہ پر جو تار بگیں کی گئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ درینا کریم شاہ رفت از جہاں
کہ شاہ مسیتا لقب و است آل

بیانِ غمشِ چوں نگرود تمام
 درانِ عم زماقت چو کردم سوال
 کہ تاریخ کج آن غازی نیک نام
 و حید العصر آن شاه کرم شاه
 شادت یافت چوں از کور فال
 کرم شیخ دین حضرت کرم شاه
 ز خورشیدِ عظام اول حبت تاریخ

فزون گشت مایه بهر خاص و عام
 بگو شتم چنین گفت بے قیل و قال
 بجواز نوم شاه جنت مقیم (از پیر مراد شاہ)
 کہ نایب در بیان و معنی کمالش
 شہادت یافت شد تاریخ سالش (از پیر بی غش)
 شہر مسعود رضی اللہ عنہ
 و کتب محمود رضی اللہ عنہ (از مفتی غلام سرور)

چونکہ شیب کی تدفین وغیرہ اور کتب کی مندرجہ ذیل میں آتے ہیں اور مراد حضرت کے واقعات اصل کتاب میں موجود اور تاریخ جلیلہ اور نامہ مزاد اور دیوان قلندر شاہ کے دیباچہ میں لکھے جا چکے ہیں اس لئے ان کا اضافہ تفصیل حاصل ہے۔

لاہور کو ہر اجورتی حضرت قلندر شاہ کے مواباتی افراد مراد شاہ کے ساتھ ۱۲۰۵ھ سے پیر رہندہ تھیں کم و بیش سات برس گزار کر لاہور واپس آئے۔ جیسا کہ مثنوی مراد العاشقین سے بولا ہوگا حضرت مراد نے لکھی واضح ہے اس وقت حضرت سعادت کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔

رحلتِ سکندر شاہ - لاہور میں ان سے ایک عالمی مکان شاہ شاہ جو میں فوت ہو کر نالغاف قلب العالم میں مدفون ہوئے۔ تاریخ رحلت یہ بھی غمش کے اس فقیر سے ثابت ہے۔
 آن سید شاہ عالمی
 نوزوہ مبارک جنت مستقام
 کہ جو وہ در جوانی مبارک موت
 وانی فی انکسار اعداوات

اس تاریخ کی صحت کی تصدیق حضرت قلندر شاہ کے مکتوب سے ہوتی ہے جو ۱۲۰۹ھ میں لکھا گیا ہے۔
 زو پیک شہ پیر شاہ کو لکھا گیا ہے اس میں قلندر شاہ سے فرزندت کا بیان ہے کہ
 آن سسکتان نہاویار غار میں
 آن کہ از ما بے سبب افزا ناموستہ
 آن برادر عجبیہ برادر میں
 آن کہ در خلوت کویے ایوبہ زانہ
 آن برادر عالمی نامان و ایفہ زانہ
 آن کہ در بزم و نعل یار نمود
 آن کہ با ایشیہ میں طاعت نمود

آں کہ شد چوں ماہ در ابر سیاہ
شہ نہاں از چشم ماہے آہ آہ

حالی از درد دل گریاں شوم
آتشش اندر دوزم و بریاں شوم

بزم و ستے بحیب موت خود
تا بریم را ہے بزم و مسل یاد

آہ اسے دیوانہ مجنون سرشت
اندریں را ہے کہ بہناوی قدم

پس بیا و باز گرد و چند روز
باش و رفتند اراق او بسوز

موت کشش آدم بر فوت خود
آں کہ محب را و خرابم کرو دزدان

بے خبر از کار خوب و فعل زشت
نیت پایشش بجز کوسے علم

باش و رفتند اراق او بسوز

اس تاریخ رحلت کا دو سرا مصدق پیر مراد شاہ کا خط ہے جو اسی رمضان میں حضرت فلندرشاہ کو لکھا ہوا ہے

جو اب میں بھیجا۔ اس میں مکتوب الیہ کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں :-

از بزم گرفت آں پمیاں شکن
در دلم کردی تو جا اسے جان من

بسکہ نفس و احدت کردم خیال
بر طرف شد از دل آں رخ و حال

آں خیالے را کہ در سر داشتتم
خوش بطق ابرویت بھودا شستم

ہست این ہم از زکوٰۃ آں و مال
کاں عیبر گشت بعد از پنج سال

می شود دور این جدائی ہم شباب
ہاں نہ اندازی دل اندر اضطراب

حضرت مراد کو اس عزیز بھائی کی عبدائی کا جو علم تھا۔ اس کا اظہار انہوں نے ثنوی مراد اجمین رقمہ چار

درہ نشی میں بھی کیا ہے جو آپ نے اپنے دیوان خانہ واقع آبائی محلہ کھاری کھوئی چوک ٹانک اندرون ملکسالی
درہ زہ میں اپنے مہسایہ شاگرد حکیم علیم اللہ ابن محمد حیات کی فرمائش پر سنہ ۱۹۳۲ء میں لکھی۔ اور جس کی نقل مجھ سے
لے کر ڈاکٹر محمد باقری انجی ڈی (لندن) نے رسالہ اردو دہلی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں معہ دیباچہ شائع
کرائی ہے فرماتے ہیں :-

کہ دیوان خانہ میں تھا ایک روز
یہ علم و عیہ بیجا بصد درد و سوز

فراق برادر سے ماہم زوہ
کئے تن کو آہوں سے آشک و

یہ تن شعلہ زن سوز و دل میں تپا
دہم سرو سے ہر نفس سینہ شوق

جوانی پر اس کی یہ افسوسیں تھیں
جو پیروں نے برسوں میں حاصل کیا
جو کچھ ظہیر زاد اس کا یاد آئے ہے
کلام اس کے تھے سرسبز کمال
ندیم دریں دہر نا پائدار
فکارت راست دوران سر صبح و شام
کے یاد ہے جو اسے یاد تھا
فقیری میں رکھتا تھا کس کمال
بجزد کے عالم میں اک فرد تھا
بمصر دلم، میچو یوسف عزیز
کہوں اس کو کیسا وہ تھا ایک شے
برادر نہ تھا آتش زہر تھا
کروں کیونکر احوال اس کا تم
غرض اس کے علم میں بدن سے یہ جان

کہ دل زندگانی سے مایوس تھا
خدا نے سوچتا اس جوان کو دیا
تو جاں سن سا کر نکل جائے ہے
یہ وہ شعر ہیں اس کے یاں حسیال
بجز ذات حق، بجز سے برقرار
زمین راتیں لہزہ آید مدام
ہر اک فن میں گویا وہ استاد تھا
جاں کو سمجھتا تھا خواب و خیال
جوان مرد تھا صاحب درد تھا
سکندر خصال اور شلو تیز
غرض اس زمانے میں سے وہ مہر
کہ آرام جاں اور دل بندہ تھا
دکھانا سے مزہ جو کہ راہ عدم
ہوا چاہتی ہے عدم کو رواں

سکندر شاہ کا ذکر حافظ محمود خان شہرانی نے بھی پنجاب میں اردو میں کیا ہے۔ اور نمونہ کلام بھی دیا ہے۔
سال رحلت وہی ۱۲۱۰ھ۔ راج زمانہ یا ہے۔ جو غنمی غلام سرور نے تخریجاً تالیف کیا۔ غنمی کے لکھا
رہتہ پیراں میں سکونت۔ موضع رتہ پیلہ مرید کو جروں کی ملکیت تھا۔ انکھوں کے ہاں سے
پروانہ مورخہ ۱۱۹۲ھ۔ ۱۱۹۲ھ سے ثابت ہے۔ یہ موضع لطف پیر قلندر شاہ کے لکھا ہے۔
تھا۔ سرکار انگریزی نے بھی سب پروانہ مورخہ ۳ مارچ ۱۸۵۳ء کو دیکھا ہے۔ اس کا حال رکھی
نقل پروانہ جاگیر منجانب سرور رام سنگھ کو جڑ سنگھ

نشان مہر دستخط

عاطلان مال و استقبالیہ تعلیقہ اوریاں سے و
چونکہ موضع رتہ از مدت مدید مطلق ہے چراغ و دیوان و جاں آقا و پروانہ رتہ لکھا ہے چونکہ رتہ

برآبادی مکان و رفاہیت رعایا و حاصلات معاملہ نمودہ نصفے حصہ موضع مذکور بصیغہ و محرم
 ارتقا بشاہ صاحب مقرر است و وجہ مدد معاش شاہ صاحب والا مراتب قلندر شاہ و پختیش
 و عطا نمودہ شاہ موصوف موضع مسطور را آباد و معائنہ معاملہ حاصلات نصفے موضع مذکور قبض
 و تصرف خود آورده باشد بدعاے دولت خالصہ بیو مشغول باشند و کسے از اہل کاران و کاروان
 تسلطہ مذکور کا بے کسے وجہ مزاحم و متصرفین معاملہ نصفے حصہ موضع مذکور اختیار نہ شدہ و از طرف خالصہ
 نقل بعد نقل فرق و تفاوت و در معاملہ مذکور کردید۔ این چند صورت بطریق یہ استمداری و بخشش نامہ
 و وصحہ ارتقا ... دادہ کہ ... الحال ... نہ گردو۔

محررتاریخ ۱۱ ویساک مقام ابدی ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۶۹۲ء = ۱۲۰۵ھ

(نوٹ) اس پروانہ کے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قلندر شاہ صاحب مدنی میں لاہور واپس آگئے تھے اور بھنگی سردار
 بھی ان کی عزت کرتے تھے اور بچتے تھے۔ ان کے ہم قدم کی برکت سے موضع رتہ کوئی اور حد تک آباد ہو
 جائیں گے۔ اسی لئے ان اور دوسرے نوافل حضرت مردانہ - پکستان - میدو - تلواراں - پھلی - داؤد - پٹیاہ وغیرہ میں
 انہیں ہزار جہ رخصت ننگہ اور ان کے ہائیشینوں کے معافیاں دیں۔ پروانہ کے پاس موجود ہیں۔ آخری پروانہ جو اب
 عہد انگریزی کا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ اس کے معلوم ہو گا کہ نہ صرف سکھوں کے بلکہ انگریزوں کے ابتدائی دور میں بھی
 فارسی ہی دفتر کی زبان تھی۔

نقل پروانہ دیگر

حسب درخواست سید غلام محی الدین شاہ پیر سید قلندر شاہ مرحوم ساکن موضع رتہ بموجب مہتمم
 بند قلمی می شود و موجب ملاحظہ و مقرر معلوم شدہ کہ یک قطبہ پروانہ واقع سبب (۹) سہ ماہ یا نیم ماہ
 ۱۱۸۱ھ (۱۷۶۴ء) بابت و الگاری و محرم ارتقا مقرر می بطریق پیر ہشتاد الیہ بدیں مضمون از حضور
 ہزار جہ صاحب کلال ...

عابدین عالی و متفہان علاقہ تعلیم و سلطنت لاہور و رہا شدہ سکھوں و خصیات و پیمان
 مفصلہ از قدیم در تہذیب بصیغہ است پناہ سید قلندر شاہ سید غلام محی الدین شاہ پیرش بصیغہ و محرم ارتقا
 و الگاری باشد۔ و آمدنی آنجا و مسازت تقریباً و مساکین و ... است معرفت آنسانی آید و نہ است
 ہر بیسازد و آنما ...

مذکور تمام شہادشاہ والہامی کی کرد کرد حاصلت موصفات . . . مفصل در وجود سیاہی ان طوارح حضور
 براۓ اخراجات فخرایاں و مساکین و خانقاہان لہذا بعد اسل بصیغہ و ھم ارتقا عنایت و مرحمت ارشاد
 کہ مشارک الیہمان بنما طر جمعہ تام حاصلت آنجا را مسرت نمود بہ تصور در مسارت کارہ لام ارتقا
 . . . و شمار گز ابا بت کار و بیگار و غیرہ جو بات ہرآہ آنما مصدر تکالیف نہ شدہ باشند و ہمیں نہ
 راستہ . . . بناید بو تاک است بہ تحریر تاریخ ۲۵ ماہ ہز شدہ مقام لاہور بروایح حضور

پہان در ارضی

موصفات سے

موضع کوٹلی متصل اولیا پورہ نصفی موضع رتہ موضع بدو کی المشہور
 از تعلقہ آیہاں قلندریہ پینا شاہ در شیخوپورہ

تحریر تبا . . . ص ۱۰ ماہ پورہ ۱۹۰۰ء ۱۸۵۰ء مقام لاہور

یعینا نہ تہ . یہ پروانے اس زمانے کی طرز تحریر یاہ کار کے طور پر . جسے کی غرض سے نقل کئے گئے
 ہیں . رتہ میں مستقل حکومت سبب امتیاز کی تو حضرت قلندر شاہ و فریح بخش نے نصف موضع مذکور قادر و
 شداد ولد یعقوب گوسہرت ۲۳ ماہ شعبان ۱۲۳۶ء مطابق ۱ ماہ جمادی الثانی ۱۲۳۶ء ۲۴ ص ۱۸۵۰ء کو خریدیا
 اس کا بیہنامہ بزبان فارسی ایک نامزد سے . اس پر ۱۲۳۶ء کی بی بی زلیخا بیہ نامہ ہے . انماط یہ ہیں .
 نظام دین بیدیش حق نبین ثقل الخیر والافا مکت . نظام شرع سید امام الدین . و درانی ۱۲۳۶ء کی قاضی
 مسیح الدین کی ہے . اور تعلیمی مفسر امام الدین کی . . . استخوان بیرون کہر ٹھیں سلطنت ۱۸۵۰ء بانوالہ میں
 کو بہیمان زمینہ اراک موضع سوہن ہرا تلونڈی . جسے وڈ . نامک . پورے اٹھ دواہت ٹہ زمانہ سنیار اول
 کا ثبت ہیں . چار لیران پیر دم شاہ شہاد سے ہی . و باقی لکھے . جہنوں سے نم کے باقی سال ۱۲۳۶ء
 کو آباد کیا . او تعلقہ نے اگو بیدیش نمچا یا قلندر شاہ ۱۲۳۶ء ۱۸۳۶ء میں . . .
 ۱۲۵۰ء دستار علی میں . . . نول کے مزار رتہ پراں میں نائب گز سب . . . کو اراک میں موجود ہیں
 ان کے فرود پیش نیچے ان کی اولاد و اعصاب کی قبریں ہیں .

کھ من علیہا فان و بیقی وجہ دل و الجلال والا کرامہ

ان بزرگوں کی والدہ سے عقیدت اور ہمیشہ سے محبت

حضرت مراد شاہ سات برس لکھنؤ۔ الہ آباد۔ بانس بریلی۔ شاہجہان پور وغیرہ میں گزار کر ۱۲۰۵ھ کے قریب اپنی والدہ مکرمہ۔ عابدہ و زائدہ مبارک ہمیشہ۔ بھائی سکندر شاہ اور فرح بخش کو ساتھ لے کر لاہور پہنچ گئے تھے۔ اور حضرت قلندر شاہ ۱۲۰۸ھ تک پیچھے رہے تھے۔ عزیزوں کی بھجوری جب انہیں بے تاب کرتی تھی تو خطوں میں دردوں کا اظہار کرتے تھے۔ ایک خط میں جو والدہ کے نام ہے۔ دیکھئے کس قدر پرورش و تربیت کے شکر یہ سے حمد بہ آہوتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

اے بدلم سکن و مادائے تو در سہر جام ہمہ سووائے تو

قبلہ حاجاتی تو اے جانِ عالی

کعبہ تن نیز توفی از سخت

گر توفی آمدی اندر وجود

جان من از لست دلم ہم ز تو

گرچہ باطن ہمہ از حق رسید

فیض باطن ہمہ از حق بود

پرورش کردی و دادی تو شیر

فقر ہمہ از فیض تو دریا فتم

زانکہ را ہے تو بنمودی مرا

پس جو دریں راز نہ نام قدم

بدرقہ راہ نئے راہ من

آگے حضرت شاہ بدالدین کی منقبت ہے۔

چہرہ بجز میں کیفیت دل بیمار کی ہے۔ کہ

کارم بفراقت شدہ از تن برو

بمیر تو زد آتشے اندر دلم

جان من زار بغم اندروں

سوخت ہمہ آنچه کہ بد حاصلم

تایا وتوال در تن زارم نمنسا
 ہوش ز سر رفت و قرارم نمنسا
 اسی طرح اور ۲۵ اشعار میں درد دل کی حالت بیان کی ہے۔ پھر ایک خط ہمشیرہ کی طرف رقم کرتے ہیں جن سے ان کے زہد و تقدس کا حال معلوم ہو گا۔ فرماتے ہیں :-

سبا از من برو پیش منامنی
 کومسدم است اور امثل و ثمانی
 عشق روشن کن چشم تیر من
 دل و جان بر اور خواہم سیر من
 حریق آتش عشق الہی
 عزتی کجس با حق چو ماہی
 رسالتش اول از من این دعائے
 دعائے با اجابت آشنائے

دعا کے بعد چند ابیات جو دوسرے بحر میں ہیں۔ درو بخوری کے منظر میں سے

قلندرنہ فراق تو ہلاک است
 قلندرمی کند ہر روز انفصال
 قلندرنہ باحت سے تو صبر و طاقت
 قلندرنہ رشتہ قلندرنہ دور فراق
 قلندرنہ از دل و دانش جدا شد
 قلندرنہ رات شب غم بہت ہر روز
 قلندرنہ فراق تو سینہ چاک است
 قلندرنہ دور فراق تو دیو و جاد
 قلندرنہ رشتہ قلندرنہ دور فراق
 قلندرنہ دور فراق سے نواشد
 قلندرنہ رات شب غم بہت ہر روز
 بود چوں شمع ہر شب آہ و ہرزو

چہرا اپنے مضمون پر آتے ہیں اور دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں۔

بست مراوم کہ مرا زود تر
 تا قدمش بسم و بلیم رخس
 ہم مشد از دیدن این ناتوال
 در شرف خدمت ماور بہر
 از جالش کردہ دل و جان خوش
 شاہ دل ماور من شاہ ماں

چہر فرماتے ہیں :-

خستم کنی نامہ پیر سوز را
 کہ سہ سہائی تم کنی تو زود
 تا دوریت با اجابت رسد
 بار خدا یا ز من بے شمار
 کورنش و تسلیم و زود و سلام
 ایک الجری کے تسلیم سے
 بہت جلد سے اس کے زود
 زیب بایں خط و کتابت سے
 از ہر صدق ہزاراں ہزار
 باور بر آل سکندر عالی مقام

پیر فرح بخش بھی ماور مشفقہ کی دعا اپنے لئے سرمایہ کامرانی یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مراد ان کے ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں :-

وانکہ کردی علاحدہ ارقام
رفتہ در پیش والدہ خواندم
سجدہ شکر حق نمود ادا
باجابت دعائے شاہ برسد
بندگی خواہر تو می خواند
عرضی نظم اسے نکوانجام
یک یک را بعرض برسانم
بتو کردند صد ہزار دعا
از خدا آنچه خواہی آن برسد
کہ بیادت ہمیشہ می ماند

ان بزرگوں کی والدہ سے عقیدت اور مشیرہ سے محبت کی کیفیت اس قابل ہے کہ ہمارے نوجوان اسے دلیل راہ بنائیں۔ تاکہ دنیا و دین میں نیک نام و بامراد ہوں۔ اس وقت حضرت اشرف کی بیٹیاں بحیثیت ماور و اہل بیت اور ان کی بیٹیاں اپنے پر داد اقلندرشاہ کے اہل خانہ کا نمونہ ہیں۔ اب آگے دیکھئے کیا ہو۔ خدا کرے کہ زمانے کی بوجا ان کو نہ لگے۔ اور تہذیب حاضرہ ان کے دور رہے۔ آمین۔

ادبیاہ

ہمارے بزرگ پر وہ کے بڑے پابند اور عصمت و عفت مستورات کے محاذ پر ہے ہیں۔ اسی بات کو وہ نشانِ شرافت سمجھتے تھے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس علامتِ شرافت کو اپنا سرور و امتیاز بنا کر رکھنا چاہیے۔ تاکہ ننگ و ناموسِ خاندان برقرار رہے۔ مرد خود نیک و پاک دامن ہوں۔ تو عورتیں کیوں نہ ہوں۔ جب کہ شرم و حیا انہیں فطرتاً و دربیست ہے :-

ناہی

تاریخ رحلت پیر فرح بخش

پیر فرح بخش سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ جو ۱۲۵۶ھ میں ۶۵ برس کے سن میں فوت ہوئے۔ قدرت نے ان سے تاریخِ خاندان لکھانا تھا۔ اس لئے وہ اپنے لائق بھائیوں جی کے نہیں بلکہ سارے خاندان کے حالات لکھنے کے لئے تادیر زندہ رہے۔ پیر فرح بخش نے جبکہ ان کے فرزند حیدر شاہ کی تاریخ لکھی تو ان کی کیوں نہ لکھی ہوگی مگر وہ مجھے نہیں ملی۔ اس لئے مجھے خود کئی پرطی ۵

۱۔ صوفی با صفا فرح بخش است
نام اسلاف زندہ شد از دوسے
شاعر خوش نوا فرح بخش است
لائی مر حبا فرح بخش است
ماورق ہدیہ ما فرح بخش است
زبدہ آہ یا فرح بخش است

۲۔ نرا آمد و گرا از اکتب حبیب
کہ اندوہ فرح بخش است تاریخ

۳۔ جو دوران حسرت نے دیکھا اسے
یکاریں کہ "آیا فرح بخش جہاں"

جب حضرت فرح بخش کے اجداد نے فرزند پیر حیدر شاہ اولادِ نرینہ سے محروم ہو گئے۔ تو جہاں پیر فرح بخش نے بڑے دریغ سے لکھا۔

حسرت و افسوس، او او یا، ہزار آہ و فغان
اعلیٰ حیدر شاہ پور آل شاہ روشن نمبر
پیر نسلش کو ششیں سبب آہ، سوئے نگرہ
یا زلمی عام کن تصنیف ہے آل جناب
شاہ شہور و فرح نبی بخش از سماع ایسی خبر
کہاں فرح بخش، اللہ ما تعلق شد نسل از جہاں
فوت شد از دوسے نماندہ در جہاں نام و نشان
اسے نئی بچتا یہ بارہ از قنارے آسمان
تا قیامت تا زمانہ در جہاں نامش میاں
مرد سے زلمت گذر نشہیر تصنیف است او (رہائی)

تاریخ وفات پیر حیدر شاہ مرحوم

میرے والد کے نیکدل ماموں مرتحل و ہر سے ہوئے ناگاہ
 رہا باقی نہ ان کا کوئی پسر بیٹیاں و ڈور ہیں بفضلِ اللہ
 بیٹیوں کی ہیں بیٹیاں موجود یک ز نواب و سررتا ساہ
 ہیں یہ چاروں ہی صاحبِ اولاد مثلِ اجداد نیک و حق آگاہ
 سمجھے اولاد، ان کے زیرِ قدم ہے بہشتِ بریں کی پیدار راہ
 کہو تاریخِ حیدر اسے نامی جو تھے تیرے براورِ جدہ

ہاں سغویہ جہل سے ہے تاریخ

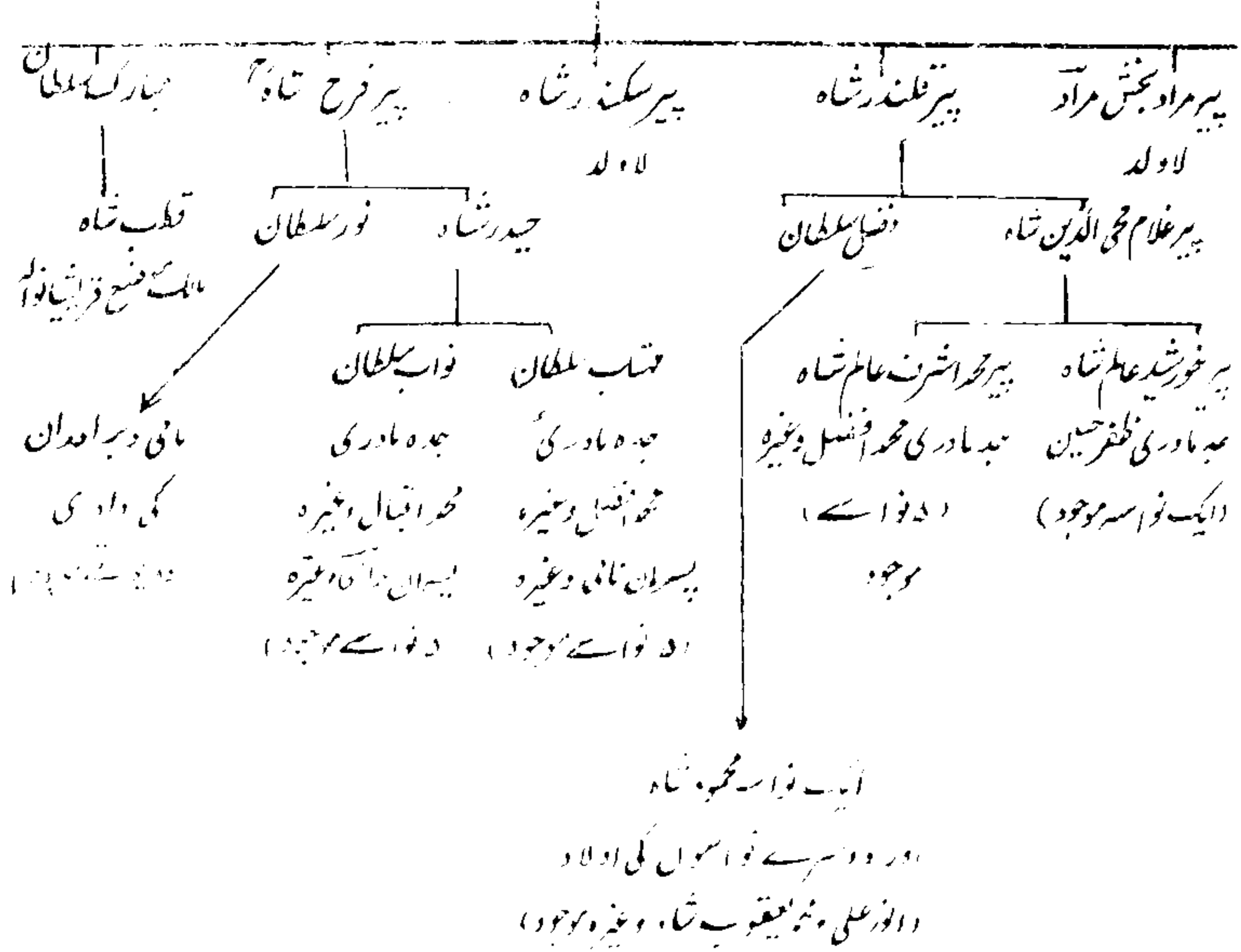
”فوتِ آموزگار حیدر شاہ“

۱۲۸۹ھ (مطابق ۱۸۷۲ء)

130555

پیر فرح بخش اور ان کی بہن اور بھائیوں کی اولاد کا شجرہ

پیر کرم شاہ المشہور سیٹا شاہ



نوٹ :- پیر غلام محی الدین کی والدہ کا نام حکیم سلطان تھا۔ اس کا نام پیر غلام محی الدین سے نہیں
ان کی علاقہ بہن کے پوتے تھے۔

اولاد پیر فرح بخش

آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک اپنے دادا (پیر شاہ جی) کے بھائی (پیر شاہ) کی پوتی (ہیون سلطان) بنت عظیم شاہ سے۔ جس سے ایک بیٹا پیر حیدر شاہ اور ایک بیٹی نور سلطان ہوئی۔ جس کا بیٹا پیر غلام محمد بن پیر نبی بخش سے ہوا۔ اور ان سے میرے والد پیر حامد شاہ اور میری چھوٹی چچا نور سلطان پیدا ہوئی۔ جو پیر خورشید عالم شاہ سے بیابھی جا کر دو تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کی والدہ بنی۔ بیٹے تو بچپن میں فوت ہو گئے۔ بیٹیاں بیابھی کہیں مگر سب اولاد چل بسیں۔

دوسری شادی مرزا عشور بیگ ساکن نون کی دختر سے ہوئی جس سے صرف دو دختر وجود میں آئیں۔ ایک بدایت سلطان جو پیر غلام مصطفیٰ نمبر دار کوٹلی پیراں سے بیابھی گئی۔ اور بجاہت بیوگی و اولادی زید و عبادت میں عمر گزار کر دنیا سے فانی سے رخصت ہو گئی۔ دوسری امت الہنی جو پیر خورشید عالم اور بی بی صاحب سلطان اپنی یادگار چھوڑ گئی۔

پیر حیدر شاہ کی ایک شادی پیر شاہ جی کے بھتیجے پیر فیض بخش کی پوتی حبیب سلطان بنت قطب شاہ سے ہوئی جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

دوسری شادی بی بی کریم سلطان بنت پیر شاہ سے شاہ سے ہوئی۔ جو بارہ والی برادری سے (ازاویاد پیر بہاؤ اللہ بن حضرت عبد الجلیل قطب العالم) تھے۔ پیر شریف عالم شاہ ساکن جھٹے و ڈکے تاجا۔ ان سے ایک بیٹی میں مرزا فیض علی بیابھیروز شاہ ہوا۔ اور اس طرح دوسرے جہاں میں جا بسنے والی ایک بیٹی بیابھی تاجا تاجا۔ دو بیٹیاں رحمتا سلطان اور نواب سلطان (زندہ رہیں۔ متاسب سلطان کی بیٹیوں کی اولاد سے اس وقت محمد (قطب عالم نمبر دار) و محمد ابو بکر۔ عارضت سلطان و رؤف سلطان (فرزند ان تاجی) و حمید سلطان (بنت حاققا تاجا۔ الہنی) آفتاب سلطان (ابن افتخار احمد) عبد الغفور۔ نعیم ظہر۔ اصغر سلطان (اولاد نور علی) موجود ہیں۔ یہ سب شادی شاہ (سوا کے) سے ہوئے اور صاحب اولاد ہیں۔ نواب سلطان کی بیٹیوں کی اولاد سے محمد اقبال۔ محمد نیر۔ محمد اختر اور محمد فاروق پیراں و زید علی شاہ حامی) اقبال سلطان (دختر پیر شریف عالم شاہ اور والدہ خیر الحسن و سہ و خیراں اولاد محمد اجمل رحیم پیر تاجی) اور بہاؤ الدین ابن ظفر حسین زندہ ہیں۔ اور فاروق اور ظہیر اور اس کی دو بیٹیوں کے سوا سب شادی شاہ

اور اولاد واسے ہیں۔

ان سنا جنرا اول اور سنا جنرا اولوں کو جان لینا چاہئے کہ علم بڑھی وواست اور نام زندہ رکھنے والی چیز ہے۔ پیر فرح بخش عالم و فاضل اور صاحب لقتنیف تھے۔ ان کا نام علم و فضل کی وجہ سے زندہ ہے۔ اور ان کے طفیل ہمارا نام بھی تاریخ میں آ گیا ہے۔ اگر تم بھی نیک اور اعلیٰ علم بنو گے۔ اور ایک طابع کی طرح جاننا جائزہ طریق سے دولت اکٹھی کرنے ہی کے درپے نہ ہو گے، تو دنیا میں ہمارا نام بھی ایسی سے یاد کیا جائے گا۔ ورنہ مر گئے مردود نہ فائدہ نہ درود کے مصداق۔ **دَبْنَا فَلَمَّا إِذَا الْبَدَاغ**

پیر فرح بخش کی جائداد سے فائدہ اٹھانے والے

پیر فرح بخش کی زرعی جائداد کچھ تو زمینیں کو ملی پیراں میں تھی اور ایک پونجھانی رقبہ موضع رتہ زر خرید اور وضع حدود کی کے تمام رقبہ کا نصف، جو اہل رتہ رکھی حکومت سے ملا۔ اور بعد انگریزی میں، یہ قرار پایا پیر کریم شاہ شہید کے آخری زینہ وارث بقانون مردود پیر محمد شریف عالم شاہ مرحوم تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں رتہ والی حقیقت ان کی دونوں پوتیوں کے نام سے کر دی ہیں کی اولاد اس سے متمتع ہو رہی ہے۔ اور حدود کی بقا و سستی والی اپنی پوتیاں کو جو پیر فرح بخش کی بڑی پوتی کی اولاد ہیں۔ اور پیر ٹانہ شاہ و اس کے منہ سے ایک نسبت پیر فرح بخش کی بیٹی امیرہ شہری کی پوتیوں اور ان کی اولاد کو دینے کی وصیت کر کے۔ اور حیات اشرف میں فوت ہو گئیں۔ کرنلی والی بدی جائداد بھی حضرت اشرف پیر فرح بخش کے قریبی بیٹے جلیل کو دینے کی وصیت کر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جائداد سے متمتع ہونے والے ہر شخص کو جسے بیٹے ٹانہ سے حضرت اشرف کی وصیت سے لاکھوں روپیہ کی جائداد بلا حنت ان گئی سے۔ تو ان دنوں سے اپنے اپنے حصہ پتی اور مختلف جیلوں سے دوسرے ان کا حق ماننے کی کوششیں کر رہے۔

تصانیف پیر فرح بخش

پیر فرح بخش کی بہترین تصنیف کتاب ہذا "ادکار قلندری" ہے۔ جو ۱۱ x ۱۲ ۱/۲ تقطیع کے عمدہ کاغذ کے ۱۰۰۰ پندرہ سطر صفحوں پر نہایت خوش خط صحیح قلم عطا اللہ بہرام پوری ۱۲۵۸ھ (۱۸۴۰ء) کی لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح عبید اللہ اور رادھا کے عشق کا منظوم قصہ ۱۳۶ صفحوں پر مشہور قصہ سسی پنوں ۱۸۰ صفحوں پر اور جنگ و جدل بیالی کوٹ دماہین راجہ سالباہن: بکرماجیت نامہ ۸۸ صفحوں پر نوشتہ زبان فارسی ایک جلد میں میرے پاس محفوظ ہے۔

یہ بہترین علمی یادگاریں میرے نانا پیر غلام محی الدین شاہ دموتوفی ۱۲۶۹ھ (۱۸۶۲ء) ایران کے فرزندوں کے حسن مذاق و عقیدت بزرگانہ کا نتیجہ ہیں۔ اور محبت سنجیدگی میری کوششیں یہی رہی ہے کہ میں ان سے نہ صرف خود متمتع ہوں۔ بلکہ جو کچھ مجھے ملا ہو اس سے دوسروں کو بھی مستفید کروں۔ اور خدا کے فضل سے میری یہ سعی مشکور ہوئی ہے۔ اللہ جزائے خیر دے میرے خال محترم و خسر کرم پیر محی اشرف عالم شاہ صاحب دستاویزی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء کو جن کی بزرگانہ خاندان کے نام زندہ رکھنے کے لئے وقف کی آمدنی سے میں بزرگانہ تبرکات سے ان کی اولاد اور ارادت مندوں کو مستفید کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

چونکہ ہمارے بزرگ صاحب شریعت و طریقت تھے۔ اس لئے انہوں نے عشق کے قصوں میں مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کی راہ بتائی ہے۔ چنانچہ مراد العاشقین میں مراد شاہ کے بیان کردہ وہ نول قصے اور قصہ عبید اللہ و رادھا اس حقیقت کے نمائندہ ہیں۔ مراد العاشقین طبع شدہ اللہ والے کی قومی دکان سے مل سکتی ہے۔ اور عبید اللہ والے قصے کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بے پور کے نزدیک واقع قصبہ لشن پور کے رئیس کے ہاں بڑی منتوں کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا نام رادھا رکھا گیا۔ جب وہ جوان ہوئی۔ اور اس کے حسن جمال افزوز کا شہرہ ہوا۔ تو ہر طرف سے شادی کے پیغام آنے لگے۔ آخر وہ لشن پور کے رئیس راسے دنی چند کے بیٹے رتن چند سے بیاہی گئی۔ شادی کے چند ماہ بعد اچانک راجہ بے چند کا قاصد دنی چند کے پاس آیا۔ کہ غنیمت نے حملہ کر دیا ہے۔ اور ہمارے جوان بیٹے کو راجہ نے بلایا ہے۔ جنگ کا نام سن کر رادھا اور اس کے سسرال کے ہوش

اڑ گئے۔ مگر حکمہ اکم مرگ مفاہجات مرتن چند کو میدان کارزار میں جانے کے سوا چارہ نہ تھا۔
اس کے جانے کے بعد رادھاں پر کوہ فراق لٹ پڑا۔ اور وہ غم سے نڈھال ہو گئی۔ اس کی یہ حالت دیکھ
کر اس کی دایہ نے کہا۔

بھن و دلبری از تو فرزد کیست
دل خود را بعشق شور نہادی
زنان را عاشق شو ہر شدن چسیت
تو ناموس زنان بر باد دانی
خوش آن شوہر کہ باشد عاشق ز
بد آن زن کمال بعشق شو و بد تن
یعنی تو ایسی ناز میں ہو کر الٹی گڑھا بہا رہی ہے۔ تو کیسی عورت ہے کہ غاوند کے عشق میں بے حیا
ہے۔ تو نے عورتوں کی عزت بر باد کر دی ہے۔ عاشق تو مرد ہوتا ہے نہ کہ عورت۔ وہ عورت کیسی
بری ہے جو مرد کے عشق میں بے کلی ہو۔

رادھاں نے جواب دیا۔ جس تن لائے سو ہی جانے۔ جب دایہ نے دلچیا۔ کہ یہ مرتن چند کے فراق میں بے بس
در بخور ہے۔ تو اس کی تسلی کے لئے کہا۔ کہ مشرق کی طرف ایک بت خانہ ہے۔ اس میں ایک بڑا بت ہے۔ اس کے
پاس جا کر جو دریا مانگتا ہے پاتا ہے۔ تو بھی وہاں جا کر۔ یہ خوش خبری سن کر رادھاں کی تسلی ہو گئی۔ اور اس شکرے
کی طرف جانا معمول بنا لیا۔ ایک دن نبی اللہ کی اتفاقاً طور پر رادھاں پر نظر پڑ گئی۔ اور وہ سو جان سے اس پر
عاشق ہو گیا۔ اور لگا آہ و زاری میں دن کاٹنے اور دعائیں مانگنے۔ کہ خدایا ایسا سامان پیدا کر کہ رادھاں مجھے
مل جائے۔ فقہر مختصر مرتن چند لڑالی میں ما اکیا۔ رادھاں سستی ہونے کے لئے نکلی۔ تب پتائیں بیٹھی۔ راہ راک
بھڑکی۔ تو عبید اللہ نے کہا۔ جینے کے ایسی ناز نہیں ملے۔ پس وہ بے تابانہ یا نادر کوئی بہ داد ستا ملا کہ
کہ ایک جہت میں رادھاں کے پاس پہنچا۔ رادھاں بولی

ہمیشہ سوختن کا رہنود است
مسلاں را ازیں سو داچہ مرست
عبید اللہ نے جواب دیا۔

نی خواہم پینیں تا جوں تو ولدار
کفتا وقت کار از دست رفتہ
نمال تب زرد و فقر نار
من و تو ہر دو در آتش نشنہ
اماں را وقت کو حال ازیں کار
شوی بچو خلیل از نا آزاد

چنانچہ راجھاں نے مکہ شہادت پڑھا تو

پستان شد برو این انگرستان

ہندوؤں نے کہا اس درویش کے جاؤ سے آگ ٹھنڈی کر دی ہے۔ اذاکسی بڑے برہمن کو بلائیں۔ کہ
انسوں کے آگ کی افسردگی بٹانے اور دونوں عاشق و معشوق کو جلا کر بھسم کرے۔ مگر کسی کی پیش نہ گئی۔ اور
راجھاں اور عبید اللہ

پس از چند سے ازاں نما کتر کاد	بد بروند پا بانما طر شاد
چہ از بگرد چہ از کوہ و بیابان	برابر بود ز بہت کماہ ایشاں
ز انسان ہجو و حسنی محارمیدند	کہ اورا غیر جنس خویش دیدند

نوٹ :- یہ عجیب بات ہے کہ پیر فرح بخش نے اردو میں نظم لکھی نہ نثر۔ تمام کلام فارسی میں ہے۔
حالانکہ ان کے تینوں بھائیوں نے اردو میں واد سخن ہی سے۔ حضرت مراد شاہ نے تو بہت
زیادہ۔ ان سے کم حضرت قلندر شاہ نے اور ان سے کم سکندر شاہ نے۔

پیر مراد شاہ (متوفی ۱۱۵۰ھ) ایک اردو دیوان ہے۔ قصہ چارہ درویش بے دردو رسالہ نمونہ اردو دیوان
شائع شدہ) نامہ مراد دوبار مطبوعہ جس میں اس نامہ درویش نامہ بھی شامل ہے۔ حضرت قلندر شاہ کی پند
عزیزین مطبوعہ دیوان قلندر شاہ میں موجود اور ایک دو خط ہی اردو میں شامل نکلیات۔ پیر سکندر شاہ
نے صرف دو عزیزین اردو میں کہیں۔ باقی کلام تمام فارسی میں۔ حالانکہ ہر سہ برادران پیر مراد شاہ سے
زیادہ عرصہ ہندوستان میں رہے۔

تصانیف حضرت قلندر شاہ

۱۔ دیوان قلندر شاہ مطبوعہ ناسی - ۲۔ بیان عقائد منظوم فارسی ۱۲۲۱ھ - ۳۔ حلیمہ شریف فارسی منظوم ۱۲۲۶ھ - ۴۔ حلیمہ شریف اردو - ۵۔ معراج المقبول فارسی منظوم ۱۲۳۲ھ - ۶۔ ترکیب تلاوت کلام اللہ بزبان فارسی - ۷۔ طور تلاوت قرآن شریف - ۸۔ شریک اربعین - ۹۔ آداب خلوت - ۱۰۔ اتحاد اربعین - ۱۱۔ بیان نزول انوار الہی مختلف - ۱۲۔ مکتوبات تمام منظوم - دود جانم پیرزادہ و مرید میاں امام اللہ معہ جواب یک - بنام فقیر عزیز الدین مع جواب - خطوط بخدمت پیر مراد شاہ - سونے پیر فریح بخش - جانب والدہ خود - بنام فیض محمد - طرف مشکوٰۃ اس - بخدمت صاحبزادہ غلام بیانی - مشکلی - جناب عبد اللہ خاں صوبہ وار کشمیر - بجانب - یار سے - طرف عمیرہ شود - جانب غلام حیدر - طرف نامعلوم بزبان اردو - بجانب چراغ اردو خط اور اس کا جواب از قلندر شاہ

نوٹ: پنجاب پرنسپل کی لائبریری میں ایک مجلد شتعلی برہنہ کتب نقل کردہ مفتوحی حامد علی بن مفتوحی عظیم ساکن اسلام پور تبارک انصاری ہفرمائش فقیر امام الدین المہر انصاری - ان کا میں نے ۹ جولائی ۱۹۳۶ء کو مطالعہ کیا۔ اس مجلد میں مراد شاہ کی راجہ میاں سید نامتھیاں اور مراد شاہ شتعلی اور داتا گنج بخش وغیرہ کے علاوہ حضرت قلندر شاہ کی تصنیفات بیان حق - حلیمہ شریف فارسی اور معراج المقبول بھی شامل ہیں۔ تاریخ ۱۲۱۱ھ الحرم الشریف لکھی ہے۔

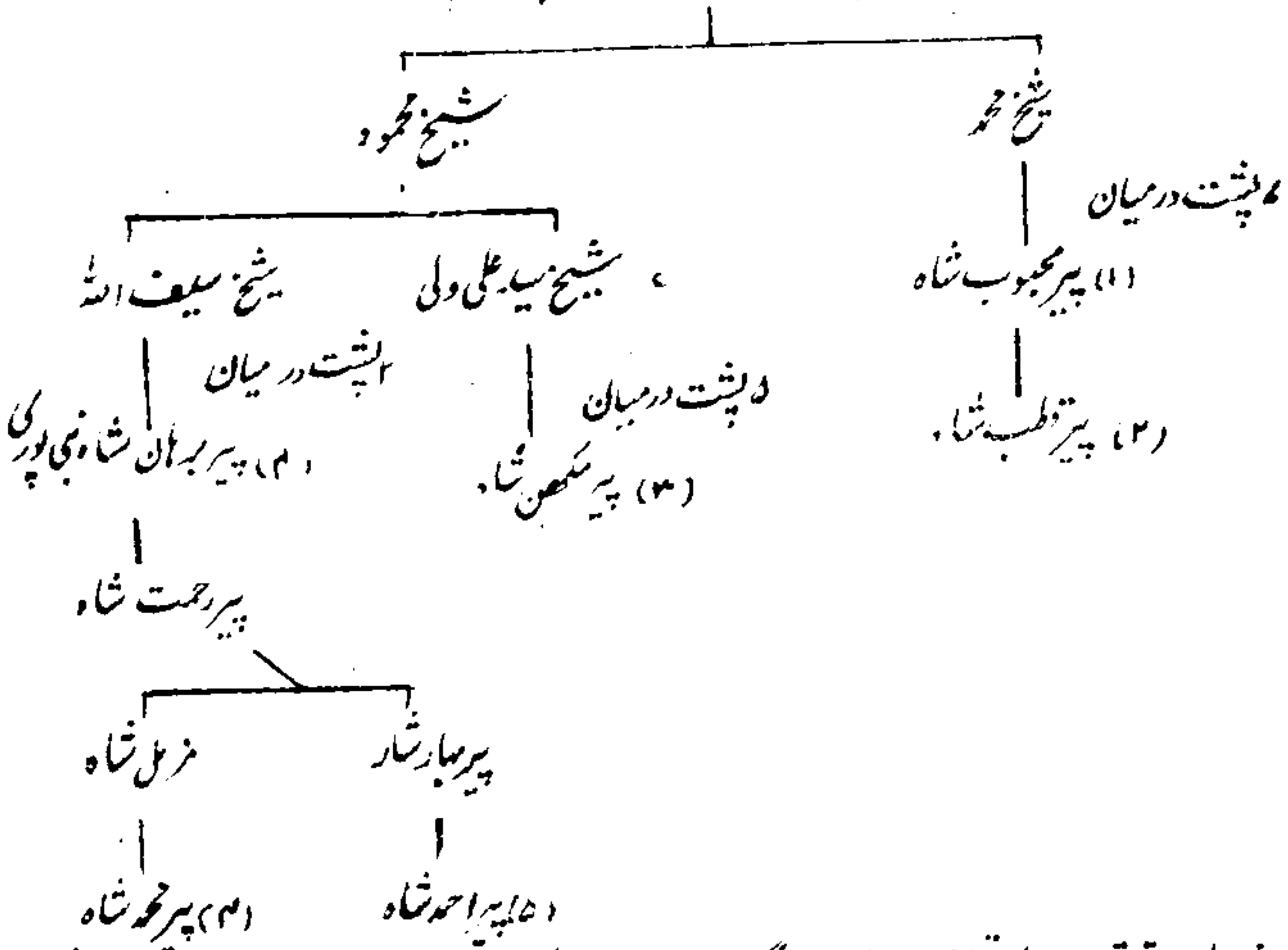
حضرت قلندر شاہ کی نمبر ۲ سے ۵ تک تصانیف پہلے پیر نور علی عالم شاہ صاحب نے اور پھر حضرت پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب نے جمع کیا اور حضرت تقییم الدین نے اور باقی میں نے جمع کیا اور باقی تبرک کلام میں - مکتوبات پر یہ شامل نہیں ہوئے۔

علاوہ ازیں یہ سے ایک یا اسٹیٹوٹ نوشتہ ۱۹۱۰ء میں پیر خیر علی نقل ہے جو پیر نور علی اشرفی یا پہلک لائبریری سے تمام شدہ کتاب معراج المقبول - حلیمہ شریف - ۱۰۰۰ از تصنیف تہذیب السالین - زبدۃ العارفین - وحید العصر - فرید الدہر - حقائق اکابر اہل الہدایہ - ویرہ - تختہ بارگاہ - سول اللہ - فی سبیل اللہ - بالنفس والہاتھی بالشر زین عباد - شاہ - ابتداء - حضرت شاہ صاحب میاں قلندر شاہ جیہ ملواریہ ہر مکتوبہ

جمیدہ محمد آلہ واصحابہ الیوم الدین - بید فقیر حقیر مہربان سنگھ ساکن لکھنؤ غفرنا اللہ ذنوبہمہم دستر عیوبہمہم
تاریخ ۲۷ ماہ پوہ ۱۸۸۳ء مطابق ویم جہادی الاخری بجزیرہ مقدسہ توبہ شمس سال تحریر یافت
ذمراہ العاشقین اور نامریاں ۱۲۲۲ھ کی نقل کرود

شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ از اولاد شیخ بہاوالدین

شیخ بہاؤ الدین بن حضرت عبدالجلیل قطب العالم لاہوری



نوٹ :- نمبر مطابق ترتیب اولاد قلندر کی رکھی گئی ہے۔ مطابق بی مبارک سلطان رابعہ زماں دختر پیر کرم شاہ شہید
کے شہر اور بیٹے۔ یعنی پیر قلندر شاہ کے بھائی۔ پیر پندی پیراں میں مالک تھے۔ ان کے فرزند کوئی رشتہ
معلوم نہیں ہوا۔ حضرت قلندر شاہ کے چچا حضرت غدا بخش کی پوتی تعظیم سلطان (بنت پیر فیض بخش)
کے بیٹے محمد شاہ ولد مزمل شاہ (والد پیر مر شاہ نبی پوری تھے۔ ان کے پانچ بیٹوں (سید شاہ۔ سیات شاہ

بہادر شاہ - ولایت شاہ اور عبداللہ شاہ کی بہن حاکم بی بی (بنت مہر شاہ) میرے علاقے چچا پیر عالم شاہ سے بیاہی گئی اور
 برادر مظفر علی شاہ کی والدہ بنی - مظفر کی دادی نصیب سلطان اس کی بیٹی تھی - عظیم سلطان کی ایک بہن (امیر سلطان)
 جیون شاہ ولد امام شاہ ساکن گنجنی کی والدہ تھی - دوسری بہن گوہر شاہ بن قائم شاہ سے بیاہی جا کر جو اے شاہ کی
 والدہ بنی - اور تیسری بہن احمد شاہ ساکن بھگوتی کی والدہ (احمد شاہ کا نام مجھے شجرہ میں نہیں ملا)

اولاد قطب العالم میں رشتہ مناکحت قائم ہونے کی ضرورت

حضرت عبدالجلیل قطب العالم لاہوری کے دونوں بیٹوں کی اولاد اب ایک ہی خلیع شیخ پورہ میں بحیثیت
 مالک دیہات آباد ہے - پہلے ان میں رشتہ داریاں ہوتی رہی ہیں - اب چند سالوں سے بند میں - یہ قومی اتحاد
 کے خلاف ہے - جمعیت کا پر اگندہ ہونا اچھی بات نہیں - یہ وطن پرستوں کو جوڑنے کے لائق ہوں - وہ غیر برادری
 میں رشتہ ڈھونڈیں اور غریب بھائیوں کی بیٹیاں بھیجی رہیں - اب پاکستان میں تقسیم ہونے کے سبب احکام شریعت
 تقسیم ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے - اس کی رد سے بیویاں بھی حق و ارادداشت ہیں - اگر آپس میں شادیاں ہوں تو
 جائداد باہر نہ جائے - مگر اس کا کیا علاج کہ نامندان کی لڑکیوں کو بھی چالاک و ناخدا ترس تو ہر محروم الارث کرنے
 کے لئے طرح طرح کے ناجائز حیلے کر رہے ہیں -

مصلحت عمیت کہ از پردہ بر دل افتد راز

خدا ہدایت دے گا جس کو وہ سمجھیں کہ جس اپنی اولاد کی خاطر وہ بیا کر رہے ہیں - وہ انہیں آخرت میں کیا نفع دے گی

تاریخ رحلت پیر چراغ شاہ مرحوم بن رکن شاہ مرحوم کے

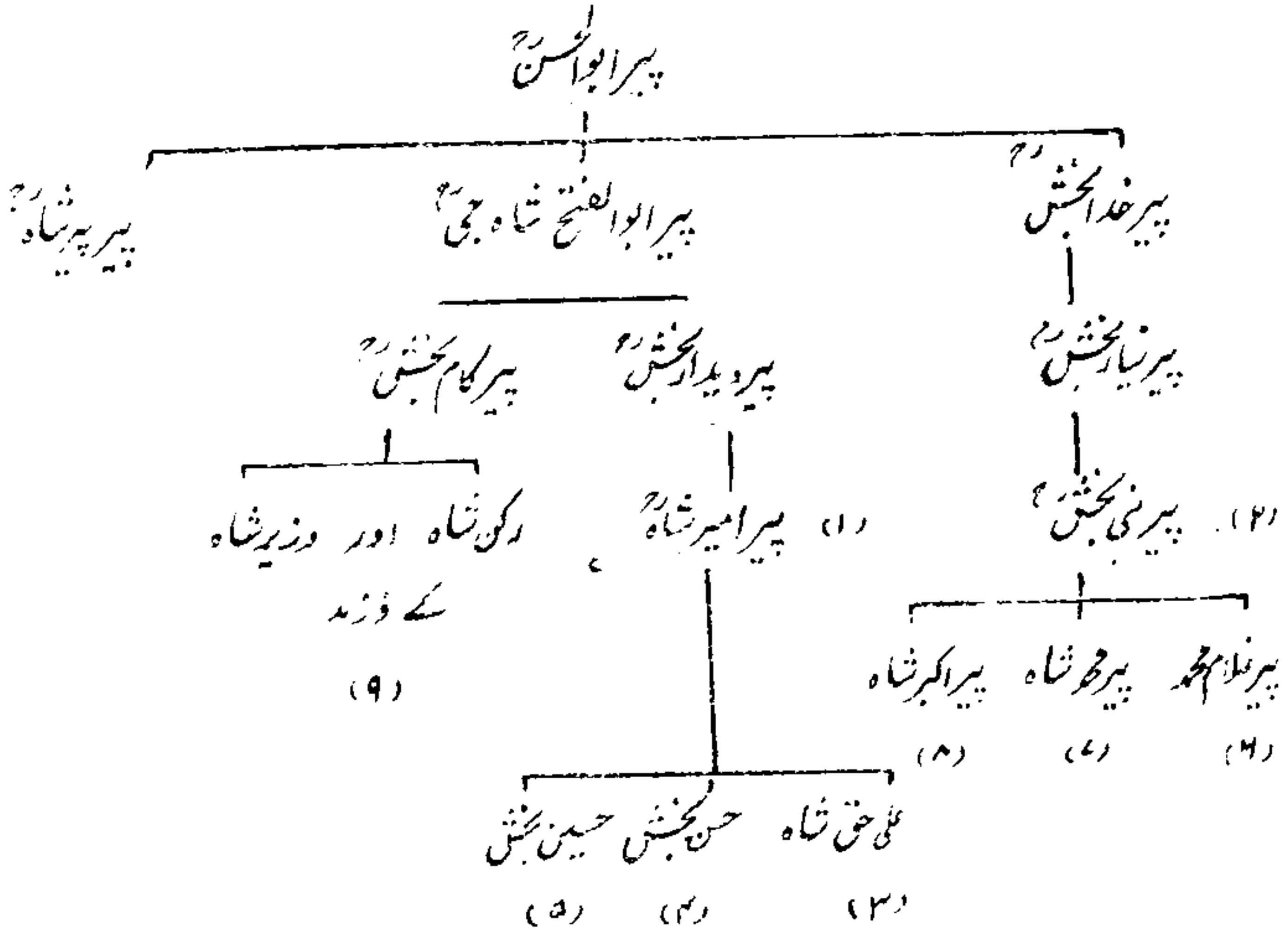
پیر چراغ شاہ بنی بٹنہ متوفی ۱۲۹۸ھ کے تلامذہ

محمد چراغ آل شہ پاک دین	جو اں سال پندرہشت و پندرہ
سفر کرداروں داروں	نوشید از کیف کوثر چراغ
جو سالش ہجرت ہجرت از	بد اں سال فوتش محمد چراغ

وغیرہ

سہ آپ بارے نوجوان عزیز نمہ - نیز رئیس ہوش چٹے و ڈوبانغ دھیسر وغیرہ کے دادا تھے

شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ اذ اولاد پیر ابوالحسن ثانی



نوٹ: یہ نمبر مطابق ترتیب ازکار قلندری رکھے گئے ہیں (نامی)

مدح حضرت پیر قلندر شاہ ارباب پنجابی

حضرت پیر قلندر شاہ جس رتبہ کے بزرگ تھے وہ انکار قلندری پر ٹھوکر تار میں اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپ کے ایک معتقد دوست فائز صاحب تھے۔ افسوس ان کا حال کہیں یاد کو نہیں۔ حضرت قلندر شاہ نے کئی جگہ غزلوں میں ان کا نام لیا ہے۔ فائز کی لکھی ہوئی منقبت کے چند اشعار پر پیر شجاع الدین صاحب نے دیا چہ وہ ان قلندر شاہ میں نقل کئے ہیں۔ پرانے کاغذات میں پنجابی زبان میں ایسے مدح کسی عزیز معتقد کی لکھی ہوئی ملی ہے۔ اسے نظر انداز کر دینا بڑی بے قدری کی بات تھی۔ لہذا وہ بلفظہ مدح کی جائز ہے۔ سر بند کے بعد طب کا مضرع ہے۔ ”یا حضرت پیر قلندر شاہ“ جو تخیل حاصل سمجھ کر بار بار نقل کرنا ضروری نہ تھا۔ مگر کاتب صاحب نے کر دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اول حمد خداد کے تائیں آکھاں لاکھ کروڑ تائیں
پھیر درود پیغمبر تائیں جیہڑے دین دنی سے شاہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

خادم تیرے سب نمازی بہت علما ہور معنی تانہی
صاحب رتے ہر دم رانہی ذکر او نماں دا اگلا اللہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

سب علما علم جو پڑھدے نذر نیازاں ا کے ہور
نہوں نیوں آن ملا ماں کروئے اوی بی بن ہر تو
یا حضرت پیر قلندر شاہ

اوی میرا شاہ قلندر سرام دستہ یہ سہ ہور
شانہی ادھی رسول پیغمبر راکو میری پشت پناہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

دل چہ میرے کجا رسول کے خبر نہ یائے رسول

رہیا آزاری بست رنجول فریاد کراں میں صبح و سما

یا حضرت پیر قلندر شاہ

جان میں روداں آہیں دہائیں میری گل مراد پچا نہیں

حق اللہ دے راہ دکھائیں چنگا میریگا ایو راہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

ٹاوی میرا نور و نور ہر دم رکھے پناہ فریاد

کدی نہ ہندا دل بھتیں دور جتھے ہوں راں رکھ پناہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

ٹاوی میرا دانگ جولاٹاں چمکے وچر اندھیریاں راتاں

سب پیغمبر بھرن شفاعتاں اول نبی رسول اللہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

جے کو تیرے پاس آہندا ہرگز خالی نا اوہ رہندا

اوہ بی ایو ذکر کریندا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

اللہ تعینوں فاضل کیتا دوہیں جہانیں روشن کیتا

ذکر لٹاڈا سبحناں لیتا ہو سب لکا وڈا آہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

پاک اللہ نے تیرے اوپر فضل کیتا اے تہاں اوپر

گرم کرواں عاجز اوپر دستو مینوں راہ اللہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

سارے جگ وچ توں مشہور اللہ تعینوں کیتا نور

تیرا سمجھنی جا ظہور سبحناں توں پاپا راہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

لہندے چڑھدے لتیں مشور دکھنیں پورب تیرا نور
 اسم ترا سن کرے مذکور جو ہے مرد فقیر اللہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ
 تیں چارے شیر خدا رب نے کیتے سب اولیا
 آن لطفیاں کرن فقرا دین دنی دے جو پناہ
 یا حضرت پیر قلندر شاہ
 عرض کرے ایہ بہت گناہیں تیرے باہجر نا کو پناہیں
 جب کراں دیدار کرائیں پاویں ایس عاجزوں راہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ
 فرزند تارا نے سردار وچ پناہے بہت اظہار
 سب کے مال کن پناہ دشمن اسد سب فناہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ

۴۔ مراد پیر علم شیخ الدین شاہ (متوفی ۱۲۳۵ھ) اپنے وقت کے بڑے صاحب خلق برادر نواز رکھیں

تھے۔ ان کے بہت سے شاگرد تھے۔ ان کا تعلق لاہور مبارک حویلی سے ہے۔ ان کے شاگردوں میں سے
 قبیلہ میں شیخ اور اسکے بہت سے شاگرد تھے۔ ان کے شاگردوں میں سے سب مکانات انہی کے شاگردوں
 میں سے تھے۔ بطور یادگار مدت سے ان کے اس نواسے اور شاگردوں کے شاگردوں کے شاگردوں
 میں سے تھے۔

خلافت نامہ

(از حضرت شاہ اجل اللہ آبادی برائے حضرت مراد شاہ)

بِاللّٰهِ الْحَمْدِ وَالشُّعْرُ لَهُ وَلَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالرَّحْمَةُ وَاصْحَابِهِ
 أَجْمَعِينَ - فقیر فقیر نامی سراپا معاصی ابوالفضل ناصر الدین محمد المشتہر باجل محمدی اللہ آبادی ابن و
 مریدہ تبارہ ماڈون حضرت قلب العصر فرید اللہ ہر حضرت شاہ محمد ناصر افضل اللہ آبادی ابن قلب الاقطاب مجرب
 رب الاربابیہ نور اللہ الہادی حضرت شیخ محمد عیسیٰ المعروف بخوب اللہ اللہ آبادی قدس سرہما - و نیز مجاز و ماڈون
 از جانب قدوۃ العارفین زبیرۃ السالکین برادر قید گاہ دین و ایمان پناہ خود عمودہ الکاملین حضرت شاہ غلام قطب الدین
 ابن عمادہ المحدثین قطب العصر حضرت ابی شاہ محمد تاجز ؟ از آبادی ثم الملکی ابن حضرت قطب الاقطاب ستر
 شاہ خوب اللہ قدس سرہ مذکور است - چوں ایں فقیر از جانب والد مرحوم و ہم از جانب برادر مرید خود مجاز
 و ماڈون و در طرق خمسہ است - ہم چنان بحق آگاہ معارف و ست گاہ عزیز دلمائے عزیزہ سالک اللہ الکریم نتیجہ اویا
 مقبول قلوب اہل اللہ میاں شاہ مراد سلمہ اللہ تعالیٰ الی مایقہاہ - ابن حقائق آگاہ معارف و ست گاہ میاں کرم شاہ
 مشہور سیتا شاہ ابن قدوۃ العارفین شیخ ابوالفتح المشہور بشاہ جیو کہ از فرزند ان صاحب معاملات عالیہ و مقامات
 منعالیہ حضرت شیخ عبد الجلیل المعروف شیخ چوہر بندگی قطب العالم قدس سرہ ساکن دار السلطنت لاہور را
 اجازت سے منہی نمونہ پشتمیہ و قادریہ و ملادیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و اہل مزار فاضل الانوار حضرت غوث
 الاقطاب حضرت شیخ نور افضل اللہ آبادی و حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ خوب اللہ آبادی فاتح اجازت
 خاص و عام شمول طریقتیہ و بیانیہ افسنیہ تحریر فائزہ خواند و شد - حق تعالیٰ ایں فقیر را و مشار الیہ را توفیقات
 مرعات نمود عنایت فرمود و نصاریح کہ در اجازت نامہ برادر عزیز عزیز دلمائے عزیزہ شاہ مراد شاہ مراد
 بہ آل عامل باسند و ایں قدر حکم زائد است کہ ہر گاہ فرصت وقت دست و پد برائے زیارت مزار
 فائز الانوار حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد افضل و حضرت شاہ خوب اللہ و حضرت شاہ محمد ناصر کہ ہر سہ
 مزارات متبرکہ در اللہ آباد اند - تا صد شوند و چندے بجز مزارات مشغولہا باشد و فیض رہا بندہ دور حق ایں فقیر کثیر
 التقصیر کہ بواسطت ایں فقیر باین پیران روشن ضمیری رسد عالمائے خیر فرمایند کہ حق تعالیٰ عاقبت مرا بخیر کند

و بروز قیامت در زیر لو اسے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشور نماید۔
تخریر تاریخ چهار دیم شہر صفہ صم اللہ... الخلفہ ۱۲۵۰ھ قدسی بنا بر اعتماد ہر نوودہ شد
یعنی مراد شاہ کے واپس آنے سے تین سال بعد

۱۱۵۱
مجمعی محمدی

نالی

۱۱۵۱ شائع شدہ در سال تبرک کلام ۲۲ تا ۲۵ - اٹھ میں میں نے ذکر کردہ بزرگوں کی رحلت کی تاریخیں درج فرمادی ہیں
۱۱۵۱ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۹۳ء

حضرت شیخ ابوالحسن علی ہرکازی قدس سرہ کے نسب کے متعلق حریف تحقیق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت تلمذہ شاہ احمد رشت کے واسطے سے نسباً قلب العالم حضرت عبدالحلیم
ہجوئی علیہ السلام سے ملحق ہیں اور یہ بیابان رشت کے قبیل سے تلمذہ سلطان العارفین حمید الدین ماکم مدنون مبارک
سے اور سلطان ماکم چچہ اسطوں سے شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن ہرکازی سے ملتے ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت موصوف سیدنا ابوسفیان کی اولاد سے ہیں۔ اختلاف یہاں پڑتا ہے کہ
س ابوسفیان کی؟ شیخ فرح بخش جیسا کہ اصل کتاب (اذکار تلمذہ ری) میں مذکور ہے۔ ابوسفیان بن حارث
بن عبدالمطلب اٹھنی کی اولاد بتاتے ہیں۔ مفتی غلام سرور موم خرمینہ الاصفیانی ذکر سلطان ماکم رسد اول
جلد دوم میں لکھتے ہیں: نسبت آبا سے آرام، سے بچند واسطہ حضرت ابوسفیان بن حارث اسباب حضرت
تمام النبوت می رسد۔ اور شیخ المشائخ نے اسم کراتی کے ساتھ اٹھنی نسبت فرماتے ہیں۔ مگر خرمینہ الاصفیانی
جلد اول میں لکھتے ہیں: کہ نام نامی وہ ہے شیخ ابوسفیان بن حارث بن اسطوں سے ہیں۔ یہاں اختلاف
سے ساتھ صرف قرابتی لکھنے پر اتفاق کرتے ہیں۔

شہزادہ تھوہار سندھ و سیفینہ الاولیاء لکھتے ہیں: رقم از میں کہ نام ایشان علی بن محمد بن جعفر التمیمی ہے
است۔ مرید شیخ ابوالفریح طر الوہی اندر دواز بزرگان مشائخ وقت و مقتدا سے اہل زمان و اسباب نوارتی
و کرامات ہوہ اندر۔ وفات ایشان در نیم لشتہ ۱۱۵۱ واقع شد۔

کتاب اخبار اصحابین ص ۱۰۱ اول تو اہل نواب مشائخ یاد جنگ بہادر طلبہ و حمید آباد کن ص ۱۱۵

تحت عنوان "حضرت شیخ ابوالحسن قریشی الدککاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ آپ عالم و غافل و عارف و کاملی۔ زبدۃ احرار۔ نارغ از عیوب و اشرار۔ قطب زمیں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور اسم مبارک علی بن محمود بن یوسف بن جعفر القریشی الدککاری ہے۔ اور آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا۔

ابن خلکان کی تحقیق۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے۔ کہ آپ عقبہ بن ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ سے بہت خیر و نیکی لوگوں کو پہنچی۔ آپ بڑے عابد تھے اور بہ کثرت علم کے لئے سفر کیا۔ اور شیخ ابوالعلاء معری سے مل کر ان سے بھی حدیث سنی۔ شیخ ابوالعلاء کے عقیدے کے متعلق ان سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ ایک مسلمان آدمی ہیں۔ ہنکار موصل کے قریب ایک مقام کا نام ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ کردوں کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ جو موصل کے بود و باش رکھتا تھا۔ آپ نے شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خرقدارادت حاصل کیا ہے۔ آپ سے ایک تعلق کو نامہ پہنچا۔ آپ کی ولادت ۳۹۸ھ اور وفات بروایت سفینۃ الاولیاء ۴۶۶ھ محرم کے مہینے میں واقع ہوئی۔ لیکن ایک دوسری جگہ ۴۱۸ھ محرم ۳۹۸ھ بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

نواب صاحب موصوف نے قاضی احمد شہیر بن خلکان کی کتاب وفيات الاعیان و انبار الباری الزمان کی ساری عبارت نقل نہیں کی۔ وہ مکمل اس طرح ہوتی ہے۔

"کہ میں نے سنا کہ بعض اکابر نے آپ سے کہا کہ آپ شیخ الاسلام ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں میں شیخ فی الاسلام ہوں۔ آپ کے بیٹوں پوتوں میں ایک جماعت نکلی جو ملک کی طرف بٹھے اور ان کے مرتبے بلند ہوئے۔ ان میں امیر بھی ہیں اور فقیر بھی۔

تاریخ وادوستہ و وفاتہ۔ آپ کی ولادت ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں اور وفات ۴۶۶ھ (۱۰۷۴ء) کو واقع ہوئی۔ ہنکار موصل کے قریب ایک قبیلے کی طرف تعلق ہے۔ جو موصل کے قریب واقع ہے۔ (ص ۳۶ جزو اول)

حضرت ابوسفیان بن حارث۔ مجھے ابن خلکان کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ علامہ ابو جعفر عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدککاری روج اللہ روح توفی ۳۶۶ھ کی کتاب المعارف مترجمہ مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ میں لکھا ہے کہ ابوسفیان بن حارث کی کوئی اولاد یادگار نہیں تھی گو ۹۶ھ میں یہ بھی ثبت ہے کہ جنین کے دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ جو ثابت قدم رہے۔ ان میں

ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے بھی تھے۔ (بیٹوں کے نام نہیں لکھے)۔
 عقبہ بن ابوسفیان۔ مگر عقبہ بن ابوسفیان کی نسبت ۲۱ میں لکھا ہے کہ یہ ضعیف شمار ہوتے تھے
 عائشہؓ کے ساتھ جنگ کی لڑائی میں شریک تھے۔ معاویہؓ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ ان کی اولاد بہت
 تھی۔ من جملہ ان کے معاویہ بن عقبہ تھے۔ معاویہؓ نے ان کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا۔ اور عمرو بن عقبہ تھے۔ یہ
 ابن اشعث کے ساتھ تھے۔ اور قتل کئے گئے۔ ان کی اولاد بہت ہے۔ ابن اشعث، حجاج بن یوسف
 کے تشدد کی وجہ سے آمادہ بناوت ہو گیا۔ اور خوب داد مرانی دی۔ آخر تشدد میں قتل ہوا۔

حضرت ابوالحسن مہدیؑ کے دادا شیخ یوسف نے جب مدینہ منورہ کی اقامت چھوڑ کر جہاں بکار کی
 سکونت اختیار کی۔ تو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فرمانروایان عہد بنی عباس کو امانت کرتے تھے کہ کسی بزرگ کی اتنی
 جمعیت حاصل ہو جائے کہ وہ کسی وقت ان کا مقابلہ بن کر ان کی سلطنت کو ضعف پہنچائے۔ وہ اس شک
 میں نہ کسی ہاشمی کے قتل و قید میں درتبع کرتے تھے نہ بنی امیہ کے۔ ان کے اٹھ سے وہ بچ سکتے تھے۔ جو کسی پناہ
 میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کریں۔ لہذا شیخ یوسفؑ نے ان کی منزلت سے بچنے کے لئے جہاں بکار کا رخ کیا ہوگا
 عروج و زوال بنی امیہ۔ تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ خلفائے بنی امیہ کا دور خلافت

۳۲ میں شروع اور ۳۲ھ میں ختم ہوا۔ ان کے عروج کے زمانے میں مسندت اسلامیہ بحر الکابل سے
 دریائے اندلس (سندھ) اور کاسپین کے دریائے نیل کی آبشاروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ مگر اس میں عجیبوں
 کی ویرانہ کاریوں کے سبب زوال آ گیا۔ چینیوں تو پوری قوم کے غارت تھے۔ یہاں بنی امیہ سے ان کو بہر اعنائہ تھا
 کیونکہ اولاً وہ عرب تھے۔ پھر ان کی کنوشت خاص عربی تھی۔ جس میں عجیبوں کو بار نہ تھا۔ اس لئے وہ اس کے
 ساتھ بڑا بغض رکھتے تھے۔ عربوں کی نواز جنگی سے جب ان سے اتحاد کا شہ لڑا۔ اور ان کی حکومت کو زوال
 تو اہل مہج کو ان سے انتقام لینے کا موقع مل گیا۔ اور عباسیوں نے ذاتی وجہ سے اور عام طور سے
 درمیں پڑوا۔ اور باآئراہوی حکومت کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کا آئراہوی بیٹے اور بنی
 عباس نے عوام کے دلوں میں رعب اور دہر بھانے کے لئے نہایت بے راہی سے انوی نماز ان کا نام و نشان مٹا
 دیا۔ ان کے صغیر السن بچوں، عورتوں یا ان لوگوں نے علاوہ جو اندلس بھاگ گئے۔ یا یہ پویش تھے کوئی زندہ نہ بچا
 انہی میں ایک عبدالرحمن الداخل تھا۔ جس نے اندلس پہنچ کر وہاں انوی حکومت قائم کی۔

(تاریخ اسلام - سوم - طبری و معارف برس ۳۲۰)

عہد حضرت ابوالحسن میں اسلامی سلطنتوں کی حالت

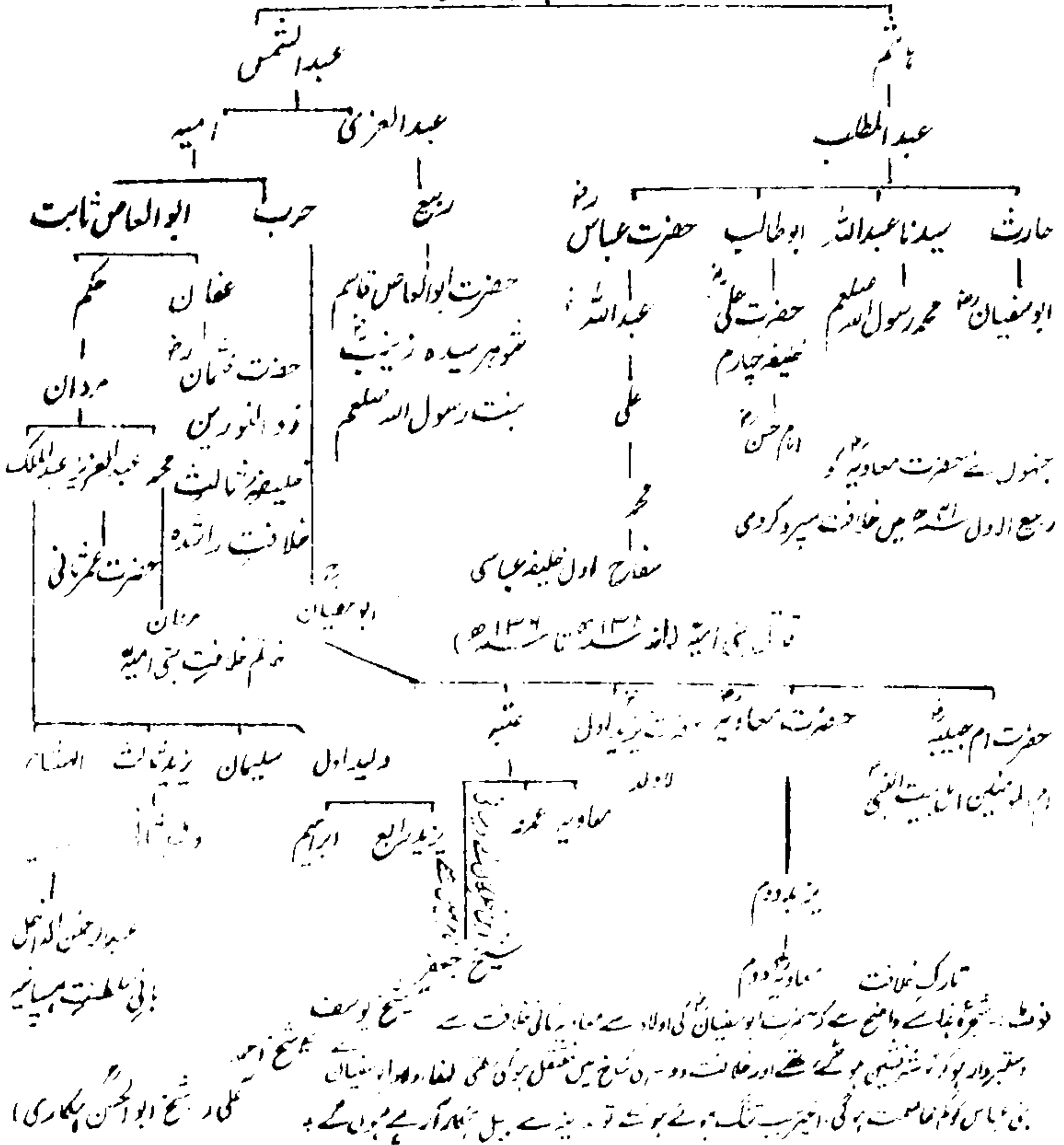
حضرت ابوالحسن علی قدس سرہ کا عہد ۱۱۱۹ھ سے ۱۱۶۶ھ تک عباسی خلیفہ بے بیست و پنجم القادر عباسی اور القائم بامر اللہ المقتدی بامر اللہ کا زوال پذیر دور حکومت ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت ہسپانیہ میں عبدالرحمن رابع اموی حکمران تھا۔ اور وفات سے پہلے اموی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ چکی تھی۔ ایسی نازک حالت میں اللہ تعالیٰ نے سلاجقہ کو مشرف باسلام کیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کی مرقی ہوئی سلطنت کو جلا لیا۔ اور عیسائیوں کی بازظہنی سلطنت کی پیش قدمی کا قرار واقعی اللہ داد کیا۔ عیسائی مجاہدین بیت المقدس کی ناکامیابیوں کا باعث بنائے اور کسی سلطنت کے زیادہ تر یہی پر جو ش ترک تھے۔ طغرل بگ ۱۰۵۵ء میں بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت میں خطاب سلطان اس کے نام کا اعلان ہوا۔ تمام مغربی ایشیا۔ سرحد افغانستان سے ایشیا کے چمک کی یونانی و فاطمی سلطنتوں کی حدود تک کے ملک شہر کے پیشتر ان کے حیلہ اقتدار میں آ گیا۔

انہی سلجوقیوں نے محمود غزنوی کی آلہ کی آلہ سے سر قند و صغمان تک پھیلی ہوئی سلطنت کا بدست راحہ اس کے بیٹے مسعود کو مرو کے قریب شکست دے کر تمام صوبجات بلخ۔ خوارزم۔ صغمان اور۔۔۔ وغیرہ چھین لیے۔ و شجرات فرما زوایان اسلام مولفہ مشرکین پول، اور یہ سب رد و بدل حضرت ابوالحسن علی کے زمانے میں ہوا۔ جب آپ بارہ برس کے تھے۔ تو سلطان محمود فوت ہوا۔ اور آپ کا واقعہ رحلت حضرت ابی بکر بنی رو اتانج بخشش کی وفات سے ۲۱ برس بعد پیش آیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت ابوالحسن بکائی کی تمام اولاد مغربی پاکستان کے اندر بخیر و شہرہ لاکپور۔ جھنگ۔ مظفر گڑھ۔ دہریہ۔ غازی خان۔ ملتان۔ رحیم یار خان وغیرہ اور بلوچستان میں دہلی۔ رقبوں کی ماہک اور معزز و ممتاز ہے۔ اور اس قتل و غارت سے محفوظ رہی ہے۔ برصغیر میں پیش آیا۔ پاکستان محمد علی جناح قائد اعظم نے جو انگریزوں سے حاصل کیا۔ اس کے اہل نایابی اور غریبوں کی ترک تھے۔

شجر ذریعہ ہاشمیہ و بنی امیہ

عبدمناف بن قصی



حضرت ابوسفیانؓ بن حرب

حضرت ابوسفیانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اعلیٰ سیدنا ہاشم کے بھائی عبد شمس کی اولاد سے تھے۔ ان کی صاحبزادی ام جثیبہ کو حضور کے اہل بیت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ زیادہ تر انہی کے نامذکر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوبوں کا والی مقرر فرمایا۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے بہادور اور مدبر تھے۔ انہی نے اپنے عہد حکومت میں انہی کو اقصائے عالم تک پہنچایا۔ اہل بیت میں ان کی سلطنت عراق کاں سے دریائے سندھ تک اور کاسپین سے دریائے نیل کی آبنائوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے عبید الرحمن و اہل بن معاویہ بن خلیفہ ہشام نے جو معزول نامذکر امیر تھے۔ ۳۸ھ میں عباسیوں کا لائق الطاعت آثار کے ہسپانیہ میں علم مستقلال بلند کیا۔

حضرت ابوسفیانؓ اُفتخ مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بڑی عزت کی۔ آپ کے گھر کو امن و امان کا مقام قرار دیا۔ یعنی فرمایا کہ جو شخص ان کے مکان میں پناہ لے گا وہ ناموں سے حسب تحقیق ثقہ محدثین و مورخین آپ جیسے زمانہ جاہلیت میں ولیرو بہادور اور بچتہ عمل تھے ویسے ہی اسلام قبول کر کے ہوئے۔ بہادور طائف میں بہادور رسولؐ آپ کی ایک آنکھ چلی گئی اور دوسری ریموک میں۔ غزوہ حنین کے دن غنیمت سے حضور نے آپ کو سواونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی (اوقیہ چالیس درم) یعنی ۱۶۰۰ سو درم عطا فرمائے۔ بہادور ریموک میں آپ اپنے فرزند زید اول کے ساتھ مشرف کا رہتے۔ آپ کی بیتر دل زوجہ ہندو بھی جو آپ کے دادا امیہ کے بھائی دربیچہ کی پوتی یعنی بنت بنت اور والدہ حضرت معاویہ بنت جہش۔ مجاہدین کا دل پر جوش رجز سے بڑھاری تھیں۔ بنی امیہ کی شجاعت کام کر گئی۔ اور مسلمانوں کو روٹیوں پر فتح عظیم حاصل ہوئی۔ آپ ۸۸ برس عمر پاکر سلمہ میں فوت اور حبشہ ایشیہ مدینہ میں فوت ہوئے۔ آپ کے فرزند حضرت معاویہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب و سہمی تھے۔ اور بہادور عماد فاروق اعظم اور عثمانؓ میں اپنے شہید طاعون بھائی زید اول کی جگہ میں بس سے تمام کے کامیاب۔ گورنر پہنچے آتے تھے۔ امام حسنؓ کی دستبرداری سے عنانِ خلافت اس خوبی سے سلجھائی۔ کہ مسلمانوں کی مستتر اور گرتی ہوئی سلطنت کو پارہ پاند لگا دئے۔ اور مخالفین اسلام کے نکتہ نما دئے۔ آخر کار ہر مہم میں کامیاب رہے۔ جہاں جہاں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان میں

وہ ہر جگہ بڑی دلیری سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر قسمت نے سناٹا نہ دیا۔ اور جب وہ نیل کو عبور کر کے جانب مغرب نکلنا چاہتا تھا۔ اور دم لینے کے لئے رکا تھا۔ اور اس پر تکان کی غنودگی طاری تھی۔ تو دشمن نے ناگہانی حملہ کر کے اسے ذی الحجہ ۱۳۱ھ میں قتل کر دیا۔ اور اموی حکومت کا چراغ مشرق میں ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا اور اس خانہ ان کی آخری یادگار ٹٹ گئی۔ جس نے دنیا میں فتوحات اسلامی کو منہا تک پہنچا دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قابل توجہ اولاد حضرت ابوالحسن قدس سرہ

میں نے تاریخی ثوابد سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حارث ہاشمی کی اولاد کا حال بیان کر دیا ہے۔ اب کوئی مجھ سے زیادہ پیمانہ بین کرنے والا بجالی فیصلہ کرے کہ ہمارے جدِ اعلیٰ کس ابوسفیان کی اولاد ہیں۔ اگر ہاشمی ہوں تو بھی اگر اموی ہوں جب بھی قابلِ فخر بات ہے مگر سچ تو قرآن فیصلہ ہے کہ **إِنَّ أَوْلَىٰكُمْ عِندَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ** خدا کے نزدیک قابلِ عزت وہی شخص ہے۔ جو اتقا و ورع میں قائم ہو۔ ہمارے بزرگ اسی معیار پر پورا اترنے کی وجہ سے معزز و ممتاز ہوئے۔ اور ہماری عزت کا مدار بھی اسی پر ہونا چاہئے۔ **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی**

نامی

حضرت شیخ ابوالحسن کا سلسلہ مار و حالی

حضرت شیخ پیر ابوالحسن ہیکاری خلیفہ تھے۔ شیخ ابوالعزیز طوسی کے یہ شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تھیں۔ یہ شیخ ابو بکر شبلی کے پیر سید الطائفہ حضرت شیخ بنید بغدادی کے۔ یہ خواجہ سری سقطی کے پیر شیخ معروف کرخی کے۔ یہ شیخ واوڈ طائی کے۔ یہ شیخ حبیب عجمی کے۔ یہ خواجہ حسن بصری کے۔ حضرت امام علیہم اجمعین کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور یہ حضرت خاتم النبیین سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اب حضرت ہیکاری موصوف کا فیض اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوالحسن ہرکاری

شیخ ابوسعید غزنی (مرید)

شیخ ابوطاہر (نیچے تک فیض یافتہ)

شیخ موسیٰ (سلسلہ اولاد)

شیخ ابوعلی

سلطان رشید الدین

سلطان قطب الدین

سلطان بہار الدین

سلطان اتناکین حمید الدین ماکم

شیخ نور الدین

شیخ شہاب الدین

شیخ عبدالعزیز

شیخ ابو الفتح اولاد

شیخ العارف شیخ حامد

قطب العالم حضرت ابوالعلم

بندگی آراہن برادر

شیخ ابو الفتح تانی (پیر) شیخ جمال الدین اوکڑ

دربار در مع و گیر برادران خلیفہ

۳ شیخ ابو الفتح سے ان کی اولاد کو فیض پہنچتا پہنچتا حضرت قلندر شاہ اور ان کے بھائیوں کو پہنچا۔

جیسا کہ اوکاڑہ قلندری میں سلسلہ دار مذکور ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی (مرید)

جن سے سلسلہ قادری شروع ہوا

اور ایک عالم میں پھیلا

پیر ہی بخش فرماتے ہیں

جب جبل پر گئے ابوالحسن جی برس چالیس کا چلے گئے

عرش اور فرش کی ہو گئی محرمی می ستر انفا کا بھید لیتا

جلوہ ذات پر آنکھ جب کھل گئی تب نور سے ہوا نور سید

تدوں پیر کو پاک جناب شاد و ہاب نے جی حسن محبوب نظر آ رہا

پیراں پت پیر دستگیر لنگل ریتمی سلطان المہدین محبوب حضرت باری ہیں

نس چودس کے چند شیخ خود جس کے نذر غزنی ابوسعید تھے جیسے ہر کاری ہیں

تاریخوں میں طہیں شجرہ قادری غور کریں یہ جہاں شبہ جہاں کی ہیں

عبدالمطلب کی النس غوث ان بمنظ کہ داد پیر

حضرت پیر ابوالحسن قرشی الماشی ہرکاری ہیں

زوال حکومت کیچکران کے بعد بزرگ اور گان وزک کا حال

مولوی عبداللہ صاحب قاضی کیچکران کا خط گلزار ص ۴۰ میں درج ہے جس میں لکھا ہے کہ جب خاندان کی حکومت کیچکران ختم ہو گئی۔ تو افراد خاندان جواز ضرر ہے۔ وہ وزک کی طرف چلے گئے۔ اور ایرانی گورنر پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ لقب بزرگ زاوہ مشہور اور بادشاہ ایران کے ماتحت علاقہ وزک پر قابض ہیں۔ جناب میر غلام جہاں آسکانی مقیم ہریان جو مجھے کئی سال ہوئے پہلے ہی ملے تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۵۰ء کو پتہ تشریف لائے اور بیان کیا کہ ان کی ملاقات میرزا اور شاہ فرزند میر محمد شاہ ولد میر غلام حسین کا ذکر گلزار میں بحوالہ مکتوب قاضی صاحب مودت آیا ہے ہریان میں ہوئی۔ جہاں وہ علاج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بعد صحت اور ہریان سے زانداں تک ہجرت ہے۔ اور مندرجہ ذیل سب لکھوایا۔ یہ زانداں میں سردار میر محراب خاں فرزند میرزا دغاں (جن کا ذکر بھی ایسی مکتوب میں ہے) ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ پورا شجرہ گھر کے بچے و جوان لکھا حکومت کیچکران کے متعلق ملاحظہ فرماتا ہوں۔ تا سہ تاریخ جلیا اور گلزار ص ۴۰ تا ۴۱

سنجھو

میر مراد	میر محمد شاہ	میر غلام رسول	میر محمود خاں	میر محمد شاہ	میر ابو الفتح	نظر سلطان	اوزنگ زیب	ملک	اور میر یاسین			
ملک وینار	شاہ نعمت اللہ	میر شاہ اصفی	میر علم خاں	میر داد خاں	میر عبد اللہ خاں	میرہ دغاں	میر شہاب خاں	میر عظیم خاں	میر اعظم خاں	میر چراغ خاں	سردار میر محراب خاں	میر غلام محمد

اسکا کافی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میر محمد د خاں ولد میر محمد شاہ کی بیٹی سردار محراب خاں کچکی
 د عثم نواب بانی خاں ا کے گھر میں تھی۔ جس کا بیٹا سردار محمود خاں کچکی اب تربت کیمکران میں کسی سرکاری
 عہدہ پر مامور ہے۔ پہلے ریاست قلات میں خان قلات کا وزیر معارف تھا۔ نواب بانی خاں کی
 ریاست مکران پاکستان بننے کے بعد آزاد ہو گئی ہے۔ اور اب خان قلات کے ماتحت نہیں
 رہتے۔ سچ کلی وہ کراچی میں رہتے ہیں۔ ٹیلی فون نمبر ۳۲۴۷۷ مکران ہاؤس۔ نیو ٹاؤن جمشید روڈ۔ کراچی
 انعام سردار محراب خاں کا پتہ :- وادی پناہ۔ سرداران۔ منطقہ بڑا تپکان۔ ایران۔ طریق زاهدان
 ریل گاڑی کوئٹہ سے زاهدان تک۔ پھر وہاں سے سرداران لاری ہفتے میں دو تین بار جاتی
 ہے۔ اور دوسرے دن براستہ خاش پہنچ جاتی ہے۔
 اسکا کافی صاحب نے مگر آریخ جلید موشیہ سردار دوست محمد خاں ساکن شستان
 علاقہ سردان کو دے دی تھی۔

ہکاری خاندان سے تعلق رکھنے والے ہمدیدی

جسٹس فریح بخش نے از پور قلندری کی ایک فنل میں ان لوگوں کا کچا پٹما لکھا ہے جو خاندان حاکی
 سے تعلق رکھنے کے مدعی ہیں۔ مجھے بھی جن لوگوں سے سالقہ پڑا ہے۔ ان کا ذکر کرنا بھی بے جا
 نہ ہو گا۔

۱۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۲ء کو میان سلطان احمد اول میان تاج محمود ساکن بوکان نے تھیں میں
 ۹ میل سے ڈاک نمائندہ کرم پورہ نخل طمان اپنے چچا میں محمد یار ولد میان نیاد نے ایک
 جلیہ میں آئے۔ اور بیان کیا کہ ہم حضرت چوہدری شاہ بن علی کی اولاد ہیں۔ ان کا بیان
 ۲۳ ستمبر مذکورہ میں ہو رہا ہے۔ زبانی اور فرمودہ سے کاغذ پر ماٹریل تجرہ جو مدلیقہ الاوی
 سے بنایا گیا معلوم ہوتا تھا دیکھا کر بیان کیا۔ کہ موشیہ سرداران میں جو میان پورہ سلکو پورہ سے
 پاک میں سے مغرب کی طرف فرسٹ سے آئے۔ یہی موشیہ نوری سردار کی پوتے ہیں۔ فرزند
 حضرت قلندرشاہ۔ جب لکھنؤ سے وطن واپس آئے ہوئے سند میں ڈاک پڑا۔ تو یہ

والدہ سمیت بچھڑ گئے۔ اور پھرتے پھرتے ٹی کالو والی میں جو نذرانوالہ سے ۱۰ کوس جنوب
 ہے پہنچے۔ سو برس ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے۔ مزار نذرانوالہ میں ہے۔ ان کے فرزند سخی نور محمد
 ہوئے۔ جو ۱۹۰۰ء میں بھڑ ۵ برس پہلے ہے۔ (ان کی تصویر بھی سامنے سوہانے دکھائی)
 چھ بیٹیاں (چار شادی شدہ) اور ایک لڑکا غلام جیلانی عمر ۱۱ برس اور دو بیوہ موجود ہیں۔ گزارہ
 پیری مری کی پر ہے۔ آپ اولاد پر دست شفقت رکھیں۔ ہم آپ کو بڑی عزت و اکرام کے ساتھ
 نذرانوالہ لے چلیں گے۔ سیر کا اچھا موقع تھا۔ مگر مجھ سے عزت گزریں صعبیت سفر کیوں برداشت
 کرتا۔ جبکہ معلوم تھا۔ کہ ان کے تاریخ نوئیس بھائی نے کیس اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ بہر حال
 کسی خود غرض نے کہانی دلچسپ گھڑی ہے۔

۳۔ ۲۷ ستمبر ہی کو محمد سعید ملازم نذرانوالہ تحصیل اپنے والد میاں محمد شریف ساکن موضع ٹالیا نوالہ تحصیل جہلم کا
 خط لایا۔ کہ ہم سلطان بہار الدین کمرانی متوفی نواح میں کی اولاد سے ہیں۔ نامی صاحب ہمارے خاندانی
 بزرگ ہیں۔ ان سے سوا ملت و مہابقت میں ادا دلیں رہیں نے محمد سعید سے کہا۔ کہ شجرہ منگائیں تو
 حقیقت معلوم ہوگی۔ تا حال کوئی شجرہ موصول نہیں ہوا۔

۴۔ ۲ جنوری ۱۹۵۵ء کو غلام محمد الدین بن احمد شاہ ساکن موضع کورٹ گوہر واقع جانب دکن قصور بقا صلہ
 آٹھ کوس اور غلام علی ولد احمد شاہ ساکن موضع کورٹ شمال منگہ تحصیل اوکاڑہ متصل سٹیج کاشن ملز نے
 بیان کیا۔ کہ ہم حارث بن عبد المطلب کی اولاد سے ہیں۔ اول الذکر کے نانا مخدوم جعفر حسن شاہ اور
 موخر الذکر کے ماموں موضع بھیلہ ہتھارہ (قصور سے پاک پٹن لائن کا پہلا ٹیشن) میں رہتے اور کام لپٹا
 کا کرتے ہیں۔ ان کے پاس مفصل حالات ہیں (جو مجھے نہیں ملے)۔

۵۔ ایک صاحب عطار الرحمن ماجرنے اٹلی موتی سے حال ہی میں لکھا کہ ہمارا نام اپنے شجرہ میں داخل کر لو کیونکہ
 ہم شیخ مونگر ولد حضرت شیخ موسیٰ بن محمد شاہ از اولاد شیخ تاج الدین بن سلطان حاکم کی اولاد سے ہیں۔ میں
 نے ان کا رقم کردہ شجرہ شیخ موسیٰ کی اولاد کے ذی علم بھائی حیدر علی شاہ ولد و اعظم شاہ کے پاس برائے تصدیق
 بھیجا۔ جواب آیا ہے۔ کہ ان کا شیخ مونگر یا شیخ موسیٰ کی اولاد سے ہونا ثابت نہیں۔ کسی اور شاخ سے
 قریشی ہوں گے۔

۶۔ غلامہ انیس انہوں نے ضلع منٹگری کے قصبہ قہولہ کے قریشیوں کے متعلق لکھا۔ کہ وہ ہمارے حضرت

موسیٰ کی اولاد بنتے ہیں۔ مگر چونکہ شیخ موصوت کے والد کا نام علی شاہ بتاتے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ غوث بہار الدین زکریا ملتانی کے بھائی علی شاہ کے بیٹے شیخ موسیٰ سروردی الملقب برفاہ اولیا مد فون ملتان کی اولاد سے ہوں۔ یہاں سے شیخ موسیٰ بن محمد شاہ کی اولاد تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔ نامی کے پاس اسے نسب وان اور شجرہ نویس کچھ کرشمی شخص آپکے ہیں۔ کہ ہم غلام بزرگ کی اولاد ہیں۔ مگر شجرہ گم ہو گیا ہے منکمل کر دیں۔ تو جو نذر کہیں دینے کو تیار ہیں۔ مگر میں جواب دیتا ہوں کہ میں یہ جعل سازی نہیں کر سکتا۔ پھر وہ گڑھاھی شاہو کے ایک بٹروہ ساز کے پاس جاتے ہیں۔ اور چند روپے سے کام کرا لاتے ہیں یہ کام لوگوں کو رشتہ حاصل کرنے کے لئے کرانا پڑتا ہے۔

فہرست مضامین اور کار قلندری

نمبر صفحہ	مضمون	مضمون	نمبر صفحہ
۷۰	آں جناب کے فرزند میاں کریم الدین کی بیعت اور	حمد باری تعالیٰ	۵۲
۷۳	حزرت قلندر کی تقسیم اوقات شب و روز	نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۵۳
	بعض شرائط سلوک کی توضیح	مدح چہار خلفاء راشدین	۵۴
۹۱	عابد بن عبد الملک اور ان کی اولاد۔ شیخ	سبب تالیف کتاب	۵۵
۹۵	شریف عبد الوہاب کا ذکر۔ حضرت شیخ محمد	تفصیح پنج باب کتاب اور	۵۶
	شیخ شیبہ شاہ ابو الحسن علی زہرا کا	حضرت قلندر شاہ کا جدی شجرہ	
۱۰۱	سلطان قلیب الدین سے فرزند	ولادت اور صغر سنی میں بیعت کا حال،	
	سید احمد توفیقی صاحبزادی سے	ہندوستان تشریف لے جانا،	
۱۰۲	سلطان بہا الدین کا حال	مولوی بدر الدین چشتی القادری کے بیعت،	
	سلطان شہاب الدین ابوالقبا اور ان کے فرزند	مولوی صاحب موصوت سے خرقہ فقرا	
۱۰۶	ہاں	مولوی احمد علی صاحب کی اجازت،	
۱۰۸	سلطان حمید الدین عالمی تختی اور ترک سلطنت	مولوی صاحب کی بیماری اور رحلت اور	۷۵

اسے پتلا سا ندہ موت سے دریا بڑھ چکا ہے۔ اسکی جگہ سا ندہ کلاں وغیرہ آباد ہیں۔ ان میں نیکان چرواہے سید بکمدان احمد انکی اولاد کا ہے یہ نہیں پتلا سا ندہ

۱۱۱- امیر ابوالبغہ دیالبعہ کو حکومت سپرد کر کے حضرت توختہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی محکمہ چلبہ بیجاں میں تدفین کے بعد بغداد تشریف لے جانا۔ اور شیخ رکن الدین سے بیعت کے لئے ان کی ولادت کا انتظار

۱۱۲- قلعہ نو مبارک میں جوگی کو مشرف باسلام کرنا کیچکران کی حکومت سلطان ابوالبغہ کے ہاتھ سے نکل جانا اور شہادت پانا۔ رسول پور یا رسول کوٹ، سا نکل آباد کردہ ملک سرور میں مزار ملک سرور (سوک سرور یا سوق سرور) اور مت منی رفیع الدین عباسی کی جاگیر کا حال

۱۱۸- حضرت بہار الدین زکریا ملتانی سے خطہ کتابت اور رشتہ کا ذکر

۱۲۲- راجہ جام غمت دہر کی بیٹی سے شادی اور شیخ تاج الدین کی ولادت

شیخ نور الدین نواسہ شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کی ولادت

۱۲۵- حضرت عبد الجلیل چوہدر شاہ بندگی قطب العالم کی نو مبارک سے لاہور کی طرف روانگی۔ راہ میں قتان اور پاک پٹن سے حصول فیضان

۱۲۸- حضرت قطب العالم کا سہریہ قوم کے گورو کو مشرف باسلام کرنا۔ قوم سہریہ کا مسلمان ہونا اور

شیخ امام بخش ناسخ کی ارادت کے حال سے میں نے روزنامہ روز مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۵ء میں پبلک کی

سلطان بطلول لودھی کا اپنی دختر آپ کو نکاح میں دینا

شیخ جمال الدین ابوبکر اپنے بھائی کو آگرہ کی جانب بھیجا۔ اور دوسرے بھائیوں کا ذکر

اولاد و اصفا و قلب العالم کا ذکر از شیخ ابوالفتح - ۱۳۵

شیخ پور د کوٹلی پیراں کے آباد کار شیخ بر خور وار

شیخ ابوالحسن ثانی اور ان کی اولاد کا ذکر قطب العالم کے فرزند ثانی شیخ بہار الدین اور - ۱۴۱

ان کی علاقہ بار میں اولاد کا ذکر

دو دمان حاکمی سے جھوٹا تعلق بنانے والوں کا حال - ۱۴۲

حضرت قطب العالم کے بعض خلفا کا حال - ۱۴۵

حضرت قلندر شاہ کی بیماری اور وفات - ۱۴۷

وفات کی تاریخیں اور شجرے منقولہ حضرت مراد - ۱۴۰

قلندر شاہ

ذکر خلفا قلندری از سادات و قریش اسید

فضل شاہ - گرم شاہ ساکن سا ندہ وغیرہ اور اپنی

براہوری کے افراد - ۱۹۰

ذکر علماء وغیرہ مریدین حضرت قلندر شیخ

امام بخش ناسخ وغیرہ

حضرت قلندر کی کرامات کا ذکر

خاتمہ کتاب

حضرت قلندر شاہ تفسیر جنات

اد قاف اشرف

دوسری برادرہوں سے مزید روشنی داریاں

اذا كان قلبك ربي

بیر فرج بخش و صحت

رَبِّ سَيِّرُوا لَا تَعْصِرُوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَسْمِعُ بِالْخَيْدِ

الف الآت حمد و ثنا احدے را کہ کف یلدا و کف یولد و کف یکن لہ کفوا احد و صفت ذات اوست
 کو ہزاراں ہزار پاس و ستائش و احدے را کہ جمیع موجودات کو فی منظر تجلی صفات اوست۔ رمرت نامان آیتما
 تو کوا فتمہ و جہا اللہ گفتہ اند۔ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر سوی اللہ مافی الوجود۔ شاہدے کہ از دریچہ ہر ذرہ
 در چشم مشتاقان ازل جلوہ حسن خود را بیرون انداختہ می و بد۔ و معشوقے کہ از نقاب کائنات عاشقان جمال
 خویش را چشمک می زند۔ بیت

اے صفات ذات تو پیدا بہر عیال در ہر نماں عیا نے و در ہر عیال نماں

آثار ذات پاک تو از خار و گل پیدا خالی نہ بیج جان تو با و صفت لامرکاں

آمرخ ادراک را پر وہاں کو۔ کہ براعلیٰ سے این مقام علیا تو اند پرید و خنگ و ہم را مجال کو۔ کہ اندرین میدان بے پایاں تو اند
 و دید۔ چہ یار اسے خرد را تا رسد و کہ ذات او۔ نمی گنجد بفہم این و آن و صفت صفات او۔ چونکہ جمال احدیت آن
 ذوالجلال خواست۔ کہ جلوہ جمال خود را بر ملا نگہ از زانی داشته عاشق دیدار خود سازد۔ جلوہ گرد رخس دید۔
 ملک عشق نہ داشت عین آتش شد۔ ازین غیرت بر آدم زد۔ پس حکمت کاملہ خویش برنی آدم را از دل
 کائنات انتخاب نمودہ بہ تشریف شریف لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ اخصاص
 داد۔ کہ کنت گنوا محضیا عبارت ازال است۔ و در سینہ اش گنجینہ اسرار عشق و محبت خویش نهاد
 زبے خداوندی کہ چنین سعادت ابدی و دولت سرمدی مخصوص این مثلت خاک کردہ۔ سر مست باوہ
 شوق گردانید۔ کو زبان کہ ادا سے شکر آن قادر لایزال نماید۔ و کدام جان کہ سزاوار نثار آن ایزد متعال آید
 مگر تا کہ زبان را در دہان طرز کلام و رسم تبیان کہ زبیب بخش و زبیت دو زمرہ حیوان ناطق است۔
 استحوکام دارد۔ باید کہ علی الدوام یکب ہر سخنم و ہر آن بشکر او پردازد۔

حمدیکہ درد فسر مندس حیرال

حمدیکہ بہ تقریر نیساید آماں

حمدیکہ بود بیشتر از قطرہ باران

حمدیکہ گنجد بہ فضا سے درد عالم

حمدیکہ نہ تقریر بود افزوں تر

حمدیکہ نسجد بترازو سے درد عالم

حمدیکہ درو جن و ملائک عاجزہ	حمدیکہ دریاں عجز بر و خلقت انساں
حمدیکہ مضا عجب بود از کثرت ذرّات	حمدیکہ چو دریائے کرم بجد و پایاں
حمدیکہ فنون تر بود از فرحت کونین	حمدیکہ بروپے نہ دریاں فکر سخن داں
حمدیکہ ز اطلاق تسلیم در ماند	حمدیکہ دریاں دست محرر لزاں

پس از خوردن جو عیہ جام توحید و تمجید آں قادر ذوالجمال کہ جام بے پایاں این خم خانہ سیر نگشتہ
 وَلَا أَحْصِي تَنَاءَ نَيْلِكَ . گفته معترف قصور خویش از دنیا رفتہ اند پس من ، سبحان را چه یارا کہ از
 کلمہ این بیان بیرون تو اغم آمد۔ باید کہ اشب قلم را در میدان لغت آں خیر الوری علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بقدر حوصلہ خویش یونند و ہم شاید کہ همچو آں پیروزاں خریدار یوسف علیہ السلام۔ من ہم از زمرہ لغت
 گویاں در شمار آلم۔ شعر

اگر این دولت بیدار دید دست مرا من ہم از اہل جہاں فخر و مباہات برم

در لغت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

درودیکہ در ادہام جانیاں نغمہ و صلوة کہ در میزان کونین نشنجدہ بر اورنگ آوا سنے کشور دانی
 فَتَدَاخِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی . کہ وجود مسعود آں صاحب جور۔ موجب ایجاد ممکنات
 و صدائے کو آں شہسوار عزم رسالت اِنَّمَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا . سامع افروز ساگان شش
 جہات تشریف لولادہ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ بِرَقَامَتِ فَيْضِ كَرَامَتِ اَوْ زِيَا غِبَارِ سَمِّ اشب
 نبوتش کحل لعین اہل ارض و سما گلدستہ و لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ . آراش طاق الوان اوست
 رسول . بیک عنان عسی اَنْ يَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا . شان اوست۔ عنان رسالت
 نبوت منہج۔ نبی کہ فرقان سید و قرآن مجید بہر بیان نبوتش مبتن ایذ و بدیدہ القابل نولہ ان اللہ الوان
 کسری ورافناد و از زبیت ندادن قدم از عدم بوجود آں ذوالجود حرارت آتشہ فارسی رو بہ بود
 نلاد۔ نظم

زبے شان و شوکت زبے عزوجا	پناہ جہان و جہاں را پناہ
ششہ ذوالکرم مالک دوسرا	نگہبان امت بروز جزا

تفاعت کن روزگار نجات	حبیب خدا سید کائنات
برو فخر بر اہل چرخ بریں	بخدمت گذارش روح الامیں
غدا کے فرستادہ برے سلام	زیادہ چہ باشد بریں احترام
کہ فرزند کشش آمد رسول عرب	شدہ فخر آدم صغی زیں سبب
بسجدہ در آئیند پیشش خیال	وگرنہ چہ نسبت کہ قدویاں
ہمیں نور بود و ہمیں نور بود	ز پیشانی پیش آ پنچہ جلوہ نمود

زبے فرزندے کہ چہستان عزت دا آب دید منہ و لبندے کہ ابروئے ابرو را خضاب مند۔ فرد
 مرغ فخر بود لبشراز شوکت فرزندش
 اشبہ ظلم را چہ یار اگر عرصہ قرطاس لغت آں خیر الوری طے نماید و طوطی زباں را طاقت کجا کہ از عمدہ شکر
 ریزی آیں بیال بیرون آید۔ رباعی

است اندر وصف او کونین راقا مر بیا	از تو کہ آید صفات احمدی کردن بیا
تا رسیدن بر نہایت از قصور خویش دل	مرغ اوراک تو بر این اوج نتواند پید

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ بعد تحمید ایزو دادار و لغت سید ابرا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام در مدح چہار یار کبار کہ رکن اعظم دین متین سید المرسلین اند با بدیرواخت۔ کہ
 مداحی آیں چار ارکان خلافت سعادت اہل اسلام است۔ مونس غمگسار ثانی اتین اذہمافی الغار
 یار موافق پیغمبر امیر المؤمنین صدیق اکبر
 رباعی

بر قول نبی ز جان و دل عامل بود	صدیق تہ تصدیق خویش کامل بود
زال لطف نبی بحال او شامل بود	یک با نر بغیر او بیرون زد

برہم زن ہنگامہ گمز و ظلام انظار نمائے طریقہ نوین و اسلام برائے صاحب او باوچی سماوی ہمرکاب امیر
 المؤمنین عمر ابن الخطاب
 رباعی

جان و دل دشمنان دین را سوخت	اسلام عمر شمع ہدایت افروخت
وز عدل چہ زاد راہ بکفتی اندوخت	بوجہل فرو ماند ز دین داری او

مہر سیر جود و الاحسان امیر المؤمنین عثمان ابن عفان
 رباعی

عثمان خلیفہ رسول اکرمؐ
ذال کرد مزین اور ابد و نور
در علم و حیا رشیع و اعظم
کال بود زجان و دل ندیم محرم
اعلم علم نبی محرم اسرار خفی و جلی اسد اللہ الغالب
شاہ علی رضا ہیں ابن عم پیغمبر
ما یثم مدینہ علوم یزدان ہستی
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

در بیان سبب تصنیف این کتبہ و باعث تحریر این نسخہ

روزے این افسردہ خاطر شکستہ دل سوگوارانہ در مایم ترانہ رو یاد شریعت و طریقت سالک مسالک
حقیقت و معرفت افضل زمانہ اکمل دوران قطب بلا اشتباہ انخویم بجائے قبلہ گاہ پیرو مرشد حضرت
قلندر شاہ قدس سرہ سرور گریبان فخر فرو بردہ مجنوں وار بے قرار نشسته بودم کہ علم غیبی در گوش جان
ہیں ناتواں فرو خواند - "از علم و الم کفری احوال سو سے ندارد - رنج بر دل و صرف اوقات بہبودہ کردن انسب و
اولی است کہ تحریر احوال آل ستودہ خصال اشتغال و رزی" ابیات
بیان بزرگان صفائی و بد دل تیرہ را روشنائی و بد
کند زندہ از سر دل مرده را ریاید رزم خاطر افسردہ را
چونکہ جان محزون را ازین اشارت فیض بشارت قدرے تسلی حاصل شد و تسکین خاطر روداد - از چنان
روز خوشترن را فراجم ساخته و بعیر و شکلیالی پر داغنتہ باستمداد توفیق الہی بہت خود را برال بر کمال
احوال فیض اشتمالی پرورش شد خویش بدایت انقباء جناب حضرت قلندر شاہ قدس سرہ از ولادت
تا زمان وفات و بعضی شرائط قریب الفہم از سلوک و آنچه اخبار سماعت اشارت بزرگان این دو دوران کبری از
کتب اے معتبر و مورخان صاحب خبر و دروید شنیہ آیدہ بقید قلم آورده کتابے مشتعل پر پنج باب
و ہر باب را بہت فصل مقرر کردہ از کار قلندر کی نام نہادہ آید کہ از مطالعہ آل ارادت مند ان این
خاندان را ابواب فیض و ہدایت مہتوج ماند و باعث ازوار ر سوغ عقیدت گردد و بعقلہ و کریم

باب اول در احوال شیخ زمانہ حضرت قلندر شاہ قدس سرہ - از ولادت تا زمان وفات و بیان بعضی شرائط سلوک - باب دوم در بیان طبقہ اولی از بزرگان آں جناب - باب سوم در احوال طبقہ ثانیہ بزرگان آں ذات شریف باب چہارم در بیان احوال طبقہ ثالثہ از مشائخان این دو دوران - باب پنجم در بیان احوال بیماری و وفات شریف جناب پیر و مرشد ام - و در روز آں روز - در تحریر تاریخ کلمات و شجرہائے شریف کہ جناب پیر و مرشدیم و بزرگان آں جناب بدیشاں تعلق دارند و بیان خلفائے آں جناب کہ بخرقہ فقر مجاز و ماذول شدہ اند و اظہار بعضی کرامات کہ از آں جناب بے اختیار شدہ اند

باب اول - مشتمل بر ہفت فصل - فصل اول در شجرہ جدیدہ و ولادت آں جناب و ادائے بیعت بخدمت جد امجد خویش در صغیر سن - فصل دوم در تقاضائے طلب عزا و سبب تشریف بردن آں جناب بہندوستان - فصل سوم در حصول ملازمت شیخ ابو حامد المشہور بمولوی بدر الدین چشتی القادری - فصل چہارم در بیان یافتن تبرک خرقہ فقر و اجازت مرید کردن از خدمت مولوی صاحب جیو و فصل پنجم در بیان بیماری مولوی قطب الاقطاب در حلت فرمودن آں جناب بدار جاودانی و طلب داشتن اجازت صاحبزادہ صاحب ہمت آمادہ میاں کریم الدین صاحب خلع مولوی صاحب جیو علیہ الرحمہ نعمت خاندان خویش مجدد آں جناب - فصل ششم در بیان اوقات شب و روزہ آں جناب از ایام شباب تا ایام وفات فصل ہفتم در بیان بعضی شرائط سلوک -

فصل اول - مخبر اخبار قدیم چنین خبر می دید کہ جناب اشرف اعلیٰ عارف باللہ قطب بلا اشتباہ حضرت قلندر شاہ کی الاصل و ہاشمی نسب اند - نسبت آں مہر پیر شرافت بدین طریق بعم سرور پیر مخبر علیہ السلام حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المنان می رسد - کہ آں جناب ابن حضرت کرم شاہ الملقب بسیتا شاہ بن حضرت ابوالفتح المشہور بشاہ جیو بن شیخ ابوالحسن ثانی بن حضرت شیخ فخر الدین حضرت ابوالفتح بن حضرت عبد الجلیل بن حضرت ابوالفتح قطب الاقطاب فرد الاقطاب گم گشتگان بادین عشق را دلیل شیخ المشائخ حضرت شیخ عبد الجلیل المشہور معروف بہ بندگی شیخ چوہر قطب عالم قریشی الهاشمی الحارثی السکاری قدس سرہ العزیز بن حضرت شیخ ابوالفتح بن حضرت عبد العزیز بن حضرت شیخ شہاب الدین بن زبدۃ الاولیاء صلیبن حضرت شیخ نور الدین ابن خدیو اقلیم ولایت - مشربار شہرستان ہدایت سراج العارفین سلطان التارکین حمید الملک والدین مخدوم حضرت شیخ ابوالغیث قدس سرہ

بن سلطان بہاء الدین بن سلطان قطب الدین بن سلطان رشید الدین بن سلطان ابوالعلی بن شیخ محمد موسیٰ بن شیخ
 ابوطاہر ابن صدر الکرام حاجی بدعت و ظلام عاشق و اصل عارف کامل محبوب اللہ باری شیخ الشیوخ ابراہیم
 ابوالحسن علی الماشحی السکاری رضی اللہ عنہ بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ یوسف بن شیخ شریف محمد
 بن شیخ شریف عبدالوہاب بن حضرت زید (زیاد) ابن علم و برادر ضاعی و اصحاب خاص سرور عالم معلم
 امیر المؤمنین ابوسفیان الملقب بزید ابن الحارث بن عب. المطلب بن ہاشم بن عبدالمنان رباعی
 چونکہ این نامندان عالی شان دارد از فضل و بزرگواری
 فخر از فقر تا بہ لذت الیوم پشت تا پشت تا این آوان

اذا نجا کہ دریں دو دمان کبری اکثر مردان خدا و اہل صفائے آئندہ چنانچہ اندرین زمانہ ذات قدسی صفات
 جناب پیرو مرشد حضرت قلندر شاہ آن چہاں مردے صاحب حال از عالم عدم در راحت و وجود قدم نہاد
 کہ اندرین جزو زمان مثل آن ذات احدے نبود۔ ولادت آن جناب در آخر ۱۸۵۰ھ یکم زار و یک صد
 و شستا و بیج در عین طلوع صبح صادق کہ وقت برکت است بظہور پیوست۔ در ہنگام رہنمائی
 اگر کسی را نظر بر بشرہ مبارکش می افتاد۔ می گفت کہ البتہ نیر این نجبتہ اختر بر وقت خویش از افق
 عشتی محبت الہی طلوع خواهد نمود۔ فر

ناظرے راز نہاں چشم حقیقت بین است ہر کہ منکر شود او دیدہ کسی دارد

چونکہ خالق و رب تخمین آن سالہ کرام بآب ادب و حیا تجزیہ یافتہ ہو۔ از زمان طفولیت تا
 یوم شعور کہ وقت نادانی است بیچ کرام امر سے از امور کہ نداشت مرئی والدین باشد۔ از آن جناب
 بظہور نہ پیوست۔ چنانچہ شہ ازین این ہست کہ پیش شائیش قریب زمان سیدہ باشد۔ والدین
 والدہ شریفینہ فرمودند۔ اسے قلندر شاہ ببردہاں فلان کار کرد تمیں از شہادت چو اسے
 کنایت پس پا کہ بشتاب آمدن است۔ و غیب نہت سعید نیامد۔ سرور عالم از آن وقت ہستہ افغان
 خانہ داوہ پس پارہ ال شدند۔ ہویدا است کہ قطع ادب این طریق ہستہ۔ در بازار سیستان دیر
 بوقوع آمدہ حضرت والدہ صاحبہ استفسار آن فرمودند کہ اس قدر مدت کجا ماندی۔ عرض کردند۔ بفرمود
 آن حضرت بہ پس پا آمدن و پیشد۔ بجز و وصول این جواب بہر چشم بوسہ داوہ دعا کے خیر فرمودند
 کہ بفضل الہی ولی زمانہ خواہی شد۔ از آن جا کہ دعائے والدین اثر کے تعلیم دارد او سبحانہ تعالیٰ

فی الحقیقت اُن ذات شریف را بدرجہ ولایت رساند۔ سبحان اللہ نیک سرشتان ازل ہم چنین باشند کہ از حد بلوغت تا زمان وصال بے کم و کیف و قال تا حال برابر در ع و پرہیز و تقویٰ و طہارت، شب خیزی و عبادت کہ طریقہ صدیقان است و متجددان ایزد پرست می باشند بیک طور گزارند کہ گاہے تصور اندر اُن راہ نیافت۔ چونکہ او اسے شریک برہر مسلم و مسلمہ واجب است۔ اُن جناب را در خدمت مجد خویش نیز برج بدایت گوہر درج ولایت صدر آراے محفل عرفان نور افزاے دیدہ ایقان شیخ المشایخ حضرت شاہ خدا بخش قدس سرہ کہ پیر صحبت و علم حقیقی حضرت والد ماجد بودند در ایام طفولیت اداے این شراہ است واد۔ ہر چند ایں امر موقوف بر ارادت خاطر مرید است۔ اما بر حسب عقیدت پدر پیر را، گر در ایام بے شہری دست دید۔ نزدیک مشائخان طریقت بالاتفاق جائز است۔ بطوریکہ ایجاب و قبول عالم طفولیت بر مرضی والدین علماء شریعت مقبول دانستہ اند۔ ہویدا است کہ در عمد جہالت لوح ضمیر از حوت طلب معرانی باشند۔ شاہد ایں مقصود بنا بر خورد سالی در پردہ تعویق متواری ماند کہ گفتہ اند مصرعہ

ہر سخنے وقتے ہر نکتہ مکانے وارو

ہر گاہ وقت اُن در رسید کہ آفتاب قلب اُن جناب از شفق ہندوستان سر بر کشد و طلوع گردد سببش میاگشت کہ حضرت والد شریف، را ہولے ملاقات امارت مرتبت شیخ نورالحسین خاں عقیلی الماشمی کہ ناماے حضرت جو بودند در وقت ویرانی پنجاب و لاہور کہ در نزوح سنگھیاں بطور پیوست۔ وطن مولونے را گذارشتہ اقامت بلدہ لکھنؤ اختیار داشتہ و در سال ۱۹۶۱ میلادی در فورہ شش سن شہرہ نیرتہ نالیہ مع اہل و عیال مانم بلدہ مسطورہ گردیدند۔ بعد قطع منازل و مراحل بالبحیر و عافیت بملاقات یک گدورات ہجر دیر نیز را آب وصال شست شودادہ عرصہ یک نیم سال کم و زیادہ بخوشی و خوبی گذارند کہ بیک و حلہ جوش دریائے وطن موج زون گرفت۔ و محبت خویشاں بے قرار ساخت۔ ناچار از شیخ نورالحسین خاں رخصت وطن خود در خواستند۔ شیخ صاحب معرفت و دیگر اہل خانہ باین سعرت مراجعت کردن ایشان قبول نداشتہ گفتند کہ عرصہ یک سال دیگر ضرور باید ماند۔ ہنوز از دیدن دیدار شما سیر نشدہ ایم۔ ہر چند اندر ایں باب سعی بسیار کردند قبول حضرت والا شریف نگشت۔ ناچار تن برضا دادہ رخصت ساختند۔ چوں در مشیت ایزدی چنین قرار یافتہ بود۔ در منزل شاہ جہانپور کہ شریعت قدیم مابین بریلی و بلدہ لکھنؤ باقفا

قزاقان طرح جنگ در واد - ناگاہ گلولہ تفنگ اجل آہنگ بايشان در رسيد - چونکہ جام عمر شريف لبر زيادہ
اجل شدہ بود - از ہماں زخم شربت شہادت چشيدہ داخل زمرہ خميدان اکر گشتند - تاريخ

در يفا کرم شاہ برفت از ہماں
کے شاہ سیتا لقب داشت آن
بیان بخش چوں خورد تمام
فزون گشت ماتم بہر خاص و عام
دران غم زلفت چو کرم سوال
گو شرم چہیں گفت بے قیل و قال
کہ تاریخ آن غازی نیک نام
بجو از کرم شاہ حجت مقام
تاریخ دیگر من تصنیف انخوی بنی بخش جیو

وحید العصر آل شاہ کرم شاہ
کنايد در سال وصف کمالش
شہادت يافت چوں از حکم پادشاہ
شہادت يافتہ شد تاریخ سالش
از مفتی غلام سرور لاہوری - منقول از تاجی

مکرم شيخ دین حضرت کرم شاہ
شہ مسعود رضی اللہ عنہ
ذخور شد عطا دل حجت صلوات
ذکر مسعود رضی اللہ عنہ

وز عامر ان وقت عدائے انا لله وانا الیہ راجعون برآمد - بعد بزاع فزع بسیار ناچار بصر
شکيبانی پر دختہ در وازہ فقیر کہ بیرون شہر برب دریا واقع است آن رگر کے وادی قاس را
رفوان ساختند - ازاںجا کوچیدہ در باس ریلے رسیدند حضرت غلام رکن الدین المشہور شاہ مراد بخش کہ برادر کلا
ل جناب اند کہ احوال بزرگی آن سلطان کرام در باب ہمام ایاد خواہ یانت بحب آب خورد و نوکری راجہ
مورت سنگ دیوان نواب مرزا امامی لکھنؤ اختیار کردہ اتامت شہریلی کہ در نکت راجہ مسلم رود انا
اشتند - چونکہ روزگار باہزت و وقار بدست آمد - ہر صبح پنج شمش سال ماند - بود شہزادہ کہ
چند عیش و طرب میا بود - اما خاطر شریف حضرت شاہ مراد پرستہ راجہ بانی ربابی و فقر است
ماند و اکثر صحبت اہل اللہ را عنیت می داشتند کہ گفتند اند

کنم از کنم برہ کا جوڑ جو

فصل دوم :- بر عاشقان عداست پوشیدہ غبت کہ رسام رسوم عشق ہر کر اسپند بارگانہ
دیش می بیند - سرینک اشتیاق برومی گمارد و مسلطانی سازد - تا بسلاسل شوق کشان کشان بجانہ آدی

قطاب آصف الدولہ این شجاع الدولہ ابن صفیر جنگ جو نواب سعادت خان کمان ملک مہ داراودھ داماد بھائی اورنگ

آرد۔ ہنوز جناب پیر و مرشدیم قدم اول بر بساط شہور نہادہ بودند۔ کہ قادر حقیقی دل ایشان بسوئے خویش کشید
و بعشق و محبت خود مبتدا ساخت۔ ہر گاہ سلطان عشق بر اقلیم دل آل جناب استحکام یافت در تحت
نصرت خویش آورد۔ در دل و کاوش جان ہر لحظہ و ہر آن در تراندہ بود و جوش شوق ساعت بساعت
می افزود تا بحدیکہ نازہ آتش اشتیاق بر اوج اعلیٰ کشید و پچہ ناشکیبائی گریبان تحمل و تامل از ہم درید
نہ طبعیہ کہ علاج ایں بیماری کند و نہ یارے کہ در مسافت باشد چونکہ مدت مزید بریں گذشت۔ و صورت مدعا
نقش نہ بست۔ تا چارہ در تائش شیخ کامل و مرشد مکمل کہ ساقی وصال محبوب در ہنمائے راہ مطلوب باشد
بچوں ماہی کے آب سے تاب بودند۔ آتش فراق زبانہ می زد۔ نمی گوید۔ ہجر چند آنکہ بیشتر قدم شوق پیشتر
اکثر در کثرت شوق رباعی طبع زاد خویش بیاد می آوردند۔ رباعی

یارب نہ فراق بعد درم گرداں مستغرق حضرت حضورم گرداں
بینائی بر بصر کن روزی چشم وز دیدن غیر دیدہ کورم گرداں
و گاہ گاہ اندرین احوال باین غزل اشتغال می فرمودند غزل
اسے جلوہ جمال ترا جا بچشم من جانم فدائے آمدت آبچشم من
آبے تکلفاز و بنشین بجزوناز یار فر از کہ می و یا با بچشم من
امروز پردہ اندر رخ خود بر کشاؤ آ تا چند آہ وعدہ فرود بچشم من
خوابم مگنہ آیدم اسے جاں کہ می کند مردم ز شوق روئے تو غوغا بچشم من
ہر روز و خلک بہر شمار آورم برش آن مر کند چو منزل و ماوی بچشم من
ہر کشتہ تو زندہ نظر آیدم مدام تیغ تراست ہاں دم عینی بچشم من
در وادی مقدس وحدت قلندرا
ہر شے شدہ است شجرۂ موسیٰ بچشم من

چونکہ آل طالب راہ حق و محب محبوب مطلق در وادی تلاش قدم آرزو از حد قدرت نیادہ تر
فرمودہ کند طلب بہ تجاوز لا مکال راند۔ بقول آنکہ جویندہ یابندہ و ہر کہ حبت بیافت۔ چونکہ خاطر
شریف مان مال در انتظار گردید دست بدان من مدعا ز سید۔ روز سے پیش مرزا صاحب کہ بیخے از
وروندہ این روزگار بودند۔ ہم مجلس خویش دیدہ و بعد رو خود ہمیدہ احوال سیرت اشتغال خود را بر طبق اظہار

چینیں آورند کہ مہلتے مست کہ این گم گشته دادی حرماں طیبے می جوید کہ دوائے درد دل و دوائے بیاری جاں
گسل داشته باشد اگر چیزے داری در بیخ مکن کہ الم آں و مبدم جاں اند تن می رہ باید و ابواب حزن و اندوه
بر روی دل این بیدل می کشاید

در و نہان تو ز دل می برد از دست و جاں	بہر خد اشو طیب یا بطیبے رساں
طاقت من طاق گشت قوت صبر نماید	ہمچو کبابے بسنج سال من خستہ داں
یاو کہ در وقت کار یاری یارے کند	در نہ عدیل عدد است برہ و ستاں
جاں لب آمد مرا شربت و مسلم بریز	چونکہ بر وں شد ز تن باز چہ سوئے از اں

در من و مطلوب من گر تو میا بجی شوی

فرحت تازه رسد با تو مکافات آں

آں خدا پرست کہ انگرمین آتشکہ ہموں فراق بود لب بپاسخ سوال کشادہ چین گفت کہ اسے
ناشوق سمرت ہر چند با عاشقان حرف مبر و شکیبائی در میان آوردن آتش تازه افزوختن است ۔ اما
طلب بر و باری می باید کہ گفتہ اند معرہ

مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

عزیز یاس کہ کم مہتی طالب در اں مقصود می شود بکنہ تک امید پاک باید سترو یقین باید کرد کہ جہاں از مروان
خدا خالی نیست ۔ بیچوں کان از جو اہر و صدق از دور ۔ مگر این احقر راورد و با چشم لیلین روشن می شود ۔ یکے
در جناب عاشق رحمانی حضرت شاہ غلام جیلانی مہواتی و دیگر بذات بارکات افضل زمان اکمل و در اں
حضرت مولوی صاحب بدرالدین رہنمائی کہ از عرصہ چند مدت رونق بخشش این شہ بریلی شدہ اند و حضرت
ہر وہ بزرگماں ہر جا کہ دل شاہ آگاہی و عبود و رجوع آورد ۔ جہاں جا ذات گرامی را مشرف بزیارت کرد ۔
بجود آشنا شدن گوش با سم مبارک آں عزیز معزول یعنی جناب حضرت مولوی صاحب علیہ السلام
دامن خلیبانی و ریدہ چین گفتہ کہ اسے وسیلہ جلیا این بتلائے ہر و فراق خدا از او تر از بلایے زندان
انتظار رہائی وہ ۔ یعنی این سحاب دوری کہ مبدغ نامیبور است زود تر از میاں بردار ۔ آں یگانہ اتحاد لب
بپاسخ آں جناب بر کشادہ کرد و انشا اللہ تعالی شب فراق آں مشتاق را مہم امید چہرہ افزو مراد خواهد شد
ناشوق راوندہ نردا بلائے جہاں بود

ہیکے آہ جانگاہ از سینہ سینہ کینہ ہر زان زوہ باسد بے قرار می چنیں فرمودند - فرد
 ساقیا عشرت امروز بفرود آسنگن یاز دیوان قضا خطہ اما نے من آہ
 میرزائے صاحب موصوف بہراز گوز تلی دادہ وعدہ ملاقات فررار البوگند استوار اقرار داوند -
 جو یا است شبے کہ بروصال فرد اور میان آمد - البتہ درازی آن بہشتاق بمنزلہ سال روحی نماید - وہ انتظار
 رسیدن صبح بے خواب و بے آرام بایں ابیات غزل خود کاوش حال را عیاں می کردند - ابیات
 بس بے قرار مست دل بے قرار من کو صبر کو شکیب بجان نزار من
 رفتم ز خویش دور کہ اسے ہمیشہ مرا باید کشید آہ بے انتظار من
 مختار کار و بار خودم ظاہر او سے در اختیار من نبود اختیار من
 خما تمام آہ بیک دم کنم تمی امروز کہ بیکدہ افتد گزار من
 ہم بریں پنج شب اشتیاق را تا سپیدہ صبح بسر بردند -

و عمل سوم - چونکہ صباح آن روز پنجوں عید مسرت اندوز انظار صوم بھر بھوراں و سرود
 افزائے خاطر بھوراں بود - ہر گاہ روز روشن گشت - جناب پیر مرثیلم معہ میرزائے صاحب برائے
 دولت پابوسی بھر مواج دریائے وجدان - شیر بیشہ ولایت - ننگ عمان ہدایت - حامی دین متین
 شاہ اوجد المشہور مولوی شیخ بدر الدین چشتی القادری احرام ارادت بستہ عازم طوائف آن سراپا
 او صاف شدند - چونکہ بدروازہ شمع شبستان ولایت رسیدند - دولہ شوق و ذوق جناب پیر مرثیلم
 را آن چنان بگوش آمد - کہ سر بہ بیوشی کشید - اما اشتیاق قد مہوسی کہ دامن گیر دل بود - بہر طریق خود را فراہم
 ساختہ بنجام خدمت در بانی گفتند - کہ عرض حاضر می ما بحضور برساں - عرض خادم مقرون اجابت افتاد - فرمودند
 آن شائق فقیر آمدن دہ چونکہ بار یافتند - سرچشمہ پائے مبارک آن قبلہ ارباب سودہ بچرد و حصول مشاہدہ دیدار
 فیض آثار قمری دار طوق یقیں آن سرز جو بنبار ارشاد در گردن جاں انداختہ محو تماشائے جمال انور گردیدند -
 و ممنون احسان میرزا صاحب شدہ فرمودند کہ بر آئندہ حاجات جمع مرادات آن ستودہ صفات حسب
 دل خواہ بر آرد و خود بہ نفس نفیس خدمت گزار می و فرمانبرداری و لیلیز آن خلاصہ او لیا را ذلیعہ سعادت دارین
 خویش تصور کردہ در خدمت آب کشتی و کلوخ استنجا و غیرہ کہ طریقہ خادمان عقیدت سرشت می باشد
 میا و آنا رہ بودند - و شب تا کہ جناب مولوی صاحب استراحت نمی فرمودند - بیرون دروازہ حاضر نمی ماندند

بایں ترس کہ شاید حاجت کد ام کارے افتد و من حاضر بناشم - بیت
 یک چشم زدن غافل از اں ماہ بناشم ترسم کہ نگاہے کند آگاہ بناشم
 بایں سلب مورد عتاب آں جناب شوم - روزگار فراوان بایں و تیرہ سپرے گشت - باوجود ایں جنس
 رسوخ عقیدت اداے خدمت ہنوز روز اول بود گاہے پیر سید ند کہ قلندر شاہ کد ام حاجت پیش
 فقیر آمدہ و چہ سوال داری - ہر چند اندریں باب حیران کار خویش متفکر و مضطر مے بودند گاہے لب لبرش
 احوال نکشوند - سبحان اللہ زہے بخت عالی کہ اندریں مدت باوصف ناکشود کار ہرگز سستی و پالغزرا
 پیرامون دل و گرو جان خویش راہ ندادہ در اداے خدمت تاکہ تو استد فقور نور زید ندوی گفتہ تاکہ ایں
 جان ناتوان را بچار دیوار عنصری تعین است - از در ایں در گاہ سر بخوایم بچپ - گاہے ایں غزل از روز ناک
 و سوز جان می خوانند - غزل

جان من - جان من فدائے تو باد	تن من خاک خاک پاسے تو باد
چوں بھر تو ذرہ ذرہ شوم	رقص ہر ذرہ در ہوا کے تو باد
روزی دیدہ دل و جانم	روز و شب دیدن لقا کے تو باد
ہر جہر آید بقول و فعل از ما	آں بود کاندراں ہناسے تو باد
فصل من از ریاء و جمع بری	خالصا محض از برائے تو باد
اسے شفا بخش ہر مریض و ملیل	داروئے درد من از برائے تو باد

درد و عالم مستندرت شاہ

بر در گوئے تو کہ اسے تو باد

فی الحقیقت رسوخ عقیدت جنس می باید کہ آداب نہ مات شیخ را اں چنان رساند کہ بجا
 خود را اندراں نصیحت دناہ و گرواند - ما فظا لک ابدت خوش گفتہ - و ذو

بشبتان و اوقی ایں کسے رسالہ

جناب پیر مرشدیم در خدمت شریف شیخ ریاضاتہ و عبادت رینے می آورده با استقبال تمام نزل
 ملوک واسطے نمودند - آں گاہ پر توہ جہاں کمال شیخ نور ذات ایشان متصرف شد و لوز باطن آں قلب
 اوقلاب از جبین مبین ایں جناب بچوں آفتاب در شیدان گرفت و حسن ظن ہر کس را قرار زبنت - کہ

ہرچہ نعمتِ این خاندان اشرف بود - ہمہ در نصیبِ این بزرگوار معنی جناب پیرو مرشدیم گشت - چنانچہ
 این غزل شاید حالِ این مقال است : غزل

غنا بدولتِ فقر است از خدا حاصل
 کجا بخاطرم آید سریرِ جم کہ مراست
 فراغت است نہ ہر دو جہاں مرا حاصل
 ہزار شوکتِ شاہی ز بوریا حاصل
 ز خاک کسے تو کردم چو تو تیا حاصل
 ز آستان تو شاہی بہر گدا حاصل
 فتادگانِ دوت سرفرازِ دارین اند

قلندرانہ بکسے تو چوں گذر کردم
 شد است دولتِ دارین زان بہا حاصل

سبحان اللہ باوجود حصولِ مراد و رسیدنِ بمنزلِ مقصود ہنوز نازہ عشقِ آتش آں جناب لخص
 بہ لحظہ در اشتعال بود و مہدم زبانی و گری می زد چرا کہ صیقلِ عشقِ ضمیر صافی پذیر سالک را چندان
 کہ جلا دہد - و مصفا سازد - ہماں قدر شاہد لاریب برہ بجلوہ تازہ متجلی می شود - این دور مسلسل نہ بہ
 نہایت می انجامد - و نہ انتہا می پذیرد - صاحبِ شرح لمعات می نویسد - بیت
 ہرچہ از دسے دلت صفاتہ زو تجلی تر و ہمسایا تر

فصل چہارم :- بر طالبانِ صادق الیقین روشن و ہوید است کہ شیخ کامل دانائے احوال
 جزو کل طالبِ می باشد - ہر امر سے را کہ وقت آں در نرسد - بر طالبِ اظہارِ عظمتے آں مئے سازد
 قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل امر موهون باذقاتہا باوصف مہربانی ہائے کمال ذاتِ اشرف
 حضرت مولوی صاحبِ بر جناب پیرو مرشدیم ہنوز عنینہ مراد دسے بہ شگفتگی نیاوردہ بود
 و بہ تشریف خرقہ خلافتہ مستحزن شدہ بودند - اکثر اوقات در سو سرائیں خیال و در خاطر آں جناب
 می گذشت کہ باوجود جوش و ریائے شفقت و مرحمت آں ذاتِ ملکی صفات کہ حمپستانِ دل
 این نالائق محض را دہدم سیراب می سازد - و نسیم الطاف آں عالی درجات گل ہائے امید جاوید
 تازہ می شکفاند - آنچه اندرین باب تساہل می فرمایند - شاید قوت برداشتنِ این باروں باطنِ این بیکار
 نمی یابند - چاہے ازین وساوس استغفار خواندہ با صدند است با خود می گفتند کہ اے تراذ خانے در
 مشرب فقر و آئینِ اہل صفا خواست خود را در پہلوئے نافرمانی نشاندہ اند - فقیر را لازم کہ در ہر امرے منتہا

لطفہ رغیبی ماندہ در خدائیکہ مامور است مسرور باشد کہ بر دروازه ارباب کرم حاجت سوال نیست۔ قطع
 عطا خلائقہ از کریم اسے شیار توہ سے بدرگش آوہ ششم برشم دار
 ہر آنچه شکستہ از دست خود بخود بدید ترا بخواستن ایجا و دست نماید کار
 ہم چنین خاطر محزون برابر بی قرار داند کہ ہر گاہ باد بیماری ارشاد آئی قبلہ مراد بر غنیجہ مدعا خواہد وزیدہ خود
 بخود گل این امید خواہد شکفت۔ بعد گذشتن ایامے چند روزے آں مریج نشیں چار بالش تمکین مولانا و
 مرشدنا حضرت شیخ مولیٰ بدرالدین بادل شاد و خاطر آزاد نشسته بودند۔ کہ ہم در اں وقت فرخندہ جناب پر
 و مرشدیم را شرف پادشہ دست داد۔ چونکہ ہر نام خوش بود۔ در یاسے جوہ آں احسن الجود بچہ ش آمد۔ فرمودند
 کہ اسے غالب صافتر واسے یار موافق خوش آمدی بروقت آمدی کہ اندرین زمانہ جلوہ فیضان الہی
 رونما است۔ نظم

ذرہ بودم ز فیض آں جناب	روشن و تاباں شدم چون آفتاب
زیر احسان تو بر جان نزار	شد نمایاں صد بہار اندر بہار
صد گلستان زار صد بوستاں	در فضاے دل شکفت اندر نماں
سبزہ آئے تازہ و گلہائے تر	می فراید ہر زمانہ بوز نظر
گر ز سر مو زباں گویا شود	کے ادائے شکر انشاءت کند

زین کاظم عجز الہیام بسا نظر، سرور شدہ فرمودند فی الحقیقت تیرا تیرا طالب بہر تریبین
 طالب بہر تریبین تیرا تیرا حسن عقیدت بیشتر قدم حضور اعلیٰ سب زین
 فصل پنجم۔ چونکہ عادت چرخ دوار از دروازہ نازل یہی قرار زار و مروان صاحب زمین
 خدا پرستان اہل اقصیٰ را اندرین دینا پانڈار کترتی کہ زار و پنا پچہ ما تیرا تیرا
 در سازد صحبت آئینہ روز سنی ہم آسمان یلگوں با جان تیرا تیرا
 ہر گاہ در تقدیر ایڑہ کی بیانہ عمر آں است گرانی آریب طبر تیری سیر و پیرا تیرا تیرا
 بیماریاں حسب آں کیڑاں غنیمت لکھیت روید تا تیرا تیرا آں ورد تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا
 و حزن آں بساط خورد و خواب را از آہالی و سوالی در نوشت مباح عید قدر کے سحت و راحت
 ہراج شریف رونما گردید۔ چنانچہ از سخری آں برائے بیمارواراں ایل نماز و نماواں عقیدت نشان

اجتماع بحصول انجامید - فرد

دیدم بسے بچشم که این دهر درو سنج بر راحت قلیل سپارد کثیر سنج

هر گاه وقت خلع کسوت ظلمانی و متاز شدن بخلعت نورانی آمل جناب تریب رسیده بود
بعد از نماز عید تریب زوال بیماری فاجع نامد حال آن صاحب کمال شد هر چند بد او اسے آن پروا نداشتند
مردمند نیتاؤ - بلک بمچوں خیالی محبول روز افزوں بود و میرا خواہان آن برگزیده دوران را گاہ دست یاس سلی زین
رضارہ امید می بود و گاہ تقاسے رجا بر آتش یاس آب پاشی می شود - مذنب الاحوال روز تا شب تار و زبر
بستر غم و اطم بسرمی برزند - تمام سنج بست و ششم شتر شوال ^{فصل} علیہ الصلوٰۃ والسلام اول وقت ظهر ازین
جہان گذران سو جہدارا بقای شدہ نوبت دیدن منتظران اہل بہشت گشتند - غم و اطم دور و جدائی آن رگزانے
و او کی قذس برائے پس ماندگان گذشت آنچه گذشت اگر بشرح آمل پروازم در دفتر امکان گنجائش ندارد
درد دل و سوز فراق کہ در جدائی مطلوب بر طالب می گذرد - اینیں ابیات حضرت پیر و شمیم ظاہری شود -

روز من تیرہ شد ز دو وقتان
میر برآمد بزیبا بر سیاہ
تسے خوش و در بقا پیوست
لا شد و یافت خلعت الا
من بماندم ز وصل او مجبور
ہر دم و ہر زمان من انگار
و جدائی و بجز بحر و ششم
نہود حاجتہ بنفخہ صور
کہ دہم اندراں بیک دم جہاں
خویشترن را نثار او تازم
تا بکے نام این چنین مجبور
شد ز دستم عنان سبر و قرار

ہست فرقت چو آتش سوزان
بر رخ افگند چوں نقاب آں شاہ
یعنی از منزل فنا بر بست
گشت واصل بذات پاک خدا
گشت خود محرم سرانے سرور
حالیہ در فراق آمل و دار
ہمچو دریائے درد ہمچو ششم
بر ششم نالہ و نامل شور
تا پینہاں سر دہم بسینہ فعال
بغم و درد جان خود بازم
یعنی از وصل او مشوم سرور
در غم ہجر آں نگو کردار

چونکہ تاب در جدائی نداشتند دیوانہ وار ہر روز دیوار سر خود می زدند و می گفتند بیت

ازیں آتش دل و جانم کہا بہ است
دیگر ہم زندگی رشکِ حجاب است

آخر کار بعد جزع و فزع بسیار چارہ ناچار بجز شکر و شکر بھالی پور نہ ہو
کایتوت چونکہ مرگ و موتاں خدایاب حجاب سے باشند نیامین اسباب پسر ازیں ذات شریفہ ہمیشہ ہر سرا قائم
اندہ بدیں طویرتلی غمزدہ کلاں ساختہ بکار تجہیز و تکفین برداشتند شہابی روم نگر کہ مولا لیت از محلات بلایہ لکنو با غیبت و
اندراں باغ مسجد بیت پس پشت آن مسجد زمینے بود وسیع و خوشماکہ بخدمت گاہ آن باغ مقبول الہ افتخاریافت بہر اول
سال پر و مرثیہ مقبرہ مسقف و منقش تعمیر فرمودہ ہر صد سال کمال بود بقی جان دینین دل بجا روبر کشتی مراد فائز الاذ
آن قطب ابرار قدس سرہ سے بودند ہر چیز و حال معنوی حاصل بود انانہ دعا و تہنہ صوتی اول پروردگار فرود میخواندند فرد
چشم دل را گرفتار کسے رخ تو حاصل است
بیشم سر از آئینہ سائے نما ثابت ہنوز

بچین شب و روز چوں حیرت زدگان وادی فراق و وحشت زدگان
مانند اگرچہ پند بزرگان سلف در باب استصواب صبر شکیبائی بیاد سے آوردند چوں فرزند ہانا کہ گرم سج سوونے کرد آنرا
در ۱۲۰۶ھ ہجرت از دو صد و شش ہجری ہاول بقیار مقابل مرقد منور سر بگر میان نگر بردہ بسے رفع وحشت کہ در ہجر آن ات
شریف دست دادہ بود در خصت یہ سفر التماس کووند چونکہ در عالم حیات عرض ایشان را اکثر دمنے فرمودند و جہا
را قبہ شریفہ جا زت سفر مشرف گشتن بہر گاہ سر از مراقبہ برداشتند خود را از او جہاں پن داشتند ہمانہ روز طواف مرقد
شریفہ بود و شب باش در محکمہ بلو شح پورہ نشاندہ وہاں شب بشارت یافت کہ اگر عزم سفر شریفہ داری بطرف رودلی شریفہ
حضرت الہ آباد کہ بقیہ نجیب تو در آنجا بوشند اند باید رفتہ سچ رو کار سفر او کرد و با اسلوب جواب بطریق مردان
آزادیش ہر جا کہ دل قرار گرفت منیم و از جا بجا ناظر ہر نامست رحیل حضرت سوولی شریفہ سیدہ
چخامہ و دو از وہ روز ہر مراد قطب الہ بران حضرت امام شریف علی علیہ السلام قدس اللہ سرہ العزیز و ذکر و تکرار
قیام در زبیدہ از روح پر فتوح آن خلاصہ اولی ہر زمان ظاہری و باطنی حاصل ہنوز دنیا کفر و کفر
احوال نال است

ہر جا بسلوہ ظہور حق است
حق بگو حق بدان و حق بسگر
بد سے پختہ گردوت خاے
شوق دیدار و خواہش گفتار
ہر چہ بہت است کہ ہر نور حق است
کہ ترا بلذت حضور حق است
سببت ما شتال تنور حق است
موی عشق را بطیر حق است

غزلِ خوش بلبلِ داؤدی
میرسد زود تو بمقصد دل
در زوئی برتد مخدوم
مطر با آیت زبوری حق است
هر که او شاگرد و صبور حق است
اے قلندر چه زور شور حق است

داز خدمت صاحب بجاوہ آل فریدالاجاب حضرت فقیر احمد صاحب باجاہت مفتاح الاعمال دو عاے
جمیدی نیز بہر دور شدہ انقصائے مدت سطور بشے بر مرزا فیض آثار حضرت بندگ محمد شیخ احمد عبدالحق قدسی الہ
سزا العزیز مراقب شدہ از روح پر فتوح آل مصباح طریقت برشت ز فیض یافتہ متوجہ بہست حضرت الہاباد
شدہ کشش اشتیاق کہ در حصول موصوای مطلوب بر طالب مے باشد برال مست شراب شوق یعنی جناب
پیر و مرشدیم روز نما گوید کہ مستانہ دار بے اختیار بعد مرد ایام انقطاع منازل و مراحل نمودہ فاز انزل مقصود شدہ
بر مرزا قلیچین کا طین شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی و بدالہدایت رکن الولاہیت حضرت شیخ محمد تکی
المشہور بشاہ خوب اللہ الہ آبادی بنیان تمام طواف نمودہ بشرف لازمست متوکل حدیقہ مراد فدا فرمائے حد قدرت در صاحب
کارم اخلاق بر حلقہ زمرہ مشتاق عارف کامل حضرت شاہ محمد اعلیٰ بجاوہ کشین دو دہاں انضیہ بجاوہ مشرف گشتند
حضرت موصوف در حلقہ اول بر جناب پیر و مرشدیم آل چناں مہربانی ما فرمودند و احترام نمودند کہ گل ارادت
این جناب را باغ باغ شکستہ ساختند۔ و چندا کہ حسن عقیدت و نور ارادت از چہرہ مبارک پیر و مرشدیم لا محدود
در خشاں می گشت۔ یہاں قدر لطافت و تفضلات آل خلاصہ و دوران کبرایش از پیش بود و آنچه بچھنے
عقدہ ہر شستہ سلوک باقی در مشیت ازلی تقوین بآں ذات شریف بودند تا سخن ایسا زوافرمودہ منیر صافی
پذیر جناب پیر و مرشدیم را خلدے تازہ می بخت بیدند۔ چنانچہ روزے حضرت جواز اولہ رشوق لقمین بیت
حافظ شیراز بطریق عرفند است بچھنور حضرت موصوف گذارش نمودند

بر نمبر تو ہمہ حال دو عالم روشن
ہست اے مست نمائے ہمہ زندان کمن
لیک گستاخ شدہ عرفی کم کت سخن
ساقیا عشرت امروز بفرودا مفسکن

باز دیوان قضا خط امانے بن آر

حضرت ممدوح بعد مطالعہ فی البدیہ بر عرضند اشت دستخط فرمودند

عشرت امروزه فردا پیش من یکساں بود
ہم ز دیوان قضا خط امانے حاصل است
ز آنکہ پیش سالہاں راہو حیات و ہمہ مات
ہست یکساں گردمانے دو جانے حاصل است

اس قدر جلدی چراسے عاشق و معشوق من ہر چیز می خواہی میدان و ہم نہانے حاصل است
بعد انقصائے مدت معلوم با جازت سلاسل خمسہ و اذکار عشرہ و تعلیم طریق تلقین و کتب عملیات جو اہر لفظیہ و
منتخب الاعمال و خلاصہ الاعمال و اسرار سالاری و ارشاد الطالبین و جو اہر زہد و تبرک خرقہ خلافت و غیرہ
مجدد و معزز و معجز شدہ سر نیاز بر پائے آل اہل راز یعنی حضرت صاحب اجل نہادہ شخصت خویشی خواہی
عرض کردند کہ این احقر العباد می خواہد کہ چندے سیر محمد آبا و بنارس دنواح آل کردہ باز شرف اندوز خار
کشی مزار فائز الانوار حضرت مولوی صاحب قدس سرہ متوجہ حضرت بلکہ لکھنؤ گردو۔ اگر خاطر با مقابل
بن ذات شریف بر آل مائل بود کہ چندے دیگر بماند۔ لیکن بنا بر عرض آل جناب التماس ایشان را رو
نفرمودہ و عاصی خیر نمودہ فرمودند کہ اسے محب گلنگ ہر جا کہ باشی بیاد حق باش و نیتہ را نیز فرا مؤسس
سازی۔ آل صاحب تسلیم سر انقیاد بر پائے شریف نہادہ گفتند۔ مضرعہ

جمال از اجل و از بدردیں لوند قلندر راست حاصل چشم بدور

چشم تر عازم سفر گشتہ عرصہ یک سال و شش ماہ از محمد آباد بنارس و نواح آل ہر جا کہ اطمینان دست می
داد گذارده در ششادہ یک ہزار و دویست و ہجری ہست بلکہ لکھنؤ موودت نمودند بر مرقد منور محفل
پرو مرشد خویش حضرت شیخ اوحدا المشہور بلوچی بدرالدین چشتی القادری مہرہ اندوز ثیوفاست روحی ذریب
یک سال ماندند۔ بر باب لعل روش و بلویا است کہ صاحب استفسار اگر آب ہشامہ بود یا ہون
دست بود۔ رفع تشنگی او عبرت نمی بندند ہم چنان تشنگان و ادوی لعل ہشامہ ہست دست بود
قدم ترو و پیش می نمود نمی ایستد۔ چنانچہ در آن ایام فرزند و فرجام ہشامہ ہست ہست۔ طالب مطالب
در ہند میان کریم الدین صاحب زاد و شوق کہ فرزند خود نور افزاسے دیدہ و اہل تلقین شدہ او را
بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز بودند۔ صاحبزادہ مولانا رابعی صاحب پیر و مرشد علم ہشامہ
حسن ظن بلا ریب و دل چیں قرار یافت۔ کو آن چہ نعمت ہستے کی ہری و باطنی از کلامت شریف ہست
بولانا مرشدنا سیدنا حضرت مولوی صاحب شاہ مجدد و ارت و امیر ہشامہ ہست ہشامہ ہست ہشامہ ہست
پیر و مرشد پیر و مرشد مجدداً اند باید کردہ و تعلیم تلقین حاصل باید نمود تا برین افتاز کرامی آل عاشق رحمانی
آنچہ کلام عقیدہ طریقت باقی است کشف شودہ و آئینہ ضمیر جلد تازه کردہ۔ روزے در حین کمال اختتام
در میان خود ادا شدند۔ اظہار مدعاے خویش چہیں در میان آوردند۔ این تقریر باذاتہ سامی چنان

حقوق می دارد - اول حقوق برادری و بیئی که سر نیاز و عقیدت بر پائے مبارک مرشد نموده الیم و حق دوستی و اتحاد
 که مابین این احقر و شما است و نیز این دعا گوئے فرزند پرور مرشد آن ذات گرامی است پس این احقر می خواهد
 که پس همه حقوقات را نگه داشته آنچه نعمت الیمے ظاهر و باطنی از تو جهات حضرت این خاندان کبریا بان
 زبده اهل صفار سیده به تعلیم و تلقین آن جلال بخش آئینه ضمیر این فقیر شود که در یک محفل بسبب دو چراغ تاریکی را
 جلای منی ماند و هم از عملیات اجازت یافته خویش نیز محو زو ما ذون فرماید که موجب تجدید امداد شود - بجز
 حصول این سوال عرق انفعال از جبین آن صاحب حال قطره افشانی آغاز نهاد ساخته سرور گریبان تفکر فرو
 برده در پایش آن مقبول دارین لب ارب و اندوده بر نیاز تمام عرض کردند که این نالائق محض خود ریزه
 چین سفره نعمت خانه و درمان والا است - بیت

ذره کجا و مرتبه مهر انوری لاف و کزاف همت بر آن بتری
 کیم و کسیرم که خود را لائق این مرتبه بندارم بیت
 بندگال را بندگی باشد سزا خواجگان را خواجگی آمد بدام

و آنچه سن فلن آن ذات شریف در حق این احقر است محض باعث و فور اشتیاق و مهربانی است
 که در باره این خاکسار در گاه خویش می فرماید اما اباسے امر آن صاحب راه را و بال احوال خویش تفویذ
 قول الا صوفی الادب و سید ترک ادب خود ساخته فرموده سامی قبول داشتیم که گفته
 اند - آنچه در بناد گرد سر خلیفه - پس می باید که چندے با هم خلوت کنیم تا کشف اسرار و انوار الهی گردد
 بعد انقضائے مدت خلوت و حصول مراد بتزقیم اجازت نامہ پر دستخیزند - نقل دستخط خاص بسم الله الرحمن الرحیم
 بعد حمد قادر بچوں که کارخانه کومین در قبضه اختیار اوست و تحفه صلوة و سلام بر نبی اکرام و رسول محترم که گنجینه
 توحید و بریمت اوست صلعم می نویسد خاکپائے درویشان و صلح خوار خواجچه در دکنیشاں فقیر قلند شاه معارف
 عنده که آنچه از اجازت آن جناب سراج الاولیا بران الا صغیا قبله اهل کمال کعبه اصحاب حال بولانا شاه
 المشهور حضرت مولوی شیخ بدرالدین چشتی القادری قدس اسرارهم و آن جناب را از پرورش خویش افضل
 الاولیا کرام حضرت شاه خوب الله اله آبادی و از خدمت دور در پائے ولایت حضرت میراں فتح محمد کتلی
 قدس اسرارهم و اجازت نمائوده اصول و فروع که از حضرت شاه نور قادری بحضرت مولوی صاحب
 رسیده و از خدمت حضرت شاه محمد اهل و شاه محمد وارث دامت برکاتهما سرالطبع بهت گانه که از حضرت اهل

واجازت نامہ فقیر شہت فرمودہ اند بھاسب زادہ ہمت آمادہ - نظم
 قرۃ العین بدر ملت و دین بود کور شد من عنگیں
 شاہ اوحد کہ من غلام ولیم خوردہ یک جرعد ز جام و لم

میاں کریم الدین جو زادم شو قد و ادم - و فاتحہ اجازت خواندم حق تعالیٰ برکات آل نصیب ایشان و اس خاکپائے
 در ویشاں کناد بجز متہ انہسی و اول الامجاد امید است کہ فقیر را وقت خوش بدعا یاد دارند - و پس از چندے بمو جب
 اشارت فیض بشارت روح پر فوج خلاصہ الاولیاء حضرت مولنا برائے ہدایت گم گشتگان وادی ملک پنجاب کہ وطن ما فوج
 حضرت جیو بود از لکھنؤ کوچیدہ در ۱۲۱۱ھ ہر یک ہزار رو دھندہ یازدہ ہندوب دار السلطنت لاہور عازم گردیدند - شرف
 اندور بخدمت اللہ شریفہ و یاد رکھان حضرت شاہ مراد بخش کردہ سال قبل از تشریف آوری حضرت جیو فوجی بخش لاہور بودند فائز شدند

فصل ششم - بر آداب سبحان میزان طریقت و رموزات فہمان حقیقت و معرفت روشن و بوجد است

کہ اللہ تعالیٰ بغایت ازلی ہر کرا غلاب نظر قابل دادہ برفت خاص کشاوہ عشق خویش راہ می نماید دورے فیض برے کشیدہ خود
 گرچہ از جانب معشوق نباشد کششے کوشش عاشق بے چارہ بجائے رسد عاقبت

فی الحقیقت این مرحلہ محال بجز تامل و توشہ تقویٰ و طہارت و زبیرہ عبادت طے نمی توان نمود - سبحان اللہ
 جناب سیر و مرشدیم در از تکاب این امر آن چنان کمر سعی بستہ بودند کہ اگر امکان مشتری کنجہ اوقات شب
 در روز خویش بریں طریق صرف می نمودند و شوکہ نہیں جبین مژمونین است برکہ بی حس ہناہ کردہ بیس را بر دست تسلط نمی شود در امیج حال
 از و نشو خالی نمی مانند و ساز و تخیل و مساوات است شریف بود از ابتدائے نماز مسیح تا اولے چاشت با درام
 معمول خویش مشغول می بودند - و عین اشتغال و تاملت خنوع و خشوع لازم انوال انصاحب سال می نماید ہم انداز
 وقت بیچ تنفسی اوقات را زاد نمی داند ہر نماز میں امر فایغ نمی آستند - و ہاں نماز الہام الہام نمودہ و رہا ہوا
 آورد و بخلق تمام کہ در تخیل آن ات بود پیش آمدہ حتی الامکان و رجز سوال ہر کدام قسمی فرمودہ - عاشق با تامل
 سدا ز نارسالی فہم چند انگہ در کلام رو قطع می کردہ کرار می آورد طلال - اجمال خویش را دنداد از چشم ہر کس
 اورا می غمگفانید کہ گفتہ اند - فرد یک چشم پیمار بر از صد قدح شراب - یک پیمار سلفتہ بر از صد تہن ال است
 و رعادت زندہ واران شب اکثر لطف الہام و مان چشم را بخواب استراحت می آندہ - ہست نمازتہ کہ عادت ال سعادت است
 در خورد مکان خویش درازد آستہ از نقد و سہن خویش جامہ و طعام از ساکن و بیغ نمی آستند - بعد از نماز ظہر از خودتہ آواز
 فراغت یافتہ تار سیدان وقت نماز عصر از قال اللہ و قال الرسول و بالذم کہ لبدی باب تیل و قال برے ابل بیس

باز داشته نقلی بخش خاطر بر احد سے ہی بودند و از نماز مسطور تا او اسے تمام لب مبارک بکلام دنیا و انہی فرمودند
 نوافل و اوراد بعد نماز تمام فارغ شدہ ہر کہ از طالبان حق حاضر می بود بکلمات فیض سمات ہدایت تلقین بہر اندوز ساختہ بمقت
 تعلیم رنگ نفاق از روح سینہ اش بی زدند بعد از نماز عشا از ما حاضرے چیزے تنادل فرمودہ استراحت می در دیدند
 حکم تھا اللیل الا قلیلہ نصفہ اذ الفقص من قلیلہ کہ بر اہل مفاہ و دوستان غذا از کتاب آں لازم است بر غایت نوافل شب
 و ادائے تمجید باقی اوقات و ذکر و فکر کہ طریقہ مشائخان کبار و خدا پرستان روزگار است بسر می بردند تا کہ سفیدی نور افشانی عالم
 عالمیان می گردیدہ سبحان اللہ اندرین زبان جہالت و ضلالت این چنین شیخ عظیم المثال کمتر بوجود آمدہ باشند۔ فرد
 دست تمام را کجاست طاقت تحریر آن

ہر چیز تحریر این فقیدہ در مدح آنجناب بشمار پائے بلخ پیش سلیمان آوردن است اما اندر اردے نیست
 مظهر فیض الہی مصدق و صفا
 مسند آریائے شریعت مجمع بزم اہل آل
 و در ریائے حقیقت بحر عمان کمال
 سینہ بے کینہ اش روشن بنور حق مدام
 کرد و بود آں آسمان فیض اندر نفس خویش
 زانی لب آں در قفہ حق ہیچ کہ خالی نبود
 در جہاد و نفس بر مہم پیشی او مانند زوال
 مرد میدان ریاضت شمشاد دشت جود
 در مٹی فرمود گا مے ہر کہ می کردے سوال
 سانی دنیا و دین زد و ہر آبدار شدہ
 در رفا جوئی و لہا خاطر جزو معرفت داشت
 گرسے سخن خاتم در میدان دلہا بود
 مجمع بحرین بودہ نداشتہ آں صانع جلال
 قبلہ از باب حاجت کہہ دلہا کے صاف
 یعنی آں حضرت قلندر شاہ ملک معنوی
 رنجش کس کہ قبول خاطر خاطر خدا شد

ماہی آثار بدعت ناصب و دین ہدا
 سالک راہ طریقت گمراہ را رہنما
 منبع تحقیق - بحر معرفت را آشنا
 لفظ دین را معنی و مرآت دیں را جلا
 روز و شب اوقات خود تقسیم در یاد خدا
 جز بیاد حق ہمیشہ در غلا چہ در ملا
 ہم چو عثمان زکی مجسمو علم و حیا
 در سخاوت عالم طے پیش او کمتر گدا
 آں سپر کرمست خورشید اکرام و عطا
 بود بر امکان ہر یک ہر دورا حاجت و ا
 آں کریم الطبع در ہر حال بے ر و و ریا
 آں سوار کمانہ عزمہ عز و علا
 بحر موج مروت موج دریائے وفا
 دیدہ اہل یقین را خاک را ہش توتیا
 در حق مرودہ دلال انفاس آداب بقا
 بود راحت بخش جان و فرحت دل زابتدا

فصل سفتم در باب بیان بعضی شرائط سلوک مشتمل بر هفت سلک

سلک اول در فضیلت عشق الهی - سلک دوم در فضیلت ارادت شیخ کامل سلک سوم در فضیلت آداب شریعت هر چه بر سر سلک چهارم در فضیلت طریق تصوف - سلک پنجم در فضیلت اخلاق و مذمت عجب - سلک ششم در فضیلت ریاضت و استقامت دل در راه سلک هفتم در فضیلت وجد و مذمت موهبت یافتن - سلک هشتم در فضیلت است طالب و اختر از از صحبت بید

سلک اول - در باب طلب پوشیده نماند که در مشرب اهل سلوک انسان آن را گویند که خموشی از شراب عشق و محبت محبوب مطلق مملو باشد - و هر دلیکه از نشئه ریح عشق محروم است به بهائم نسبت دارد - و فرق مابین حیوان و انسان همین عشق است پس - و الا نه تناسب اربع عناصر یک وجود اند - آفریدگار حقیقی نیز آدم را محض بقا عنائے عشق آفرید - بیت -

از ملک چون عشق نماند در وجود داد آدم را از آن تشریف بود

اما این سوره که انسانی را انسان تصور یکن نزدیک روشن همییران اهل دل درست نیامد تا که در و رنگ عشق ریخته شود و آن کمال انسان در جنب پر تو الوار عشق نهادماند پس طالب مقصود را باید که اول مشاهده شود و طهارت بدست آورده مرغمان غمراست که آن را که کنایت از هوادومس و کلمی نبوات لذات است شکار کند تا مگر شجر دل طالب از تطاول ابلهان زمان یابد پر که آریچ بود را بوسے قطن نماند - آنگاه مالک دل بتصرف سلطان عشق در آید و اجرائے احکام پذیرد - نظم

گوش کن اے طالب راه خدا	نیست ره بغیر عشق این راه را
عشق هر کلم گفته را آمد و پس	عشق خضر وقت حال در این سبیل
عشق از جبریل در ریوازاها	می کند بر خوشترین عهد زمانه
زانکه از جبریل عشق پیغمبر -	می رود اخلاص و همییرا عزیز
عشق احمد را بنزد حق نشاند	در مقام مستحق جبریل ماند
از جمال ذوالجلال آن احد	کیست جز عثمان کمال آید
عشق داده شد کمال اند کمال	دولت عشق است دائم به زوال

شد چو بپر عشق آدم منتخب گشت مسخود تا ملک ایسب

عزیزا ہر گاہ عشق عاشق بکمال اجماع از خودی خود ہے خبر و دنا ستمنا ستمنا محوہ فانی گرد - آنگاہ راحت
حیات و اطمینان از احوال او قطع شود - حادثہ علیہ السلام

ہرگز نبرد آنکہ دلش ز زہ شد بچشقت نیست است بر جریدہ عالم دوام ما
اما دعوائے عشق بر عاشق آن وقت باقیست کہ در شے و آئے جانب مشوق را فراموش نکند

درایح حال از یاد او فارغ نباشد زبان کہ مستعد کلام است از ذکر او عالی بود - قال علیہ السلام
مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا فَكَشَرَ ذِكْرَهُ - عاشق آن باشد کہ نگاہ او ہر سہر کہ گزر کند و متصرف
شود از زہ تا آفتاب صبح در چشم ظاہر و باطن او نیاید مگر بگوئے جمال محبوب - نظم

دوستی بیلار با چشم قفس اگر بگری جز او بتو نامہ نظر

گر نہ محسوس ز لبت دم مزن چشم محزون جز بلیلا وانشد

دیدہ کہ یکبیس طلب اندر طلب ہمچو چشم احوال از یکدہ میں

گر شود عین ایقین حاصل ترا میکت در لحظہ واصل ترا

تا نگردد پیرہہ تنگ از تو عشق کہ بی بستی جلوہ انوار حق

عزیزا طالب را در راہ حق و تابت قدم سے باید بود کہ خطور بچکدام خطرہ و دساوس پیرامون
دل او نگردد و نور عشق در د اورا بچو اٹھکے تابندہ چنان کہ اگر معشوق از تیغ ناز عضوہ آتشیں

از در دار از ہم متلاشی سدا د از ہر ذرہ آتش بچ پیدا نیاید و جلوہ ندید گکہ جہاں نور - رباعی
بجاشق جلوہ گر گردد ہماں نور کہ ہوسے را نشان دادند بر طور
اگر چشم حقیقت ہں نباشد بود محسوس ہمچوں دیدہ کور

سوال - چونکہ آفرینش نبی آدم محض براسے ظہور عشق گردید پس چینی سے باہستہ کہ خم دل
بچ بشر از جوش نثرای عشق خالی بود سے و خاطر ہر نبی آدم از درد محبت انہی نیامود سے فی الحقیقت

خداد ند جہاں ہاں در خلعت جاد آتش پہاں دامنشہ از ہر شنگے کہ خواہی البتہ جلوہ آن بکشش

بظہور سے انجامد و سناگ چھاق کہ در جنبہ آن روز اول آتشی بنامہ اند پس تیز و شہر انگیز تر بانگ
حرکت نعلہ آن بر طبق اطوار عبوہ گر میگردد و پچہیں پر چہ دل انساں منظر عشق و مصدر محبت الہی است۔
اما بقدر نقصان و کمال حوصلہ ہر کہ اندرین ناقص آمد عشق او تیز و نقصان ماند ہر کہ در آفرینش کمال
آمد۔ البتہ عشق او کمال انجامد و فی الواقع ہر چہ است بر ارادت اللہ صحت ہمدیں مستی گوید۔ لفظ

پندہ غفلت ز گوشش دل برآد
خوش عدیتے گوشتش ز الہ یاد دار
چشم دل بکشاد و بین اسے اہل دید
خلعتہ نیک و بد از سہے شدید
غایت فرعون و موسے ہر دو اوست
رحمت از دوسے مست رحمت ہم از دست
خلقتش بوجہل آمد ہم رسول
غیبت جز تقدیر او رود و قبول
ہر کہ خواهد بدارد در زوال
ہر کہ خواهد بدارد در زوال

اللہ عقل محال اندیش را چون دریں بادیہ حیرت انگیز حوصلہ تنگ و فکرون فکر تر دریں
مرحلہ پالنگ۔ اگر بچشم انصاف نگری کہ نقصان از کجاست و کمال را کہ بیار است او بنامے
دم زدن نیست۔ مہم عم

نکتہ اسرار را گوش کن و دم مزین

مگر ذات آن علام الغیوب و نامازین باین نقصان و کمال تفاوت نداشتے۔ پس کمال را کہاں گفتے و
نقصان را نقصان دانستے۔ ہمیت

نباشد عقل را چارہ درین کار / فکر خود کردے ز ہمار ہمدار

سک دوم۔

بر ارادت کزیاں اولاً لیدار اوشن و ہدیہ باد ظاہرے کہ فدا
بروسے واجب کہ بھدق دل و فکرون نیست۔ ان کمال کہ ساکد راہ
اہل صفایا شد بدست آرد اندرین یاسب عافیت منہ بدلیل الزم
بگوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدر
و کل گلستان راز و طبل بوستان شیراز حضرت شیخ سعدی ایام امتیاز و این بندہ از سلیک فرد
در میر و وزیر و سلطان
ہا کہ بران دریافت رسوخ اہل دنیا وسیلہ در کار باشند و رسول بارگاہ کہینے کہ ہمتا بجز وسیلہ

کہ کثایت از شیخ است چه طور حاصل توان نمود۔ اللہ تعالیٰ اہل شائستگی نیز درین باب خبر
 سے وہد۔ قال اللہ تعالیٰ: اوتی الذین یتبایعونک انما یتبایعون اللہ ید اللہ فوق
 ایدیہم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بعاہد علیہ اللہ ینوی تیل جراً عظیماً۔
 قال اللہ تعالیٰ: کونوا مع الصادقین۔ قال الرقی ثم الطریق الشیخ فی تخریص کالنبی بین الامت من کا
 شیخ لکن ذلک دین لمن لا شیخ لہا نشیخ لشیطان العظام امتی کالانبیاء بنی اسرائیل۔

یہاں علماء میں مشائخاں اندک کمال شریعت و حکم طریقت حاصل ایثانست۔ پس بر
 طالب راہ حق و عاشق محبوب مطلق واجب بلکہ لازم کہ شیخ را رہنمائے خویش داند و نیز وہ
 آنرا ہچوں عصا در دست کور کشناسد کہ طالب نیز اندرین راہ کمتر از اعلیٰ نیست کہ بجز رہنمائی
 بجائے رسد ہچوں نابینائے کہ بے وسیلہ عصائے قدم در راہ نمد ضرور در مٹھا کے دیا در چاہے
 خواہد افتاد و یا جادہ مستقیم را گم کرد و سرگشتہ دشت حرمی خواہد شد۔ چنانچہ بندگے میفرماید

دہبرے جو کہ دریں باوید ہر سوراہت
 غرض آنکہ بجز راہ بر قدم وہ راہ نہادون خود را آوارہ دشت ادبار کردن است۔

الا اسے طالب حق باش آگاہ	میرے بے رہنما یا اندرین راہ
فرازد پستی راہ جوں ندانی	جو نابینا بھتی ناگہانی
یگوش جان شتواے مرد ہتیار	دریں منزل بود تشویش بسیار
کہ اس دادی است کاں کیرہ نداد	ہزاراں شبیہ ہر سوئے برآد
بہر شبیہ بود غوسے ستادہ	پئے گم کردنت بازو کشادہ
تو گوید بجا نہامت راہ	کتم رنج سفر را بر تو کوتاہ
اگر برگفتہ آراہ نوردی	بزودی صاحب مقصود گردی
چو ایں آوازہ در گوش سے آید	بیک ساعت زجائے خود باید
نصہ ایں صدایا ہیکل در پ	کہ ایں آوازہ آواز نیست از غیب
زند در سر جنون محجب صد جوش	ز راہ راستی گردد فراخوش
نود نازاں کہ بر منزل رسیدم	ہر آنچہ بود دیدن جسد دیدم

ہمیں جا فرما کر دند تفریق
 بہفتاد و دولت رو نمایند
 کے در و در طہ ایجاد شد غرق
 یکے را آتش تشبہ پر سوخت
 بسا ز بیساں ز اہل مدعا دود
 درے واکر وہ بر خود از جہالت
 ہر آنکہ لذت سے رانداند
 اگر خسار زو اگر نسا زد
 دلیل راہ باید واقف راہ
 بیاید اندرین راہ سپر کامل
 براند ہر دے غول از طرقتش

پزیرد آب صفائی رنگ ابرویں
 بروئے خود در ذلت کشایند
 کے کم در حلوی از پائے تافرق
 یکے را رشتہ تعطیل پر دخت
 بوم خوشتن مغرور و مسرور
 بگوید انیسٹ فکر و اینست حالت
 بدو وہ صاف آن در خویش ماند
 بدرد درد آن بر خویش نازد
 وگرنہ ہر دوستے اہتند در چاہ
 شدہ تا لطف او ہر لحظہ شامل
 براہ راستی گردد ز فیقتش

طالب را باید کہ دست در جہل المتین ارادت شیخ کمال زدہ قدسے جز بفرمان او نرود
 کہ ذات اشرف آن ہادی و رہنما است۔ ہر کہ با فرمان رہبر باشد خود را کم کند و ہر کہ راہ گم
 کردہ بسر منزل ز سیر بل آوارہ دشت حیرانی و پریشانی گردید۔ جناب پیر و مرشدیم
 میفرمودند در طریق طریقت اطاعت فرمان شیخ از سجدہ عبادت بلکہ ہر ہمہ عبادتہا مینویسند۔
 پس طالب آنست کہ ہموں تصویر حقہ باز سر خود را بفرمان شیخ دید ہر چہ اشارت کند بہ اشارت
 نہد۔ حضرت حافظ علیہ الرحمۃ گوید۔ فرود

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر سناں گوید
 کہ سالک کے خیر نمودن سکر و سکر و سکر
 منزل اول برائے طالب عشق و محبت شیخ است۔ باید کہ عشق اور سکر سناں پیر سناں
 در تمام عالم جز جمال اہل شیخ زیر چشم او نیکیا بد و احسن نہاید۔ پندار دگر کہ دوست آباد عشق
 جہات مثل این خورشید سیما از دامن صبح امید دیگر کے سر زوہ و پیر سناں زیر عنقلم انور
 ارشاد طالع نگشتہ نظم

عشق پیر آمد کلید فتح باب
 برورے و ان عشق از رویش حجاب

عشق او مفتاح اشکالش بود چاره فرایے ہر حالتش بود
 چونکہ از طالب نماند هیچ بود گردد او چون نفس و لیلیا یک بود
 برگ لیل چو نشتر زد تطیب خون مجنون گشت جاری ^{اعلیٰ}
 عشق چون کمان شود ز نیسان کند عاشق و معشوق را یکجاں کند
 بوالہوس را قال باشد حال نیست آہادقان ماجر چنین احوال نیست

و اداب صحبت شیخ را نیکو نگہ دارد و در حضور پیر رشتن غمیر دل خود را آنچنان مستحکم کند و حکم سازد کہ هیچ خطرہ غیر در و محظور نکند کہ موجب فتور گردد و گوش کہ در یکہ ہوش است۔ بجانب شیخ چنان متوجہ دارد کہ در اقبال صدور ارشاد دیر و درنگ را راہ نماند و زبان کہ مصدر کلام و منظر طوالت بیان است، چنان ساکت و ساکن دارد گوی گنگ است۔ مبادا سختی بر آید کہ نا قبول خاطر اشرف شیخ آید و ہمن با عت و وبال احوال طالب گردد۔ غرض سررشتہ آداب را از دست نہ بد تا از سعادت ابدی بے برہ نماند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وَمَنْ وَصَلَ وَصَلَ بِالْأَدَبِ۔ وَ مَنْ قَطَعَ قَطَعَ بِتَرِكِ الْأَدَبِ۔ و حقوق مرید بے شیخے کہ مامور بامر ہدایت ارشد باشد نیز واجب الاداب ہر گاہ برائے طالبان خدا علم ہدایت برافرازد بر ذمت ہمت اس لازم کہ با استدراک کمال مطیع احوال ظاہر و باطن مرید بود۔ بیغنیہ قابلیت اورا بتوجہ باطن و نگاہ چشم حال باطن سنگ پشت کہ خود بد ریائے ماند و بیغنیہا را بہمت نگاہ بر ساحل مے پرورد پرورش دید و زیر رینگ محافظت مسطور داشتہ از آفات نفس و مخافات شیطان مامون و مسنون دارد و سفینہ طلب طالب را از تہلکہ ظلمات امواج این بحر نا پیدا کنار بحور نا خدا محافظت و خبردار بودہ بحول و قوت الہی بکنارہ رساند و بمصقلہ تعلیم ریاضت و طاعت آئینہ غمیر طالب را آنچنان مصفا و مجلا سازد کہ سزاوار مشاہدہ شاہد حقیقی آید و ابواب ہدایت را بحور دروازہ کرم کرم بروے مفتوح دارد کہ طالب راہ خدا از دولت فیض او محروم د بے برہ نماند۔ چراکہ انبیا شیخ کرم طبع مے باید دازد و یکہ سائل محروم رود صاحب خزانہ را جامہ کرم راست نیاید و یا تو فیقی الا باللہ۔

سلک سوم بر معنی شناسان روزگار مبرین و ہویدا است کہ باہل سلوک نگہبانی دل را

کہ درود گاہ تجلیاتِ رحمانی و گنجینہٴ اسرارِ سبحانی است ازاں ہم مدارج طلب می‌شناسند۔ اما حراست
 آن بجز پاسِ انفاس صورت کے بند و پس طالبِ خدا و سالکِ راہِ ہدایا نقش پذیر لوح
 ضمیر باد کہ نفسے از انفاسِ خویش بجز ذکر او سبحانہ تعالیٰ حالی ندارد و بیخ دے سوائے او
 بیرون نیارد و آنے ازاں غافل نماند۔ لسان کہ منظر اتم پروردگار است ہر نفسے از
 انفاس گوہریت بے بہا و جوہریت بے بہتا از خزینہٴ اسرار حق جل و علی کہ از اندازہ
 آن فرزندِ اشدت نخواہد شد۔ اللہ تعالیٰ در فرقانِ مجید خبر میدہد **حَاسِبُوا انْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ
 يَّحَاسِبُوا**، و بریں دستِ پاب نے تواند شد۔ مگر ہشیاری و بیداری دل کہ کما میت از پاس
 وقت است۔ حضرت عبد اللہ صاحبِ سہل تستری مے فرماید ہر کہ یک طرفہ العین
 چشم از حق بخواہد تمام عمر راہ نیابد و سرگردانِ دشتِ حیرت و حسرت، انا سن یراک لیرسا
 فکل اوقات فوات عیاذاً باللہ، ہر گز وقت از دست رفت باز نیامد۔ چرا کہ در اوقات
 متمدنہ ادا ئے قضا ممکن و در ادا ئے قضا دیگر لازم مے آید۔ پس طالب
 خدا در پیگاہ از پاس وقت نوافل نگرود و از اہل نماند۔ ہر گاہ در پاس وقت خود را فراموش کرد
 و اندر اس اطمینان حاصل کند۔ شاید حقیقی بجلوہ ذاتی خود ہر آئینہ طالبِ متجلی گردد و در شاہد
 حسن جمال خویش موش ز دینی از خودی خود بے خبر گرداند۔ بلکہ از خبر ہم خویش نماند آئینان
 او در درطہ تجریر فرو میرود کہ اگر زکریا دار آہ اش بر سر کشند از عجب بند و اگر ایوب آسایش
 را بقوتِ کرمان دہند دم نزنند۔ چنانچہ زنانِ مہری در مشاہدہٴ جمال حضرت یوسفِ عرم
 آئینان کو دے بے خبر کشند کہ ذوق در بریدن تریج دوستہا معلوم ایشان نماند و نوآن جمال
 شہد بود از انوارِ جمال آن ذوالجلال و یاقوتِ عین الیقین در ہمیں مشاہدہ است۔
 دست نمد۔ مگر بیدہ سرد این سزاوار مشاہدہ نیاید تا دیدہ سرور و مضمحل و نابود شود یعنی دیدہ
 ظاہر مطیع و منقاد دیدہ باطن گردد۔ چرا کہ بھارت ظاہری بیدار تجلیات است تا خیال
 باقی است یقین قیام کے پذیرد۔ ہر گاہ خیال دامن طالب را از چنگ خویش رہا کند
 و ہمارو سب، اطمینان ساحت دل رفت و در رب دید آزمان سلطان یقین برادرنگ
 دل تکیہ زند و احکامِ آن استخوانم پذیرد۔ پس نماند در میان ناظر و منظور چیزے حاصل

بزدل نہیں پر وہاں ہے خیال نماند سرا پرده الا جلال

حضرت ابوالقاسم جنید علیہ الرحمۃ میگوید یقین آنتست کہ رنگ شک از مراۃ ضمیر طالب
برخیزد و زردہ گردد۔ حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ میفرماید۔ آنچه چشم سر بیند
نفس بود علم و آنچه دل آزا بداند یقین و دیگرے چنین میگوید یقین عبارت از دیدہ دل
دست۔ غرض یقین آنتست کہ امین عالم و معلوم اتصال پیدا یید و متفرقات و غیرہ منفصل
گردد و از میان برخیزد پس طالب را باید کہ تصدیق و صفارا از دست نهد تا مرتبہ عین یقین
حاصل آید۔ نظم

الا اے طلبگار صدق و صفا	منہ دل بجز ذات پاک خدا
ز دنیا و عقبی فرو شوئی دست	بیر دار خاطر ازاں ہرچہ هست
نگہدار دل را ز وسواس غیر	بہر است کعبہ میں است در
چو بوجہل گردی حسنم خانہ است	علیل ارشوی جائے جانانہ است
مشوہ طرت ہرزہ جیران خویش	مکن سیر اندر گریبان خویش
دست سرفرو کردہ در خویش میں	شود بر تو مفتوح عین ایقین
ز اندر حق جسد آگاہ باش	بخو اسی ہر آنچه بخود کن تلاش
فصائے دل تو فراخ آچنان است	کہ در جنب او اندکے ایں جہاں
ز ہرزہ گری دوتے خود را تباب	بغیر از دل تست ہر سو سراپ
مکن فرق در ہر دو خود اے کہا	سراپ از کجا آب دریا کجا
بشوق خدا طبع کن سب زگار	خطورہ دگر خطرہ در دل بیار
منہ دل ہر گل چو مرغ چمن	چو پروانہ بر شمع دہ جان دین
کہ عشق است بریاد کشتن نثار	نماندن طلبگار روز بہار
ببور جلاش بساز و بسوز	چو ذرہ پیر ہر زمان سوسے روز
غلط گفتہ ام ذرہ را در وجود	بود ظاہر از اسم رسم نمود

تو از اسم و از رسم بزار باش
ز اختیار شود و در بار باش
جبین ارادت سوئے حق بنه
براه خدا از خوشی جان بده
بدریا جو گرداب گردد فرو
نگیرد دگر بار کس نام او
تو هم گم چنان شو بیدارت خدا
نیاید کس از یاز جوید ترا

سکسب چهارم - بر صوف پوشان روزگار و صوفیان ذو الاقدار ظاہر و باہر کہ شرائط طریق
تصوف چنداں هستند کہ بقید قلم ہمچوں من در آیند - اما روزے جناب پیر و مرشد با خاطر شکستہ
نشسته بودند کہ بعضی طالبان حق برائے استفادہ فیض در خدمت تشریف حاضر گشتند و این داعی
را نیز دولت پاپوس و حصول ثمرت عجت آنجا بود - عزیز سے ازاں میاں سوال فرمایند
صوف پوشیدن و صوفی گو یا بندن عزم کرد - فرمودند اگر چه شرائط تصوف بسیار است - اما عقل
درجہ صاحب این طریق آنکس بود کہ باین صفت ثلاثہ متصف باشد - صفت اول آنکہ نفس
کہ مبدع شقاوت مقتضی است چنان مقهور و مغلوب صوفی شود کہ دروے نہ شہوت ماند نہ خشم اما اصل او را ازل شود
و دور گردد و کہ پارسانی عنی در مشرب مرواں مقبول نے احمد پس زیر دست صوفی باشند تا طاقت تصرف در احوال
نیابند و سر بنا فرمانی نکشند بلکہ با طاعت شرع مطیع و منقاد صوفی باشند بطوریکہ صاحب زور کے
اقلیمی رافع کند اہل آرا از کشتن و اسیر کردن فرو گذارد - و آنها از مکریم ذوقی در اطاعت و فرمانبرداری
در اینوا ہمچنان اقلیم سینہ صوفی بہشتت سلطان شرع نے در ادہ باشند کہ احکام دیگر را چاہائے
مانند چرا کہ شرائط تصوف در ارتکاب امور شرعیہ باشند اند کہ صوفی را بہر حال از فرمان تشریعت
گزر نیست - میباید کہ خود را بلباس تشریعت و طریقت آراستہ دارد و شرطے از شرائط تصوف نکند
کہ گفته اند اِذَا قَاتِ الشَّرْطُ قَاتِ الْمَشْرُوطُ - صفت ثانی - محبت اہل حق و سادگی
سینہ صوفی سر اسر بر خاستہ باشند - یعنی از عالم حسن و خیال در گزرد کہ اندران بہ نام کبر اشتراک اند
و ہم نصیب چشم و گوش و فرج است و بہشت ہم از عالم خیال بیرون نیست - غرض آنکہ ہر چه
حمت پذیر است - خیال را بویے کار بود و ہر چه در خیال آند نسبیست است و نصیہ اہل حق
چنانچہ ضرب المثل در حق اہلہ گویند - اہل الجنة اللہما - صاحبان طریقت و رمز شناسان
اہل حقیقت معنی آنرا با حسن ترین وجہ ظاہر میکنند ہر کہ طرف خداوند تبارک القد تعالی را کہ سزاوار

ترین طریق محبت است گذاشتہ طالب بہشت و محبت نعیم آن باشد از دایمہ ترکہ خواہ
بود بندہ را باید کہ محض خدا را بحبت خدا پرستش نماید نہ ہنچوں اہلماں برائے حصول دنیا و عقبی نظم

طالب حق مرد باشد اسے عزیز

ہر کہ غیرے دوست طالب بہت ہمیز

گل اگر خواہی بسارغ آئے نگار

عاشق گل باشش یوں بلبل مدام

از درد دیوار کے خیز دہسار

فارغ البال از ہمہ اسے نیکنام

صفت ثالث آنکہ جلال جمال القادر ذوالجلال ہونی را آئیناں در گرفتہ باشد کہ جہت و مکان
حسن و خیال را باو سے وجہ من الوجوہ کارے نہاند و غلمے کہ از بہتا بہ خیزد از ازلے خبر بود
ہر کہ باین صفات تصفیت گردد البتہ از اہل تصوف باشد و اورا صوفی مینوای گفت و
از جناب حضرت شیخ ششیل رحمت اللہ علیہ سوال کردند کہ صوفی را بچہ صوفی نام نہادہ اند
فرمودند ہر آنکہ بقیہ از رسم و صفت یا نفوس ایشان باقی بود۔ اگر اثر رسم و صفت در نفوس
ایشان باقی نبود نہ رسم بدیشان تعلق گرفتہ نہ و صفت لیکن حق میں علیہ ایشان را در رسوم فرود
آوردہ اما حقیقت را من حیث الحقیقت نہ رسم بود نہ و صفت با نفوس حضرت ابوالقاسم
جنید علیہ الرحمۃ گوید کہ تصوف پیوستن سر است بجن سبحانہ تعالیٰ و این معنی جز فناء نفس
از اسباب و سالیط و قوت روح و قیام بجن دست نہد چون سخن برین کلام انقطاع پذیرفت
شخصی دیگر عرض کرد کہ ما بین شریعت و طریقت چه تفاوت است۔ فرمودند کہ پیغمبر مارا
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم ظاہر است و ہم باطن طریقت بیاطن تعلق دارد کہ علم نبوت است
و شریعت بنظائر تعلق دارد کہ علم رسالت است۔ پس اجرائے احکام شرعیہ چہ از عبادت
چہ از معاملات کہ مرتکب آن بلا شک و ریب صاحب عقل و اہل بہشت است۔ تا ثبوت
ظاہری بجز تقویت سلطان مسلمان و قوت اہل اسلام بحسب وقت سستی پذیرد و طریقت کہ
معانی و حقائق و اخلاق است و بعلم نبوت تعلق دارد از آئید غیر او سبحانہ تعالیٰ مبرا است کہ امداد
در باب امورات ظاہر البتہ بکارے آمد میں شرع رسالت فقہا اند برائے حصول عقبی و نعیم
جنت اقبال شریعت ظاہر کافی است و صاحب آن بشرع باطن کہ علم طریقت است
بہج احتیاج ندارد کہ لفظ بہ تناخت معنی محوئے شود و معانی بے شخص لفظ صورت نے بندہ

پس صاحب طریقت را احتیاج بعلم شریعت لایق است - فی الحقیقت کہ سوائے شریعت
 طریقت بر مرکز دعا قرار نمی گیرد و بے معرفت آن انسلاخ نمی پذیرد اہل طریقت از کتاب
 این امر محض برائے ادائے شرائط عبودیت بجائے آردند بہر دریاقت عقیقی و تقوی و تقیم خلد کہ
 در مشرب این فریق دنیا و عقبی برابر دانہ خردل قدرے وزن نمی ندادند - نظم

اہل مولانا یا بہنسا کجا نیست
 تاجر دنیا و عقبی اسے عزیز
 ہر کہ گندم کاشتت او گندم درود
 لذت گندم ز جو بستن خیال
 سود این سودا درین بازار نیست
 کیسے سودا کے خدا داد تمیز
 ہر کیسے جو کاشتت زان زمین نمود
 بس مجال است و مجال بہت و مجال

پس طالب حق تاکہ ساخت دل را بجای دلب زہد و تقوی و طہارت کثرت رو بہ ندید
 و خس و خاشاک تعلقات ماسوا اللہ را دور نسازد ہرگز ہرگز دامن طریقت از دست او
 نیاید و این مرتبہ وصول طالب نمی شود - مگر باید اور مہمانی شیخ کامل و مرشد اکمل نظم

بے پیر معانی راہ بہ بیخمانہ نیاید
 لغو است ز غریبین این لایق عشق
 سیر و سفر ادوی بخون جگر ریش
 حیرت زوہ دیدہ عشاق غم اندیش
 جو بندہ حق رہ سیر منزل مقصود
 فرحت طلب امداد خود از بہت مرشد
 بز دیدہ دل دیدن جانانہ نیاید
 کایں مرتبہ را جز پیر پروانہ نیاید
 پیدا است کہ ہر عاقل فرزانہ نیاید
 ز ہمار بخود خواہیہ زافسانہ نیاید
 بے بدرقہ بہت مرادانہ نیاید
 بے دست کشا و ز زہین دانہ نیاید

سلاک پیغم - بر طالبان حق و مجبان محبوب مطلق محتجب نہاند کہ تا کہ در سبب مجاہدہ
 و ریاضت قدسیہ صفا حاصل شود و چیزے کشف و کرامت انوار بہرورد باید کہ
 بران دل خوش نکند و خود را بابل حال و زمرہ صاحب کمال نسبت ندید و از آن میان نہ
 انگار و میاوا دریاے خودی و خود نمائی بکوشش آید و حجاب و ارباد نخوت و پندار در
 سر طالب پیچید کہ الہ تنگ ظرفان بے ہناعت را درین مقام کہ پایہ اول نزدبان ادین
 طریقت است پائے اخروست میدہد و ابلیس پرتلبیس بر و ذرعت یافتہ بانگ شولہ

آتش عجیب و استکبار انداخته باطنی بیکدم میسوزد - نعوذ باللہ منها شرر این انگر آتش چندین خانان
 سوخته که اثری از آنها یافته نمی شود - پس طالب حق را باید که پیوسته در جناب غفور مطلق
 اظهار انکسار خود سازد و کرده تا کرده پندارد که پندار را در اینجا پندار نیست - چنانچه حضرت
 ابوالقاسم جنید رحمه در احوال خود می نویسد که مدت سی سال بر آستانه فیض نشانه جناب
 حضرت سری سقطی قدس امرار هم بیاسبانی دل گذاردم و از زنگار خطرات ماسوا اللہ مرآة
 ضمیر را معصفا و مجلدا داشتم و عروس خواب شب را همچون زن مطلقه بر خود حرام پنداشتم
 و از وفور عیشنا نماز صبح را ادا نمی کردم - روزی در خاطر گذشتت که من هم بمقامی
 رسیدم - بجز در صعود و در حال آتش عالم سوز بود ندانم تنبیه از حالت
 غیب در گوشت این سراپا عیب در رسید - اے جنید می خواهم که لباس فقر
 طیس سازم و یاد در جرگه مخطبان اندازم - هر گاه این ندا همچون نشتر بر برگ جانم خزیده اند
 ب نیازی آن قادر تر رسیدم و همچون بید لرزیدم - مجرم وار جبین انگسار بر زمین ارب
 سودم عرش کردم الا با ملک بجلال احدیت خویش از جریمه من آگاہی ده - بجواب این غتاب
 در رسید که اے نادان با وجود شهور ادعا کردی که شاید بمقام رسیدم تو به کن و استغفار نما
 تا که از جمیع صفات بشری فانی نشوی و خود را تمام دکمال کم نگر وانی بمقام زسی نظم

هر گاه چندین بواب بشنید	زنگ رخ او شکسته گردید
شد غرق عرق ز شرمساری	تا آب شده در جناب باری
گفت بنیاز کاسه الهی	میپسند مرا بدین تنباهی
تو بر هفت رصیحی خویش	کن رحم بجالی این جگر پیش
گریه زمین این گناه سرزد	تو باز مده جز آنی بد بد
آمد من از گناه اکبر	عفو از گناه من فزون تر

پس طالب آن است که مدام اندرین احوال بماند - دل حزین و جان اندر بگس دیده تر
 و خاطر متحیر زنگ زشت زرد و سینه پراز درد آه الم ناگ و گسبانی قابل بجاگ دامن از انظار
 چیره دفتر شکیبانی دیده - در آرزو مسدود و زبان بجه خدا موجود و کبر حرم و هواست

حلقہ ارادت درگوش و غاشیہ عبودیتش بردوش مے باید بود۔ و سر لفظ در جناب گریاں شدہ
 عرض باید نمود کہ الہا ملکا از رہنایت تو جاہلم و در وفا ئے خود کابل غیر از بخشش تو جائے نیست
 بندہ ام بندہ را اختیار سے کہ اگر بخوانی و برانی بندگی منست و خواہگی تست۔ بندہ را از
 خواندن و راندن گزیرنے مارا بر من مکار مرا یا من میپار کہ نفس سرکش در کمین ماست۔
 و دیوین در کمین۔ نظم

بجبال و جلال خویش مرا از ید این و آن خلاص نما
 جز در تو دگر پناہی نیست بدر غیر دوستی را ہی نیست
 گرو و هد بار رد کنی ز درم راه خود برد دگر نہ برم
 همچو سگ کوچہ تو نگذارم سر ز در گاہ تو نہ یر دارم
 بندہ خویش را حمایت کن شہر ہر دو زمین کفایت کن

سلک ششم۔ بر چایک سواران طریق طریقت ہویدا است کہ نزد ارباب
 سلوک سستی سم قائل و نہ ہر لائل است۔ پس سالک این سلک را لازم کہ سستی نوزد
 و کابل نباشد و در ہر حال کمر خود را آبخاں استوار بر بندد کہ اگر در سدا راہ او کوہ البرز
 آید عزم کند یدن دارد و گزیر یائے ہاموں رو نماید کمتر از جوئے شمارد کہ انقطاع این راہ
 مشکل نما بجز ہمت عالی دست بندہ باید کہ قدم عزم در سعی راہ چست نہد و چالاک
 بردارد بقول حافظ علیہ الرحمۃ۔ فرد

در مذہب طریقت سستی نشان کفر است آرمے طریق دولت چالاک است حیو

پس طالب آن باشد کہ ہمگی خود را در طلب خدا مہر دفت سازد و باز نہاند جز یاد خدا در آن
 خدا پا اندریں راہ مے نند اسپ باز آمدن را روز اول پے میکنند حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرمایہ
 جو خواہی کہ آن راہ را طے کنی نخست اسپ باز آمدن پے کنی

در مذہب اہل عفا ہر کہ قدم اندریں راہ نہادہ باز پس گردیدہ ابدال باد محروم داریں
 ماند۔ نظم

طالب آن باشد کہ در راہ خدا در نہاند جز خدا در پیج جا

ہر کہ کامل شد برو باید گریست
 غند یا غند کے ہم یکجا شوند
 شد بمنزل ہر کہ مرکب چیست رانند
 ہر چه غیر از حق بود زان سست باش
 نزد اہل حق بود میں بے کمیز
 سیر نمود گر خود دریا تمام
 بمقبرار و ہمیر شوق حق نشاں
 لیک در راہ طلب ہرزہ گریست
 سیری از خم بسو و جام کو
 آب دریا زد نبرد اورد طلال
 اندرین راہ جز بمنزل آب نیست
 تا دہانت ترکند آب عدال
 چہیست ہمت دست در خود زریں
 آنزماں از وصل حق یا بی نشاں
 عقل دانش را در اں دربار نیست
 ہر کہ درت دور گردانی ز خویش
 رخ نماید آنزماں اں پردہ دار
 جلوہ گر گردد بتو ہر آئینہ
 ہچمنان از تو ترا خواہند ریود
 این عہال است این عہال ہست این
 محو در محو است حال عارفان

اندرین راہ کاہی بے حالی است
 طالی و کاہی غند خود اند
 ہر کہ کامل شد درین راہ بار ماند
 چیت شو چستی تا دہانت باش
 طالب حق گر بود سست کے عزیز
 طالب اں باشد کہ چوستقی مدام
 در طلب ہمیر است جرم بدست اں
 ہمیر گوچہ پیشہ پیغمبری است
 طالبان را ہمیر کو آرام کو
 ہر کہ باشد تشنہ آب وصال
 تشنگان دہس را ہاں تاب نیست
 ہمت اے طالب فرخندہ حال
 چہیست ہمت خوشتر دامن گم شدن
 چون شوی از خوشتر گم اے فلاں
 جس در حرکت را در آنجا کار نیست
 چون غبار غیر افشانی ز خویش
 پس صفحا حاصل شود اے مرد کار
 ہچو تاب ہر اندر آئینہ
 چون نامد ایچ در آئینہ بود
 محو گرداند جمال ذوالجوال
 طالبان اے طالبان اے طالبان

داین مقام اں ہنگام وصول طالب مے شود کہ صفائے تمام حاصل کند یعنی جمیع کدورات
 بشری را بدو توصل نماید پس حق سبحانہ تعالیٰ بصفت لورانی در طالب متصرف شود۔

وگفت و شتودا دمہ بحق باشد و مستغرق بجر الوہیت گردد۔ نظم
 چون صفائند بر دل عارف پدید نور باقی ماند اسکے مرد سعید
 نور را با نور یک رنگی بود فرق بین رومی و رنگی بود
 چون مکر میشود یاد اسکے عزیز میشود از اصل خود درشے تمیز
 آن زمان کز اسکے فروریزد عیار وصل او با وصل میگردد قرار
 همچنان از حال عارف اسکے اخی میشود خاک بیشک آن حرث دینی

پس بر دل آگاہ و دیدہ بینی روشن است این مرتبہ کہ کنایت از وصل دوام است بحکیم
 را بر یک حال نمے ماند مگر صاحب عرفان را کہ عارف پیوستہ بدیدہ یقین و چشم حقیقت
 ہیں در بیچ حال از عالم وصال عالی نیست دے ماند مگر صاحب عرفان ہر گاہ از مشاہدہ
 تجلی ذات کہ مقام محویت است بعالم محوے آید متاہدہ تجلی صدیقی کہ از ذرہ تا آفتاب
 از جلوہ ظہور عالی نیست حاضر و ناظرے باشد چنانچہ بزرگے میہ باید۔ بیت

سک مہتمم۔ عارفان درمے و وعید کنند غلبوتان کس قدید کنند
 بر موحدان توحید اساس و در بیان رب شناس واضح و یاری اند
 اندرین جزو زمان کہ کوشش بل اسلام بحسب وقت فصاحت پذیر است کہ اکثر فرودمانند
 کہ توحید فاش را پیشہ خود ساختہ و خوشین را از راه شریعت دور انداختہ صاحب طریقت
 تصورے کنند و دم ہمہ اوست زدہ موحد میگویانند غافل از آنکہ تاکہ قدم بر بارہ شریعت
 چست نہنہ منزل طریقت نرشد و دل و جان و زبان یکساں و یک رنگ نسازد توحید از
 موحد درست نباید و آن وقتے یافتہ شود کہ ذرہ از ذرات وجود موحد بیاوردن حق موحد
 ندارد و آنچه غیر حق عدم پذیر است۔ آنرا کالعدم شمارد۔ ہر گاہ برین نشانی را با ثبات
 و یقین یقین بدانند کہ از کثرت التزی تا اوج اعلیٰ ایچ نیست فکر ذات اداں وقت ہمہ
 اوست گفتن را شاید و با وجود کدورات مستی کہ موجب عیار دیدہ یقین است دم ہمہ
 اوست زدن از شرط ادب و انصاف دور است و بعید۔ ویلے ادب پیوستہ
 محروم داینے باشد و آن میں موحداست کہ ممکن الوجود را با ذات پاک تقدس و تقالی

تشبیہ دیدہ بگن گوید کہ خود ادست - نعوذ باللہ منہا - نظم

نسبت حق بگاؤ خر کردن	ہست ایماں ز خود بدر کردن
زین موجد گر بختن شاید	زین موجد پناہ حق باید
زین موجد ہمیشہ دوری بہ	با سنگ و گرگ زین حضور بہ
بشنو از من کہ گبریہ زین است	زاں موجد کہ رہ زین دین است
اسب فکر ت بچسل میراند	سر تو جسدر را سنے داند
عارفے اندرین چه خوش گنستہ	در معنی نگر کہ چون صفتہ
لانہنگیست کائنات آسام	برودہ از عرش تا بفرش یکام
نفسی کونین را چہ لا زد سر	پس بہ ہیں غیر حق چہ ماند گر
چوں ز محبت قدم زنی بقدم	ہمہ ادست آنراں زن دم
درہ ہزار با ستنس زان توجیہ	آنکہ نفس را ز در بروت پدید

بداں د آگاہ باش موجد آن فریق اند کہ پیوستہ در دریائے غریق اند ہر گاہ چوں نہنگ
از دریا سراژ گویاں تہ کر برے آوند جمع موجودات کوئی را نیست و نابود ہے شمارند
و بی نفی الہ با اہل قدم میگزارند و لبغریب بالائے پائے اللہ زرد دل را مسکوک مینمایند
تا در یازاد توجید لائق شرا گردد - این ہر سہ قطعہ غزل جناب پیر و مرشدیم در عروج
نفس اثبات اند - غزل

بگو بصوت و صلا لا الہ الا اللہ	بداں بصدق و صفا لا الہ الا اللہ
رقم نمودید قدرتش ز روز ازل	بلوح سینہ ما لا الہ الا اللہ
ہمیں عدالت ز ہر یک جرم بیا بشنو	بکار وان فت لا الہ الا اللہ
عجیب رہرویں طرف رہنمائے است	بسوئے ملک بقا لا الہ الا اللہ
اگر بدیدہ تحقیق سنگری بینی!	میان ارض و سما لا الہ الا اللہ
در پد پیرین خویشتن چو گفت سحر	بگو شش غنچہ صبا لا الہ الا اللہ
بارخ اول و آخر قلند را مارا	خوش است برگ و تو لا الہ الا اللہ

غزل دیگر

بگو پرو زمان لا اله الا الله
 مراد پرو خرابات ہست لے یازں
 بدایں پرو وہاں لا اله الا الله
 سند ز پیر معان لا اله الا الله
 ز خط و خال بتاں لا اله الا الله
 بہ آشکار و نہاں لا اله الا الله
 حروف و نام و گمان لا اله الا الله
 رسید خطیہ امان لا اله الا الله
 کلید باغ جناں لا اله الا الله

غزل دیگر

بگو نہ ہر سیر مولا لا اله الا الله
 گواہی و شہادت نہ ہر طرف مارا
 در آ بوحثت عالم بہ میں بچشم یقین
 بسرو قد تو ہاں قمریاں باغ ترا
 در دین مہکدہ آند بگوئی مستانت
 بجز سرائے عدم ہاں بکار گاہ وجود
 بہر دو کون قلندر چو غیر نیست ز شوق

سلک مشتمل بر نبوت گزبان ہریرا و محفل نشینان اہل صفایا پوشیدہ نیست کہ تا از سبک آمد
 چیز ہماچوں صحبت حق آدم بائیں پاکہ کر موثر تر نیست کہ تبدل احوال انسان ازین روئے عالم
 مبتدی را باید با غیر نفس خود ایش نگردد و اخلاط نپذیرد۔ ہر الہی سیرت کہ بصورتہ احوالی لہا پس
 آدمیت آراستہ و عینش باشد۔ از کید ہائے او بسلاہت ماند۔ مثال کہ دشمن بصورت آشنا
 ہماچوں اخگر زیر خاکسترو آب زیر گاہ مہ باشد۔ عاقلہ میباید۔ فرد
 نخست موفقت پیر صحبت این حرف است کہ از صاحب نام جنس احقر از کزید
 پس عاقبت طالب دین است کہ از مردمان دیوسیرت بہ صورت گریزان باشد و دوری گزیند کہ

نزد ارباب سلوک در آتش سوزاں افتادن ہزار مرتبہ بہتر است از مصاحبیت اینہا کہ اندرین خوف
جان است و در اں ہم ایمان میثاں بخان روزگار و پیران نامدار گوشہ خلوت و کنج عزلت را اختیار
داشته اند و طالبانزا گوشہ نشینی مینمایند۔ اندر اں ہمیں ہر است کہ غیر جنس را در خلوت بارنے
باشد۔ تا رہن احوال طالب گردد ہمے گوئمت کہائے سعادت ز ہم صحبت بد جدائی۔ اما خلوتے
کہ بھور دل و اطمینان خاطر نیاشد از دست سبب و ساوس و تخیلات و پراگندگیست۔ پس اگر
خلوت بے تردد و سوسہ و حضور قلب دست دید آنسب و اولاست و الا نازاں صحبت یاراں
یک رنگ سودمند و مفید می باشد کہ ہم جنس عدکس حکم واحد دارد و غیر جنس یکے دون پیدا مے کند۔

غرض آنکہ بہر طریق از صحبت بد محترز و بیزار میباید بود۔ نظم

ہم جلسیں بد بود مار سیاہ	جز گزیدن نیست کار مار آہ
دوستی با مار با خود دشمنی است	دور تر بودن از اں جد زہنی است
گر تو میخواہی کہ مانی در اماں	پر حذر باش سے اُن زین دوتاں
دوستی با دوستان حق رواست	غیر ایشان دوستی بر خود جفاست
ہر کہ دانستہ با آتش در فستد	نظم است اُن ظلم بر خود میکند
نظم را از دست خود ماید بہشت	در حق ظالم خدا لعنت نوشت

پس اگر آپ را محفل نشینی و مجلس آرائی بمشاہد ہم تامل است تاکہ مرتبہ دل با بار دوست ترا پیدا
در و اں اطمینان حاصل نکند ضرور ضرور بخلوت گوشہ و اگر ناچار ہواست صحبت در سر انستد کہ

صحبت شیخ و یاراں او اختیار کنند۔ غزل

دوست ہر دو جہاں صحبت اہل عفاست	ہستل مرآت بان صحبت اہل عفاست
ہر چہ طلب مے کنی یافتہ گردد ازو	راحت روح و روان صحبت اہل عفاست
مرہن بدن را دوا علت جان را شفا	ہیں تو نہاں و عیاں صحبت اہل عفاست
بمخودم عیسوی در حق پڑ مردہ دل	بیشک و دم فلکاں صحبت اہل عفاست
قوت ہر خستہ جہاں ذہنت ہر خستہ دل	نزد ہمہ مقبلان صحبت اہل عفاست

البتہ صحبت اہل خدا از خلوت کردہ روئے نماید اولاست اما طالب ہمتیار و بیدار باید۔ یاد آگہ

پراگندگی خاطر بادمزوری دوچار شود۔ و بار بار شود باید تا کہ او خویش و بیگانه را نشناسد و از همه کس
هر اسد۔ فرد

هر دشمنی کہ بر عفت آشنا بود باید از او رسید کہ او بد بلا بود
و فی الحقیقت گرم صحبت بودن انگیز اسز و کہ تصفیہ ظاہری و باطنی نصیبہ حاصل خود دارد و
بر سخاوت و ہدایت بندگان خدا کہ طالب مول باشد از امر حقیقی مامور باشد ورنہ در مشرب اہل درد
از ہمہ وجوہ فروماندن و تنہا نشستن بہتر و خوشتر از درآمدن در محافل و مجالس و انس گرفتن بخیہ
حق۔ چنانچہ بزرگے میفرماید۔ بیت
دیدہ ام از اہل صحبت ہائے نیکیں کتب
کردہ ام یک مسعرہ تنہا نشینی انتخاب

باب دوم (۲)

در احوال طبقہ اولی

از بزرگان جناب پیر و مرشدیم قطب ہدایتیہ حضرت قلندر شاہ قدس سرہ اہم از
حارت ابن عبدالملک تا احوال قطب مطلق حمید الملک و الدین حضرت خدوم شیخ حاکم سلطان انانکین
ہاشمی البخاری ہنکاری قدس سرہ العزیز ششم بر عفت فصل۔
فصل اول در بعض احوال حارت و فرزندانش۔ فصل دوم در تکریر بیان شیخ شہاب
عبدالوہاب تا حضرت شیخ محمد۔ فصل سوم در احوال شیخ اشیر ابو الحسن عارفی۔ فصل
احوال حضرت شیخ ابوعلی۔ فصل پنجم در احوال سلطان قطب الدین و ورود حضرت پیر الہیات
حضرت پیر احمد زوفتہ زمزنی از کج بکران و در بیان تزویر بنہامین بنت پیدالسیادت موسوی
و موصوف شاہزادہ بہاد الدین۔ فصل ششم در احوال سلطان بہاد الدین۔ فصل ہفتم در احوال
سلطان شہاب الدین ابوالیقا و فرزندانش۔
فصل اول۔ مخیر انبار قدیم چنین خبر میدہد کہ حارت فسوند کلان عبدالملک بن ہاشم

است و در حفر چاه زمزم در موافقت پدر بزرگوار کوشش بلوغ بکار برده عبیدہ وزید الملقب
 با یوسفیان و مغیرہ و نوحل از فرزندان حارث اند۔ عبیدہ از ہر سہ برادر کلاں تر بود۔ احوال اولیہ
 روئے اشہد اچنین مے نویسند کہ حرب اول حضرت رسالت پناہ بالشکر مشرکان قریش غزوہ
 بدر است و اول از اہل بیت آنحضرت کہ اندران غزوہ شربت شہادت چشیدہ سپر علم وے
 عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بروایت صحیح با ثبات رسیدہ و بسبب کہ سانی اورا ابن
 مدینہ شیخ المہاجرین میگفتند و علم اول کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰات و السلام برائے وے
 بدست خویش درست کردہ بود و صورت یافتن شہادت او چنان بود کہ اشکر کفار نہمد پنجاہ
 نفر مع ہفتصد شتر سواری بہ راہ بد آمدند و ازین سوا اشکر اسلام سیصد و دواستون ہفتاد
 شتر سواری و دو اسب و شش زہ و مہنت قبضہ شمشیر در رکاب فلک فرسای سید المرسلین علیہ
 الصلوٰة نیز رسیدند اعداد تصنیف صفوہ حرب از جانب لشکر مشرکین عقبہ بن ربیعہ
 و شبیبہ بن ولید و ولید بن عقبہ بمیدان در آمدہ مبارز خواستند۔ ازین جانب سہ جوان مردان
 میدان از انصار برابر ایشان رفتند۔ چونکہ دیدند پرسیدند شما چه کسایند۔ گفتند اے
 بداند ایشان دین و اسلام ما انصاری ایم۔ مشرکان قریش جواب دادند کہ با شما کارے نداریم۔
 ما اینائے اعظام خود ہا اے کلیم۔ ازان میان یکے ندا کرد اے محمد مبارز از کفو ما باید فرست
 پیغمبر علیہ الصلوٰة و السلام فرمود اے عبیدہ و حمزہ و علی شما بمیدان ایشان روید بگرد و ہول
 ارشاد آنجناب عبیدہ کہ مردے پیر بود ہمسال خود دیدہ برابر عقبہ رفت و حمزہ عقبہ را ہمہر خود
 یافتہ کہ کابل بود بر سر او آمد و علی ولید را ہم سن ہمیدہ کہ جوان تو خاستہ بود با و دو چار شد۔
 مرفعی و حمزہ مدعیان خویش را یافتہ بقتل رسانیدند و عبیدہ و عقبہ یک دگر را مجروح ساختند و عقبہ
 بر ساق عبیدہ زخمی زد کہ استخوانش بشکافت و مغز بیرون آمد و از یاد افتاد حمزہ و علی چون
 چنان دیدند رو بقتبہ آوردہ از تیغ بگذرانیدند و عبیدہ را کہ زخمی سخت خوردہ از ہوش رفتہ بود
 برداشتہ در جناب سرورے آوردند۔ چنانچہ مغزے از ساق وے جاری بود۔ بعد چندے چشم
 بر خواجہ عالم باز کردہ با دیدہ پر آب متاسف شدہ عرض کرد۔ یا رسول اللہ! یہ نسبت شہدا
 آیامن نہیں ہستیم۔ حضرت رسالت پناہ فرمودند۔ شاد باش کہ تو از خنداے سرور شہدائی و در

حق او دعائے خیر فرمودند۔ عبیدہ کہ شہید و از اہل بیت نبویست علیہ الصلوٰۃ وقت مراجعت
از بدر با فتح و ظفر در منزل روحا انتقال یافت۔ چنانچہ مسیحا پیمبر نامہ بریں غلط شہادت آن در
پیرایہ نظم آورده۔ نظم

بنقص و عداوت پر خاشک طیش
جو انان انصار پر خاشک کیش
فضولان از زندگان ملول
نداریم با جنگ انصار کار
کہ تا با عدیباں نایم جنگ
نبی چوب دستی ز اصحاب خواست
ازاں پس بگردان دین حکم کرد
سہ تن از ہاجر برون شد بچنگ
و گشت عبیدہ بصد عز و ناماز
ازاں سو سہ تن نیز بشتافتند
امیہ دگر عقبہ و پس و لبید
بر امیہ شدید تیغ زن مرتضی
بد و خواند عمار مرثیہ را
عبیدہ ہماں ابن عم رسول
بیم متفق حسد و مرفق
بمیدان کین خستہ نکذاشتند
بلشکر کہ خویش بردند باز
شدہ خستہ از زندگان ملول
در بجا کہ من از شہیدان نیم
نبی گفت کاسے ابن عم سعید

مبارز طلب کرد جمع قریش
ز بہر جمعیت چو رفتند پیش
بگفتند عمداً بر تو رسول
مبارز ہاجر فرست آشکار
دریں بین بیداں بناموس و تنگ
برابر صف خویش میکرد راست
کہ زین جمع بیدیں بر آرد گرد
علی و دگر حمزہ با نام و تنگ
بگفت نیزہ مانند عمر دراز
کہ در نمرہ مرگ را یافتند
رسیدند ہر یک بدوزخ رسید
ہم از پائشہ گشت پائش جدا
بدوزخ فرستاد امیہ را
شدہ زخمی از عقبہ بو النفر
سرد شمشیر کرد از تن جدا
گرفتند بر دوش برداشتند
تسلیمش دادہ رسول حجاز
در آنجہ کے پرسید باز از رسول
کہ گشتہ فتادہ بمیداں نیم
بنزدیک بزدان سید شہید

پس از فتح آن خسته جان داد جان شده روح پاکش بیارغ جهان

حمزه بن عبد المطلب شهید دوم از اهل بیت است در جنگ احد مرتبه شهادت یافت و جعفر طیار
 بن ابی طالب که شهید سوم است از اهل بیت در ولایت شام بمقام موی در جنگ کفار شریک
 شهادت پیشید و شهید آخر از خاندان اهل بیت حسین بن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه و زید
 الملقب باوسفیان بن عبد المطلب بن هاشم که ابن عم و برادر رضاعی و اصحاب نجاشید
 المسلمین چهار فرزند داشتند - عبد الواحد بن زید که خلیفه دوم خواجه حسن بصری است رضی الله
 تعالی عنه و شیخ عبد الوهاب که محبوب الله الباری شیخ الشیوخ علی حارثی النکاری سید پیر و مرشدیم
 از اولاد اوست قدس سره و جعفر و ربیع نیز از فرزندان او اند - در بدو احوال که فرزندش
 خود ایمان و ایقان متورن شده بود بلباس شرک و نفاق طیس بوجه قواعد دشمنی اهل را استحکام
 داده زبان کفر ترجمان در همچو سرور کائنات صلعم و اصحاب کبار پیوسته دراز میداشت روزی
 اهل اسلام حسان بن ثابت را که مداح رسول بود التماس کردند که تو او را نیز بگو کن - حسان از اقبال
 این سوال سر بیچید و گفت بے اجازت خواجه عالم نمی توانم کرد - بعضی مسلمانان بعرض شرف
 رسانیده دستوری خواستند - در جواب آن چنین صدور یافت - کیف اذ نک فی اخی و این عجمی
 سبحان الله زبانی آن ذات شریف که با وجود این چنین احوال عداوت یاس اخوت و حق
 یگانگی فرو گذاشت نفرمودند - هرگاه روز بروز گار اسلام رونق پذیر گشت ابوسفیان از
 مرصده و بعض تاب نیآورده از کتبه شریفه مع اهل و عیال فرار اختیار کرده بر دم رفت - هرگاه
 در دربار قیصر روم بار یافت مستفسر احوال او شدند که کبیتی و از کجائی و چه نام داری - گفت
 از کتبه می آیم و نام ابوسفیان است بن حارث بن عبد المطلب - قیصر در پاسخ او گفت - اگر
 اندرین گفتار همدانی پس معلوم شد که سیر عم محمد بن عبد الله بن عبد المطلبی - متاسف شده با خود
 گفت عجیب دارم که از بلندی باغش کنار اسلام کتبه را که آشته بر دم رسیدم مرا بچکس نمی
 شناسد - مگر به نسبت محمد - از همان روز دوستی اسلام در دل ابوسفیان جا گرفت - و رجوع
 بظرف اسلام کرده در ایام فتح کتبه بابل و عیال از روم آمده بشکر سرور عالم ملحق گشته چند بار خود
 را بر رسول عرشد داد پیش و بد و بلطف نگشتند و اعراض کردند - دیگر مسلمانان ازین وقوف

یافتہ از و نیز اجتناب و رزند و اکثر در پئے ایذائے او کمر بستند۔ چنانچہ وسعت عالم بر ابو سفیان تنگ گردید۔ بعد
چندے جناب سرور را بر تضرع و زاری اور حم آمدہ جریمہ گزارا شدہ او سعادت داشت بشریت قبولیت مستظہر و سرور
فرمودہ بعضے گویند بشفاعت ام المومنین ام سلمہ بدین شرف مشرف شدہ بعد قبول اسلام تطلق جناب سروری
پوستہ شامل حال ابو سفیان بود و مدام در خدمت آنجناب حاضرانندہ بہرہ اندوز از سعادت دارین مے بود۔ و در
جنگ حنین بالشکر کفار بسا دلاوری و مقاتلہ از دست ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بظہور پیوستہ۔ چنانچہ ہاں
روز در حق او سرور و دو عالم فرمودند ابو سفیان سید الفقیان الالحجتا ، از روئے روایات فصیحہ و حدیثیہ
نبویہ انا ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب از خمسہ آل پیغمبر است۔ در کثر العباد می آرد۔ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایہ من جہت النسب آل علی و جعفر و عقیل و عباس و حارث بن عبد المطلب و در شرح کیدانی
تا سعید نفی زانی مے آرد کہ آل رسول من جہت نسب آل علی و جعفر و عقیل و عباس و
حارث بن عبد المطلب۔ و در ثنائے قاضی عیاض بن فضل توفیقی مے نویسند۔ قال رسول
اللہ صلعم الی آل علی و آل جعفر و عقیل و عباس و حارث بن عبد المطلب و در بزرگی بنی ہاشم
بقول عیبہ السلام یا بنی ہاشم حرم علیکم رسالت الناس و اوسا نسهم و عوفنہم خمس الخمیس۔ قال
وہم آل علی و عباس و جعفر بن عبد المطلب سبحان اللہ زہے شرافت بنو ہاشم یعنی بنو ہاشم
کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ صدقہ خیرات، زکوٰۃ بطوریکہ بر سرور عالم حرام داشتہ سمچت
بر قبیلہ بنی ہاشم و بر موالی این قوم نیز حرام کردہ۔ بیت

بیا کوش از گوش دل کن مدام
شدن بر رسالت گرفتن زکوٰۃ
کہ مس نہیں آمد اندر قبول
زہے شان این قوم والا نژاد
کہ شد صدقہ بر آل ہاشم حرام
خدا منع فرمود در شش جنات
بحکم خدا و حکم رسول
چو بر خلق آمد خدا سرداد

فصل دوم۔ حضرت شیخ عبد الوہاب ابن زید المدنی ابو سفیان بن حارث بن عبد
صمیمت داشت بہ برادر خود عبد الوہاب بن زید مردے در قوم نویش شرافت و عزیز بود و بر احکام
شرعیات قائم و در ورع و پرہیزگری و عہد و در عشق خدا و محبت مولا متمنائے روزگار۔ حضرت
شیخ عمہ جمعیت داشت با پدر خود شیخ شریف بن عبد الوہاب صاحب علم و علم بود در فقر و فرس

مرتبہ عالی داشت - بیت

ہر دم و ہر آن با خدا محو بود
از کدورات با عنقا می بود

سر توجید داشت در دل خویش

درد در سینہ داشت بیش از بیش

حضرت شیخ جعفر المشہور شیخ محمد صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ عمر مردے سلیم الطبع و رقیق القلب بود - نظم

پہر زمان رہ سوائے خدا میداشت
چشم حق الیقین و امید داشت

سینہ از عشق داشت مالا مال

دل پر از یاد ایزد متعال

یکدم از یاد حق نہ خالی بود

محرم ستر لایزال بود

حضرت شیخ یوسف صحبت داشت با پدر خود شیخ محمد مردے صاحب دردے پیوستہ با عشق خدا در ساختہ و در محبت مولاد دل و جان خویش را در بافتہ بود - نظم

درد ریائے لاؤ بالی بود
منظر عشق الایزال بود

عامل جلوہ جمال و جلال

نکتہ دان علوم نفس و کمال

نوگل گلشن او و الایصار

تو بہار حدیقہ اسرار

راز دار رموز سبحان بود

جوش موج بحر عرفان بود

خویش را در میان خود نگذاشت

حب غیر از خدا بسینہ نہ داشت

ہست افزون ز حسیطہ تقریر

تا کجا و عسف او کنم تحریر

زاں سبب گوئے سن و عشق بلود

یوسف مہر شوقی مولا بود

حضرت مدوح یعنی حضرت شیخ یوسف بسبب بعضی ہرج مرج بنی آمیہ کہ بابل بیت رسول صمد معصوم وقوع آمد سکونت مدینہ منورہ را گذاشتہ اقامت جبل ہنکار کہ در حوالی قبۃ الاسلام بغداد شریف است اختیار داشتند - اکثرے اہل طلب را حسب تقسیمت در ہنکار فیض دو جہانی و دولت جاودانی حاصل شدہ بہرہ خود فائز گشتند - حضرت شیخ محمد صحبت داشت بہ پدر خود حضرت شیخ یوسف در زمان خویش او حد دہر و فرید عصر از عالم عدم بوجود آیدہ کہ شرح احوال ریاضت و مجاہدات شافقہ آن ولی اللہ کہ لازم سالک طریق طریقت است قلم دو زبان در تحریر آن

عاجز و قاصر۔ نظم
 کیت کک را قدرت کجا تا اندرین میدان
 گو خنگ و دم از پوید درین دست فروماند
 مگر بر حسب قدر خویش آید ضرور این جا
 ہمیشہ لازم احوال ذات آن ولی بودہ
 شمر دے ہر دے خود روز و شب با ہم ذات او
 گئے مستغرق وحدت گئے در کثرتش حیراں
 بہ احوال سازش با خدا اعراض از دنیا

بصد چالاک حستی اگر خواہد کند جولاں
 چہ یارائے تفکر را درین رہ اسب خود راند
 کہ در میدان و صفت او جہالم اسب ہمت را
 کہ جز ذات خدا یکدم درین عالم نیا سودہ
 گئے مشغول ذات او گئے محو صفات او
 گئے زساں ز قہر او گئے بر حسرتش نازاں
 رجوع خاطرش پیوستہ اندر حضرت مولا

یکے الطاف ایزدی بر حضرت شیخ محمد امین بود کہ فرزند گرامیش شیخ الشیوخ حضرت ابو الحسن ہندکای
 از صلیب وے متولد شد کہ شرح مناقبات او در دفتر امرکام گنجیاش ندارد۔

فصل سوم۔ در احوال مربع نشین چار باشر عرت و ایقان منظر جلوہ ہائے جمال مصدر
 تجلیات جلال علم اعلم ادب کاشفت اسرار رب رونق بازار ذوق و شوق محبوب اللہ الباری شیخ
 ابراہیم المشہور ابو الحسن علی ہاشمی در بدو احوال صحبت داشت با پیر خود حضرت شیخ محمد انجمن
 شیخ او العزم بوجود آمدہ کہ اکثر سے طالبان حق و نجبان محبوب مطلق از فیضان خدمت آن عالی
 درجت بنزل مقصود رسیدہ اند۔ چنانچہ آشنائے بکر توحید حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخرمی کہ
 پیر معیت جناب فیض مآب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی ثروت الصدقاتی محی الدین شیخ
 عبد القادر جیلانی اندر رحمۃ اللہ تعالیٰ اعنہ در خدمت آن جناب یعنی حضرت شیخ ابو الحسن علی ہندکای
 مدت ہزودہ سال در خدمت گذاری و فرمانبرداری قیام ورزیدہ محنت کشیدہ متکبرانہ ایشاں

آن شیخ شائخاں اکمل
 ہر چشمہ فیض جاودانی
 لاناے رموز عشق بازی
 بازار محبت الہی
 رنگ گل بوستان طلب
 کو بود بہر خویش افسان
 دانستہ لفظ ہم معانی
 آگاہ ز رمز جہاں گماری
 زویانستہ رونق کماہی
 در کشتن نفس تیغ را آب

تائید کن خدا پسندان	سلطان سر بر درد مندان
بریده ز خویش رسم پیوند	در عشق و محبت خداوند
از غیر خدا جدا همیشه	در ساخته با خدا همیشه
در عشق خدا بغیر انبیا	بد صد نشین محفل راز
عزت ده اهل خاندانها	روشن کن شمع دودمانها
یک گام بوصف پیش راند	شیدیز قلم کجا تواند
ناید ز کس اندرین زمانه	توصیف صفات آن یگانه
زان بوالحسن هست نام نامی	چون بود بنزد حق گرامی

حضرت شیخ ابوطاهر صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ ابوالحسن علی بنکاری غلامه صاحبان صفا و زبده زمره اهل و فایز عرقه شریعت و طریقت را بقدم همت پیمود و از یاد الهی تا که بوده یکدم نیا سوده - نظم

چکنک و صفت آن ذات گرامی	که بکتا بود اندر نیک نامی
ظهور جلوه انظار یزدان	چراغ افزون طاق اهل ایقان
بهار گلشن راز کماهی	دلش معمور از شوق الهی
سرد سر حلقه خلوت گزینان	منور ساز چشم دور بینان
بجز ذکر الهی پیشه او	نه غیر از فکر در اندیشه او

حضرت شیخ موسی صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ ابوطاهر یکی از مردان خدا بود - حب دنیا و عقبی را بمقتله ریاضت و مجاهده مرآت فتمیر خود را بجلی و مصفا ساخته منزل سلوک را طے نموده بود - بعد چند مدت از انتقال پدر بزرگوار خود بکدام سبب بود و باش جلی هنگام را گذاشته مع اهل و موالی رخت اقامت در خط سستان انداخت - اکثری مردمان آندیار از جناب آن عالی تبار بدولت وصول وصال شاید لاریب فائز گشتند - نظم

منظر فیض الهی بود آن مرد خدا	زان سبب هر یک شده اصل بحب مدعا
یعنی خود وصول هر طالب فیض سرمدی	حصه از تائید آن سر حلقه اهل صفا

حضرت شیخ ابوعلی صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ موسیٰ مردی بود صاحب مہمت عالی و در کشف و کرامات شجرہ آفاق۔ اہل سیستان از و غنیم و شریف آستان بوسیٰ آنجناب را افتخار خود میدانستند۔ چونکہ خواست الہی تعالیٰ شانہ چنین بود است شش آب و دانہ کیچ کران دامن اختیار شیخ ابوعلی را بران آورد کہ خطہ سیستان را گذاشتہ مع اہل و عیال در جلدہ مسطور رسیدند۔ ہر گاہ اخبار فیض آثار و دردد آستان آنجناب اندران دیار شہرت پذیر گشت اکثر مرغان خدا و وصیت کہ طلب راہ ہولائے داشتند در صحبت آن خلافتہ اولیاء و آوردند و در سائے آن ملک از تو بگرتا غریب شکوہ بے عدالی سلطان وقت کہ سخت ظالم و بے خبر بود حاضر شدہ بیان کردند و استدانائے دعا برائے انہام پیاد آن بد عمدہ عرض آوردند از آنجا کہ تنگی بندگان خدا پسند خاطر اہل اللہ نباشد رقعہ پند و نصائح در باب عدل و داد بآں بیداد سمت تحریر یافت۔ چونکہ رشتہ اہل آن بدعل را زمان انقطاع نزدیک رسیدہ بود۔ لہذا بیاورد و در پردہ تقدیر جنس تحریر نمود کہ سر بر سلطنت ظاہری نیز در قبضہ اقدار حضرت شیخ ابوعلی دہد قائمہ حقیقی در دست انداخت کہ کرمیت بستہ بجمت دفع آن مفسد۔ مخلوق را جمع نمودہ لوائے جنگ افزاختہ بچون معاون حقیقی بنزیمت دادہ بیخ و بنیاد را از جہاں بر انداخت و خود برائے رفاعت خلق اللہ بر سر پرچم کران نشستہ کوس ہمانداری در خواستہ کشت زار امید ساکنان آند یار را بآبشار عدل و بذل سبز و سیراب ساخت و جہتائے علم و الم ماہی دلتا رعایا بمرہم داد دہی و احوال پرسی اندمال کلی بخشیدہ در آبادی ملک پرداخت۔

چون ابوعلی ز فضل خداوند و جہاں سلطان اول است دریں کہنہ خاک اہل

از و در مان شیخ مشایخ ابو الحسن کز وے بہار تازہ رسب انوار

چون خلاصہ باطن ابوعلی رفاعت خلق اللہ بود ہر گاہ خلف بشید مذاہر ادہ محمد رشید را تارہ بخت و اقبال از افق آمانی و امن رو بد رخسیدن آورد یعنی لائق شہریاری و جہانمذاری گردید۔ سلطان بروز نیک ساعت سعید شاہ از موعوفت را بدست خود تاج شاهی و افسر بادشاہی دادہ شہریار آند یار مقرر و مسلم فرمودہ بچوہ ترک سلطنت و ما فیہا نمودہ بحق شہسوار گشت و چندانکہ عمر باقی بود بریں گذشت۔ سلطان رشید الدین محمد صحبت داشت با پدر خود سلطان

ابو علی چونکہ این خاندان بطن بعد بطناً عالی از طریقہ فخر نیامده۔ سلطان رشید الدین در ابتدائے
 عمر شباب البتہ طریق آسانی را مرعی داشتہ بحسبت ذکر و شغل راه سلوک حاصل کرده بود۔ ہر گاہ
 حکم بند زمین بخش و زیب وہ تحت سلطنت جلدہ کچھ گران گردید آن نو بارہ نگاہش جہاں بانی
 نیز بر آئین پدر شریف خویش ظلم داد وہی ظالم و مظلوم و انصاف غریب و توغر و لشکر نازی
 و رعیت پروری بر اتراحت و داد امور کامرائی را بدستور یاد شاہان حق پرست و حق شناس
 چنانچہ شاید و یا بداد۔

سلطان رشید الدین محمد	درواد وہی زوالد خویش
اندر حق مردمان آن ملک	در عدل نہاد و وقدم پیش
جز عاشق خستہ دل نبوده	حیران و حزین بسینہ ریش
بد خرم و خوش ہمہ رعیت	با خلق خلقین آن وفا کیش

سلطان موصوفت چنداںکہ با خواست خدا بود در رعد چون خالق و خلق تاوک انداز بدت مراد
 بودہ گنگون کامرائی را در عرصہ آسانی و آمان راند۔ آخر کار بر طریق پدر نامدار اندد داد وہی رعیت
 پروری در گوش شہزادہ محمد قطب الدین انداختہ خود ترک بادشاہی دادہ و حب دنیا را از گوشہ
 خاطر بیرون کردہ در کنج انزوا نشستہ در یاد رب العباد مشغول گشت۔ ذنہ گان مہمانی را
 بدین وظیرہ بسر برد۔

فصل پنجم۔ سلطان قطب الدین محمد صحبت داشت با پدر خود رشید الدین۔ با وجود
 میا بودن مواد سلطنت در عالم شباب و شہزادگی طریقہ آسانی را مرعی داشتہ و آنچه طریقہ
 ریاضت و مجاہدہ لازم احوال اہل سلوک سے باشد بجا آوردہ بود۔ ہر گاہ سلطان رشید الدین
 را در پاسے شوق الہی بچویش آمد بر رسم پدر شریف شہزادہ قطب الدین را طلب داشتہ تحت نگاہ
 کیچکران را حوالہ او کردہ جانشین خویش ساخت و خود ترک دنیا فرمودہ گوشہ عزلت گزید۔
 آن در سہر شہزادہ یعنی قطب الدین محمد شاہ در حق رساند و فتح و شریف از اب و جد خویش
 بچوگان عدالت گوئے سہبت رلود و از آوازہ خلق آن تاجدار آبادی ملک از زمان سابق
 چند از چند افزود۔

چنان غم و الم از حال مردمان بر بود
 نہ ہم دزد کسی را نہ محنت شکنہ
 چمن تخمین گل خاطر ہمہ شکفتہ بود
 شدہ ملہم طبیعت یگانہ در اختیار
 بعقل و دانش و فرہنگ رجبہائی
 بوقت جنگ بمیدان بود شیرازیان
 بدل سرور و بجاں خورمی ہمایا بود
 ہیچگونہ الم را دران میان راہ نہ
 زہمیم شاہ خزان الم نہفتہ بود
 بہ بزل وجود توان گفت ابر گو سراہ
 سزا ست گوئم اورا سکندر ثانی
 محمہ بر سر دشمن چو رستم و ستار

چونکہ مناقبات آن بادشاہ عادل را دفتر دراز سے باید پس با حوال دیگر پرداختہ سے آید۔
 چونکہ بہر راں روز با اتفاق حسنہ سیدالسادات حضرت سید احمد توحید ترمذی از وطن ماوطن
 یاشارہ غیبی متوجہ سفر بہ رستخان شدہ حسب الاتفاق مع مستورہ پاکدامن و ہر دو صاحب
 زاد یہ مسیحی بی بی خانم و تاج وارہ بلدہ کیچکراں گشتند۔ ہر گاہ خبر رونق پذیر شدن آنجناب
 در بلدہ مستور سلطان قطب الدین محمد رسید۔ مشرف شدن خود بان خلافت و حسب
 سعادت ابدی تصور ہوا۔ بر طریق آداب فقرا و زمرہ اہل صفات شرف یافت بہ زیارت شدہ
 دقیقہ از وفات قطبیم و تکریم فرود داشت فرمود۔ جناب سیدالسادات از این تاج
 کہ سلطان قطب الدین بجا آورہ بسا مخطونہ و مسرور گشتند۔ روز دوم شہزادہ بہاد الدین محمد
 کہ بزور صورت و منہی آراستہ و پیرا ستہ بود و سعادت ابدی از ناہیہ اش پیدا و
 نمایاں نیز بہ زیارت آن سراج الاولیا حاضر کردند۔ مجر و مشاہدہ بشرہ مبارک آن سعادت
 پیوند معلوم فرمودند کہ این نوکل گلزار ہاشمی آخر کار صد آراستے بزم عرفان خواہد شد۔ در ہوا
 مجلس سلطان متوجہ شدہ فرمودند کہ آن والا گو سر ہنگاری فرزند ترا بفرستد تا آنجا کہ
 کردم۔ شہریار موصوفت ازین مزودہ راحت افزا کہ بسان نیم سخن فخریہ این را کمال شگفتا
 بساط خورمی انگندہ کوس شادی در نواخت در شکرانہ این نعمت کبرا انعام گوناگون ہمایا
 سائتہ بمسافرن و متردین و در دیش و مساکین ہلاکتے تمام در داد کہ ہر کہ ام آمدہ ازین
 نواچہ فراخ برہ گیرد و سہ شود۔ مسندہ است فرادان مستحقان انتشار فرمود و میگفت۔ شعر
 شکر این نعمت عظمی توان کرد عیاں
 کہ شود ہر نہ ہو ہیچو نہ باقم گویا

بخوشی تمام و انتظام مالا کلام اعیان دولت و ارکان سلطنت را طلب داشته مجلس شایانہ
و جشن خسروانہ ترتیب داده در ترویج و عقد مناکحت فیما بین شاهزادہ بہاؤ الدین و را بے نام
بی بی حاج پر داخت - بعد حصول انقراض لوازمات شادی جناب حضرت سید احمد توحہ
رخصت خود خواستند - ہر چند سلطان عرض در میان آورد مقرون اجابت نشد - ناچار ترک
انقیاد امر شریف را مناسب شرط ادب ندیدہ رضائے دادند - ازاں سعادت پناہی
عفت و عصمت دست گاہی سے نیر سعادت پیوند از عالم عدم بوجود آمدند - شہزادہ
جمال الدین و شہزادہ ضیاء الدین و شہزادہ حمید الدین -

رباعی

جمال الدین جمالی داشت چوں بید
ضیاء الدین ضیائے لیلۃ القدر
حمید الدین با این خرد و سالی
بہ بزم اہل خوبی صاحب صدر

رباعی

جمال الدین جمال جاہ و اجلال
ضیاء الدین ضیائے چشم اقبال
حمید الدین بچہ اللہ چہ گوئم
سوائے خرد و رگشت حلال

رباعی

ہر یکے در حسن خوبی بود کیتائے زماں
یوسف کنعان گوئم یوسف مکران بود
دو دمان سلطنت را ہر یکے روشن چراغ
در وجود عقل و دانش ہر یکے چوں جاں بود
اندک نجا تبدیل زمان مرگ بازندگانی در دفتر قضا و قدر مرقوم نساختہ اند - چنانچہ آیت کریمہ
بریں نازل است اذا جاء اجلہم کایستأخرون ساعتہ و کایستقدون ، اُن سیادت
پناہی یعنی بی بی حاج شہزادہ حمید الدین را بھر سہ سالگی بر بستر ناکامی گذاشتہ و دعیت حیات
مستعار را بقادر لایزال سیرد - ہر چند بشاہزادہ بہاؤ الدین غم و الم کہ در رحلت اُن جنت
خرامے دست داد قلم الم رقم در شجر اُن اشک سیاہ میریزد و قرطاس از احراق اُن میسوزد
اما صاحب صفا ہمیشہ در رضائے خدا صابر و شاکرے باشند - شاہزادہ موصوف
نیز بہرہ و شکیبائی پر داختہ باشند باشتغال امور مرجموعہ مشغول گشت - و شہ از بیان حضرت سید احمد

توختہ در پنجاب ضرور - سالک طریق اسلم ناسک سبیل حکم عارف معارف الہی کاشف اسرار
 نامتناہی چشم سیادت را نور سینہ ولایت را سرور حضرت سید احمد توفتہ ترمذی حسینی نسباً
 والا حسب اند نسبت سیادت مرتبت باسد اللہ الغالب شاہ مردان بدین طریق سے رسید
 کہ حضرت سید احمد توفتہ ترمذی بن سید علی ترمذی بن حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید شاہ ناصر
 مدنی بن سید موسیٰ بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امیر المومنین امام المظاہرین
 سید الشہداء شہید دشت کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین امام الاعجازین - اسد اللہ
 الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ - چونکہ سکون و حرکت بندگان خدا موقوف بر ارادۃ
 اللہ است - خداوند حقیقی حب وطن مانوف را از دل حضرت توختہ نحو ساخته عزم سفر
 ہندوستان در خاطر انداخت - بر حسب مشیت ایزدی توطن ترمذ را گذاشتہ اندران
 سبیل گاہے متسیم و گاہے رحیل در بلدہ کچیکران رسیدہ از کار خیر عصمت پناہی بی نی حاج
 ذاعت نمودہ کہ تفصیل این بیان بالا ترقیم یافتہ متوجہ دار السلطنت لاہور گشتند - بعد انقطاع
 مراعل و منازل نور بخش دیدہ امید سکنہ لاہور گردیدہ در محلہ کہ از خلوت گزینی چلہ صبیہ ہائے

موصوف بجلہ بی بیان اشتہار یافت و تا حال محلہ مذکور بجلہ بی بیان مشہور و معروف است
 اقامت اختیار فرمودہ اند - چونکہ اندران مثل انخامہ اولیا در آل مکان دیگرے نبود
 اکثر مردمان خدا دوست از آل یگانہ عصر بہرہ اندوز دارین گشتند و بمراد خویش رسیدند - نظم

وصفت جناب سید سادات را قلم	طاقت کجا کہ یک زہرا راں کند رقم
کمان عارف زمانہ شہ ملک عشق بود	زاں گوئے عشق حق ز مہ عاشقان بود
یعنی کمال حال چنان یافت از خدا	کز دے نمود بیخ گئے یک نفس
گاہے رجوع خاطر من اندر حدیث بود	کہ آن خدا شناس ہمہ محمودات بود
ہر آن و دم بغیر خدا زندگی نکرد	در این مقام ذات گرامیش بود فرد
آن در زمان کہ پابطلب در نہادہ بود	در حکم شیخ خویش بیایستادہ بود

و آل حضرت را توختہ سے گویند کہ روزے شیخ ایشان را طلب فرمودہ - ہر گاہ حاضر شدند
 در حجرہ مسدود ساختہ یافتند - اطلاع رسیدن خود دادن مناسب شرط ندیدہ تمام شب

بروین در حجره ایستاده ماندند که شاید جناب شیخ فرمایند - چونکه هیچ در حجره و اگر دند ایشانرا
 ایستاده دیدند - فرمودند که سید احمد توحته - از بهاں روز به سید احمد توحته آشتیاریافته
 و بزبان ترکی توحته استاده را گویند - بعد چند سال برادرزاده ایشان مسمی بشاه زید آنچنان
 حال و استقلال به در تشریح بیان احوال آری سلاله دودمان کبریا کتابی مے باید - یکم
 از احوال حضرت شاه زید اینست که در جنگ سوانه برهمن قریب سه که وه تن بے سر
 جنگ کرده فتح یافتند - از وطن شریعت یعنی بلده ترمذ شریعت بلا بود آورده در خدمت
 سید اسادات حضرت سید احمد توحته حاضر شدند - حضرت موصوف بی بی تاج
 که دختر خرد آنجناب بود بنکاح حضرت شاه زید آورده بسطرت هندوستان خدمت
 فرمودند - عنیم با شاه زید در قصبه سوانه برهمن یا حضرت عداوت پیدا کرده بسزای
 خود رسید و به ثبوت پیوسته که از اولاد حضرت شاه زید در جوار هندوستان پنجاه و
 دو مکان آباد اند -

فصل ششم - چونکه خداوند حقیقی مے خواهد که کسے را بسوئے خود راه نماید -
 در عشق در دل او پیدا مے کند - بعد انقضائے مدت چند سال از رحلت سیادت
 پناهی شزاده بهاد الدین محمد را در یائے ذوق و شوق بچوش آمد و یاد محبت الهی سفینه
 دل آن بیدل را در تلاطم امواج بحر نا پیدا کنار انداخته بے قرار ساخت - چونکه بجز
 دستیاری صلاح و پایداری نا خدا بسا حل رسیدن کشتی مشکل بلک نامکن - شامزاده
 موصوف را بملاح همدوق یعنی مرشد کامل و شیخ مکمل احتیاج افتاد از آنجا که عقیدت
 قلبی ایشان در جناب حضرت سید احمد توحته در ملاقات اول قرار یافته بود - بلا تامل
 تعطل کمر همت بسته بے تاییانه در دار السلطنت لاہور رسید - حضرت سیادت مرتبت
 دلاسا و نسلی آن عاشق سمرست کرده در ظل عا طفت خویش جا دادند - آن بادشاه شام
 محبت الهی همچو مستر شدان دنا کیش و ارادت مندان عقیدت اندیش در جناب
 سید اسادات عاجز بوده در فرمانبرداری و خدمت گذاری همگی خود را مہر و ف
 ساخت و بمہنته ذکر و فکر و مشاہدہ رنگ و سادس و کدورات خیالات بشری

از مرآة ضمیر زدود و مصفا ساختہ راہ سلوک را بقدم ہمت پیورہ ہموارہ بذکر الہی مشغول
 مے بود۔ روزے آن کاشفِ اسرار نہانی فرمودند۔ اے بہاؤ الدین! درخواست الہی
 چنین معلوم مے شود کہ چندے امر سلطنت را در قسمت شہا قرار دادہ اند۔ عزم خطہ کچھکراں
 باید کرد کہ پدر شہارا بر عادت آبائی وقت ترک دنیا قریب رسیدہ این بار گراں یعنی سلطنت
 بر حسب مشیت ایزد متان مے باید برداشت و برینغ انداز خیر امور کلہا عمل نمودہ
 بداد ہی و حق رسانی بندگان خدا کہ اہم مدارج جہان بینی است باید برداشت کہ در محکمہ جہت ازل والی
 ملک بجز عدل ہیچ نحو اہند پسید۔ ہر چند شیخ بہاؤ الدین از تعلقات دنیوی ہلوتی و اجتناب
 مے ورزید اما در مشرب اہل سلوک از ارشاد مرشد مسترشد را اتقی سوال کہ پو وبال مرغ
 ایقان را مے سوزد و چراغ ناکامی مے افروزد سر تسلیم فرو کردہ عرض کردند۔ ہر چیہ ارشاد شود
 منفر و مباہات این خاک راست۔ چنانچہ سید السادات ازین گفتار مسرور شدہ رخصت
 ساختہ فرمودند حاضر جمعہ ارند فقیر بہر احوال خیر گیر شہا خواہ ماند۔ چنانچہ از آنجناب شرف ترخیص
 یافتہ منزل بمنزل سرت بلدہ کچھکراں مے رفتند۔ روزے در جائے مسی یافتہ
 اقامت گاہ قاضی رفیع الدین عباسی الباشی از امرایان سلطان شمس الدین اورنگ نشین
 دہلی بود۔ اتفاق نزول افتاد قاضی موصوف از طرف بادشاہ تام صوبہ بکر در دست تہمت
 خود داشت چونکہ تہم ورود شیخ بہاؤ الدین در مکان خود دریافت تنظیم تمام دولت ہرے
 خویش بردہ آچہ تو افصح و تکریم در خور آن سلاہ دودان گیرے بود جسے بجا آوردہ بدل خیال کرد کہ
 این چنین شخصے از دودان شاہی و از حسب و نسب بلند باز دست دید یا نہ بد بہت آنست
 کہ عاجزہ خود را در سلک ازدواج آن والا گوہر خاندان ہاشمی غسک سازد و عیار کسب
 از روئے شفقت چنین گفت کہ اے عہد جزادہ بلند اختر سنہ نور محمد کہ آن پادشہ جوستان
 مینکاری را بفرزند ہی خوش اختیار کنم۔ اگر یہ رحلت سیادت پہن بنت حضرت
 سید احمد توفتہ شیخ بہاؤ الدین جامعہ تفرید و بکرید بر خود آراستہ و از ام قیل متغفر و
 بیزار بودہ اما صاحب علم و حیارا با ورزیدان و سرجمیدان از امر شخص خریف نیز شہایان
 مروت نیست۔ ناچار مسئول قاضی رفیع الدین قبول فرمودہ آن برگزیدہ خاندان عباسی این

امر را از مواسب و کرامت ناستنای تصوری در ادائے طریق تزویج برسم من کحت مابین
 حضرت بہاؤ الدین و عصمت پناہی پرداخت بعد ایجاب و قبول جہاز فراوان از حد و
 حلال و اسب و غلام و کینز و خدام کہ در خور مراتب آن امیر الامرا بود دادہ و عریفہ نیاز
 در باب کم بضاعتی خود خدمت سلطان قطب الدین محمد نوشتہ با جہازت تمام رخصت فرمود
 چونکہ از انتقالہ کوچیدہ بالخر و انما فیہیت باین بارگاہ سلطانی پاپوس پدر والا قدر حاصل نمود
 آن شہر بار نیکو شوار بر طریق بزرگان خویش دست رو بر مترکہ مردان عدالیتی دنیا زدہ قوت
 اصرہ شہر یاری نور حدقہ جہازاری شیخ بہاؤ الدین راج شاہی و افسر بادشاہی بلدہ کچکران
 مقرر ساختہ خود بنفس نفیس کچ عزلت و گوشہ خلوت اختیار کردہ در دریافت اوقات ایام
 ماضی کہ در امورات سلطنت از دست رفتہ بود در ذکر و فکر نشستہ در انقضائے مدت
 چند سال بمنزل اعلیٰ شتافتہ و ہمہ حال شاہد لاریب دریانت خوش آن کہسے کہ جہانت مستعار
 در طلب خدا و محبت مولا پیری کردہ و انجام پذیرد۔ گویند ہر کہ در عشق الہی رفت بوہمال
 ابدی پیوست آنکہ بے عشق او نہایت براحوال او باید گزیت۔ شعر
 سلطان قطب دین محمد ازین جہاں عزم سفر نمود سوئے ملک جاوداں
 از عدل و داد زاد فراوان بخود ربود زین دار زو قدم پویہ نہایت گجاں
 فصل مقرر۔ چونکہ حکم الہی تخت بادشاہی بلدہ کچکران سلطان بہاؤ الدین محمد
 گشت آرد نو بہار انگلشن اقبال و توبہاں حدیقہ جاہ و جلال بروہا بائے پدر شریف علمانودہ
 در حق رسائی خلق خدا و توکل و غربا و لشکر وازی و دشمن گسازای عرصہ دہ سال کام رزائے
 شہد مسطور ماندہ اشہب جہانبانی را در ساحت امانی و امان را اند۔ روزے تاسف اوقات
 گرامی کہ در اجرائے امور دنیوی گذشت بر خاطر شریعت جاگرت و مکانات ایام گذشتہ
 متکلم دل شد۔ از زین تشویش آتش شوق الہی در مجر سینہ آن مشتاق زیر خاکتر تغافل
 مدفون بود باشتعال آمد۔ از جوش باد شوق زبان زدوں گرفت۔ آن آتشی کہ زیر تغافل بناودہ
 بود آئین قدیم کہ مرکز خاطر پیشینیاں بود مد نظر داشتہ حضرت شیخ شہاب الدین ابواسقارا
 طلب فرمود کہ برادر حقیقی سلطان وقت بود دانی مملکت ساخت و در انداز لوازمات جہانبانی

و طریقہ رسوماتِ سلطانی درگوشِ جاننش انداختہ شہزادہ حمید الدین حکم نتیجہ سیادت پناہی و
شاہزادہ رکن الدین حاتم نواسہ قاضی رفیع الدین عباسی ہر دور احوالہ سلطان شہاب الدین ابوالفتح
ساختہ ترکِ سلطنت فرمود و شہزادہ جمال الدین و ضیاء الدین را بر نفاقتِ خویش داساختہ
متوبہ کعبہ شریف گشتند۔ **نظم**

آنجناب دل عشق کعبہ گماشت
ہر قدم عاشقانہ بر میداشت
مچو مجنوں بشوقِ جانانہ
مے خرامید مچو مستانہ
چونکہ در منزل مراد رسید
دوئے مطلوب خویش آنجا دید
ماند مچو منظارہ مدتها
در حرم از خودی خویش جدا

ہر گاہ مشتاق را از عالم استغراق حالتِ صحو عاید حال گشت عنان عزم بجانب وطن مالود
معلوف ساخت۔ چونکہ در خطِ مین ہدایح رسید بہاری صعب عاید حال مزاج شریف
آن عصر لطیف گردید از آنجا کہ در مشیت ازلی چنین قرار یافته بود۔ ہماں جا مرغِ روح را
از قید غنصری باوج اعلا بقائے پرواز داد۔ چنانچہ مزارِ فیضِ آثارِ آن خلائقہ ادبیا دستودہ
بارگاہِ خدا در خطہ مسطور مشہور است۔ شہزادہ جمال الدین و ضیاء الدین مجاورتِ پدربزرگوار
را اختیار داشتہ خطہ مین را وطن خود گرفتند۔ چنانچہ اولادِ مجادراں ہر دو ہما جہرا دگاس
در آن جا سکونت دارند۔ ہر گاہ سلطنتِ خطہ کچھکراں بر سلطان شہاب الدین ابوالفتح
استقرار یافت آن رحیم دل نیز برو تیزہ آبائی شبوہ عدل دراد از دست ندادہ در ہما جوئی
بندگانِ خدا و آسائشِ ہما کوششِ بلع بکار برد۔ چرا کہ مے گویند۔

از شاہ بجز عدل نہ پسند مجتہد
بسیر خدا خلق پیے عدل چاہا

سلطان شہاب الدین مدتِ دو سال کامروائی تختگاہ کچھکراں اندہ موردِ آفرینِ افریدہ گردید

بعد انقضائے مدتِ مسطور بر عنق کہ حاصل پیامِ اجل بود مستبش شد، مایوس گشت۔

رفتہ دامید او چوں دو بکوتاہی نہاد
دید طشتِ غم را از یامِ سلطانی خاد

نقدِ آمال و امانی سے بی دوستِ اجل
نے کئے یار و نہ یار اند ہیں بس

ہست بر تختہ شدن از تختِ چوں کم بقیم
ہر کہ آمد در جہاں و ہر کہ آمد در بزا

ملہم غیبی ہمیشہ سے دید ہر سوندا
آنکہ عاقل شدیدیا عاقبت زیاد داد
آن شہ عادل ذراواں زاد راہ اخروی
کردہ اے فرحت فراہم بردہ با خود شاد و شاد

چونکہ قدرے از حیات باقی ماند شہزادہ حمید الدین ابن سلطان بہاؤ الدین را طلب فرمودہ تاج
شاہی بدست خود بر سرش نہاد۔ گفت امانت پدیر شریف شہا الحمد للہ کہ سلامت بہتار سپید و
دست شہزادہ ابوالبتقا کہ سہ سالہ بود د ملک سرور کہ بہ یک نیم سالہ بود بدست سلطان حمید الدین
دادہ سپرد۔ تعلیم و تادیب و پرورش فرمودہ و دیعت حیات مستقار را بقادر بچوں سپرد۔ احوال
ابن ہر دو شہزادگان در آخر باب چہارم سمت ایراد خواہد یافت۔

باب سوم

یرا حوال طبقہ ثانیہ بزرگان مشتمل بر ہفت فصل

فصل اول۔ سلطان حمید الدین صحبت داشت با پدر خود بعد عم خود سلطان شہاب الدین
ابوالبتقا بر تخت سلطنت خطہ کچمکراں نشستہ پیرہ افروز شاہد جہان بینی گردیدہ باب عدل و
انصاف گلستان جاں را تراوت تازہ و نصارت بے اندازہ بخشید۔

رسم ظلم و ظالمی در عہد او شد منقطع
دزد و درہزن ظالم و فاسق نماندند جہاں
سلطان حمید الدین ہم حکم الہی عرصہ ہشت سال علم سلطنت دلوائے جہان بینی کچمکراں برافرا
در استرہنائے خالق و خلق کو بخشید۔

خدا شناس حق آگاہ حق گزین یقین
منفع خلق شد سے صرف تا توانستے
چہ از وسیع و خربین و ز شہ و بازاری
ز بوع سینہ خود حرف خزن بزودہ

خدیو کشور دل آن شہ حمید الدین
مدام خلق خدا را عزیز دانستے
بند بخاطر آہ گاہ خلق آزاری
بزیر سایہ او خلق بود آسودہ

یامرنبی ہمہ کار سلطنت مے کرد
عیاں معاملہ فہمی نہاں دلش پرورد
غضب اگر کسے کر دے برائے حق کر دے
وگر نہ پیمہ کسے را گے نیاز رودے

چند در اشغال امورات دنیوی بحسب ضرورت مشغول بود۔ اما پیوستہ خاطر بر آں داشت
کہ از لوث حیفہ تکثیفہ دنیا کہ مبدع حرص و ہوا است دامن بہت خود را بآب ترک
شست شود بد۔ چونکہ ارادہ عید در ارادت اللہ وجود سے نزارد پس تاکہ مستقیمت او بر بندہ
ظہور جلوہ گر نشود مکن نیست کہ از دست بندہ چیزے بر آید۔
ذره جز ارادت اللہ نبرد سوائے روز روشن راہ

ہر گاہ خواہش ایزدی بریں رفت کہ آں برگزیدہ دارین را بخلیہ عشق و محبت خویش زینب و
زینت دید۔ سببے ہیا کرد کہ روزے آں شہریار ذوی الافتدار در سیر و شکار و ہیدائی
مشغول بود۔ چونکہ آفتاب عالم تاب از تماشا مے شش جہات خاطر پرداختہ خواست
کہ پردہ لعل گون شفق بر در یک شام فرو ہشتہ متنوازی گردد۔ بادشاہ نیز عنان بارگی بہت
دولت سرائے بیچمد۔ چونکہ نزول ہایونش در جواب گاہ امتداد چہ مشاہدہ کند۔ کینزیکہ
بر عمدہ فرش گستری و خدمت آنجا متعین بود بر بستر استراحت سلطانی خوابیدہ سبے ادبی
کینز پسند خاطر اشرف نیامد غضب ناک شدہ فرمود آں کینز سبے تمیز را کہ لوح پیشانی شش
الفاظ المعنی از ادب و جا سواست۔ چنان تہنہ و تنادیب دہند کہ موجب عبرت دیگران
گردد و بجز و ہذور آں ارشاد آں بیچارہ گرفتار عذاب الیم و زجر عظیم گردید۔ در مین غم
شلاق بسوائے سلطان دیدہ خندہ تمقہ بز و بادشاہ آں خندہ بیگاہ را حمل برے باک
بے حیائی کینز تصور دیدہ بغضب تمام بانگ برزد کہ اے بے تمیز اگر موجب خندہ
خویش راست نخواہی گفت بخدا دست از جان خواہی شست۔ کینز اسباب و سبب نیاز بر
زمین عجز و انکسار سودہ عرض کرد کہ اے ظل اللہ باندے کہ جان ما تو در بید اختیار دست
خندہ من بر نیزگی قدرت ممل قادر است من مسکین کہ کمتر از یک ساعت بر آرام گاہ تو
استراحت وزیدہ ام۔ احوال من چنین شد کہ نصیب بچکس مباد منت ایزد راست کہ
مرکافات آں راحت قلیل را از من بے چارہ بدنی گرفت۔ تو کہ تمام عمر بر آں گزاردہ حرام

احوال تو در حساب گاہ عمل چه خواهد بود۔ بجز دعا و استغاثی این کلام حیرت الیام کہ فی الحقیقت ندائے
غیبی بود از ہوش برفت و از کمال حیرت غرق عرق الفعال گردید۔ تا اسم لاریب آنچه در قسمت
کنیز کردہ بود دادہ ہماں وقت از او ساخت و خود سر بگرہاں تفکر فرو بردہ شب باقی ماندہ را
در اضطراری و بے قراری گذرانید۔ ۵

پریشان و حیران و زار و تزار نہ آرام در دل نہ در جاں قرار
ہمہ شب باختر شماری گزشت بوم خیالات دیوانہ وار
چونکہ زاع شب روئے پرداز سوئے آتش پانہ عدم آورد سلطان خاور کہ کناست از آفتاب
است رخ نورانی خود را از دریچہ صبح بیرون آوردہ تا شاکن جہان دہا ہیاں گردید۔ سلطان را
نیز دہشتہ کہ از گفتار کنیز پر تمیز در خاطر شریف جا گرفتہ بود خواست کہ مکانات آن در
سیر و شکار خوشی حاصل کند و غنچہ دل کہ از تنگی احوال شبنہ مقبوض بود شکفتہ سازد۔ ہر چند
تا شاکنان صید افگناں در دشت بیاباں میگزشت اما سخن کنیز نیز لمحظہ لمحظہ ناخن زن دل
آن بیل و دمبدم ہوش از دماغش مے ر بود کہ بیک ناگاہ آہو برہ از پیش گاہ سمندہں خدا
اگاہ بر غلاستہ رو بدو دیدن نہاد۔ سلطان حمید الدین کمان بدست و تیر بزہ آوردہ عدان
شہدیز را از کشش دست رہا کردہ چنداں دوانید۔ کہ احدی از امیر و لشکری در رکاب آن
قبلہ از باب نماند۔ خواست کہ تیر از شست دست بر آہو برہ رہا کند۔ در عین دیدن
بسور اخ گور مے خرید۔ از انجا کہ عادت آہو وغیرہ نیست کہ بسور اخ زمین در آہند و جائے
گیرند۔ بادشاہ را ازین معنی حیرت افزود و تعجب روداد۔ بسبب تمام از خانہ زین بر
روئے زمین آمدہ آن گور را بہر و تیشہ بکا دید از آہو برہ اثر مے یافت چہ مشاہدہ کند
کہ۔ بیتے است تازہ و کز دم مشاہدہ غوک کلاں بردن شستہ علی التواتر بر پستانیش نمیش خوش
بہزند و از ان درد تمام اعصاب او در ہم کشیدہ میشود۔ آن رجم دل کز دم را بگوشہ کمان آوردہ
دور تیر انداخت۔ ہر گاہ کہ بازیس آمد کز دم ہماں جا بود۔ غرض آنکہ سہ بار ہمیں طور لعل
آورد سود نکرد۔ دانست کہ این کز دم فرستہ ایست بجمت عذاب میت۔ ازین
معائنہ حیرت روداد کہ ساعتی از خود برفت۔ لیکن بہر طریق فراہم شدہ گور مذکورہ را بناشت

سوار شدہ خواست کہ از کیفیت صاحب گور آگہی یابد۔ بقریہ کہ نزدیک بود اندران
 رفتہ مستفسر احوال او شد کہ صاحب آن گور کسیت بہ دوچہ کار بود۔ عرین کردند کہ رئیس
 این دہ۔ بجز دستماع نام ریاست طائر پوش از آشنایانہ دماغ آنچنان پرید۔
 خواست کہ از زہ زین بفرش زمین تکیہ زند۔ از آنجا کہ لباس بے حوصلگی بر تمامت مردان
 باوقار و پادشاهان ذوی الاقتدار نازیبا است۔ بجز تمام خویشتن را ذرا ہم ساختہ مشوش
 و متحیر ز نام اسپ سمست شہر گردانید۔ چونکہ تقدیر قادر قدر بریں قرار گرفتہ بود کہ آن شبانہ
 آشنایانہ رئیسین جہانبانی را بسوئے اوج لاہوت ترغیب پردازد۔ از معائنہ عذاب میت
 رئیس دہیہ و سخن کینزک کہ مابین حق و باطل سبب تمیز بود آتش شوق الہی کہ در محراب سیدہ بکینہ
 آن پاک نہاد زیر خاکستر تغافل موقوف بروقت پنهان بود زبانہ زدن گرفت و بجز عشق و
 محبت شاہد حقیقی ہیچوں دریائے شور بشور آمد۔ اندران احوال قائم توفیق سبحانی خاطر آن
 سر مست بادہ شوق را براں آورد کہ از سلطنت و آنچه علائق دنیا است اجتناب ورزد
 و ترک دہد۔

آستین افشانند بر دنیائے دوز
 بختنبد شد زہ چو مردان خدا
 گانہ اندامی کشف بالافتقار
 ز کبر و اوراد و نماز و رادہ
 نیز از بارین عالم بجا مشرک تراست
 دہ دنیا را سہر حرم گنہ
 چون نیاید تہہ نیست از لعل

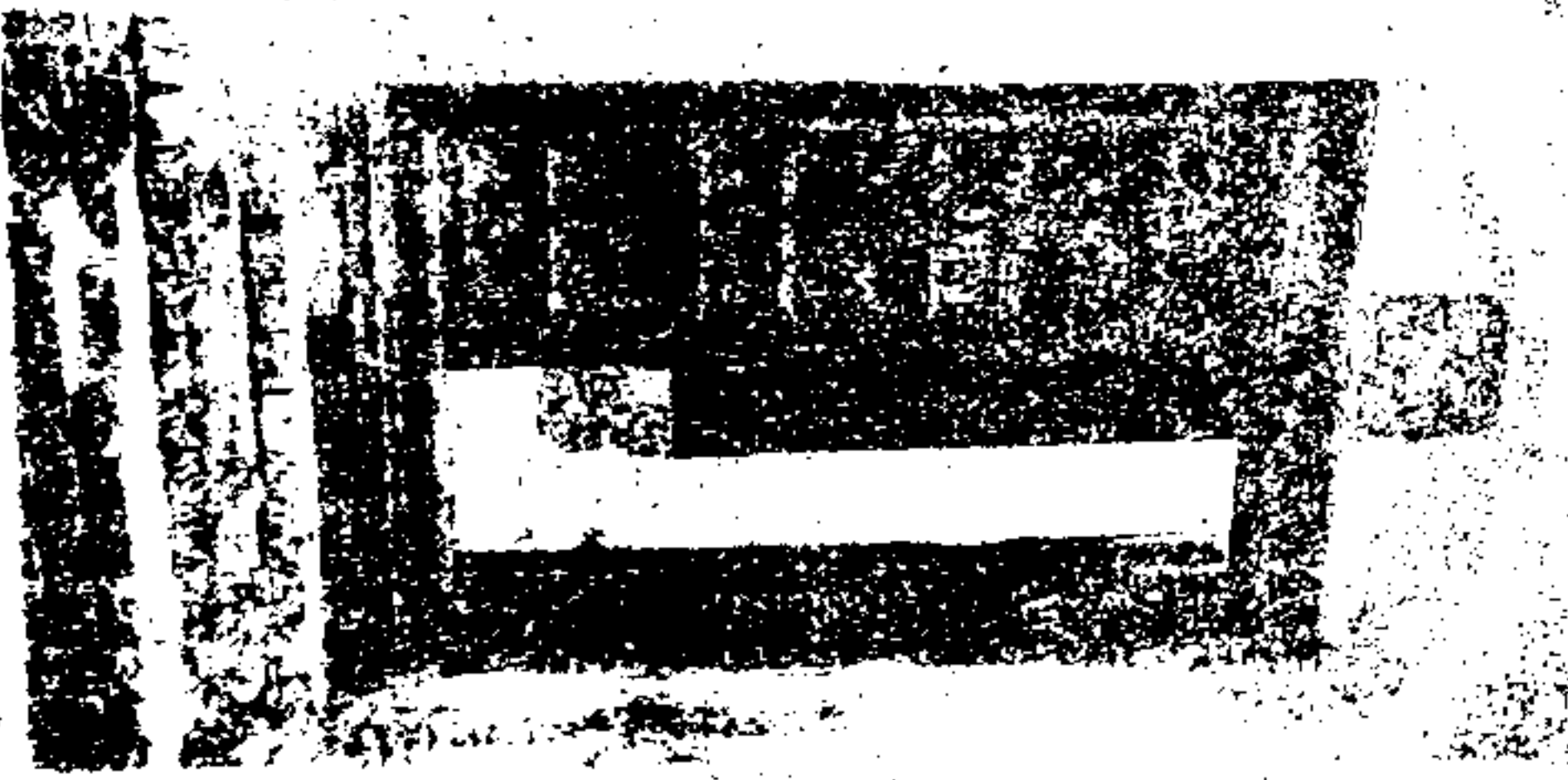
چوں بچشم آمد جب مال اوربوں
 پست پا زو بر رخ آں بے وفا
 چوں بہر مذہب برہ واجب طلاق
 حب اورا موجب تیرمان دہا
 تا کہ حبت آں کسے را در سراست
 گفت پیغمبر بدان اس مرد راہ
 دادن سلطان ترکش آنچنان

بر مردان روزگار و روشن تعمیران آری الا یشارہ پوشیدہ نیست کہ شاید لاریب سرگرا
 منظور عیش و نجات خویش می سازد۔ اول حسب غیر خود را از دل او عمومی نماید کہ آتش تراک
 در طریق محبت جائے ندارد۔ چونکہ سلطان حبیب الدین را محبت خدا در دل جا گرفت و
 عزم ترک سلطنت و مایہا در خاطرش متکثر گشت۔ ہم زادہ خود را بہر اولادینہ کہ فرزند

سلطان شہاب الدین ابوالبقا بود قائم مقام خویش ساختہ اندر ز امورات دینی و دنیوی کہ
در خور امور سلطنت می باشد فرمودہ پر مستدر ریاست و تخت جهان داری بلکہ کچھکراں
نشانند و خود دست از نشانین افشانندہ جام بیامی تجرید و تفرید گردید و ہر دورا بر خود
حرام پنداشت و بر عدیت نبوی عمل فرمود۔ قال م۔ اللہ نیا حرام علی اہل العقیقہ و ہما
حرامان علی اہل اللہ تعالیٰ، چونکہ شوق الہی از دل آجناب مثل ذارہ آب جوش زدن گرفت و
شکر بے قراری ہجوم آوردہ مطلع صبر و شکیبائی را بتاراج برد اندرین احوال آن تارک الدنیا
را احتیاج بہ رشد کامل در ہر تکرار کہ در جناب اعلیٰ بخش سابقہ داشتہ باشد افتاد۔
پاز ہیری نمودہ بمنزل مقصود رساند۔ بر آرزو حاجات ہوائے نصیحت سید السادات
حضرت سید احمد فخرتہ تری کہ نامائے ایشان وہم مرشد والد بودند در خاطر حضرت
سلطان التارکین انداخت و صحبت آن آشنائے بحر عرفان در دل جا گرفت۔ پشت
بر روی تعلقات ماسوائے اللہ دادہ سبکے تابانہ پا از سر و سرانہ یا نشاختہ مع محل بی بی
سفیہ بانو بیست حمید علی شاہ سیستانی از اولاد رستم و ستان عازم دار السلطنت لاہور
گردید۔ از آنجا کہ خاطر حضرت سلطان التارکین باطل تجرید ظاہری و باطنی بود بہ منزل چند
از بلکہ کچھکراں قدر سے بیماری دامن گیر آن پاک دامن یعنی بی بی سفیہ بانو رونما گردید۔
در عرصہ قلیل از ہماں مریض جان خود را بجاں بخش حقیقی باز سپرد۔ حضرت موصوت از پیہر
تکفین آن جنت خرامی فارغ شدہ دوگانہ شکرانہ الہی بجا آوردہ متوجہ حضرت لاہور گشتہ۔
چونکہ عاشق را بہر محل دوی و نامیب درد عبوری نمی باشد بعد قطع منازل شرف پاوس حضرت
سید السادات حاصل نمودہ عرض احوال خود در خدمت آن سفینہ بحر عرفان در مریض
بیان آورد کہ ابن گمشدہ منزل مقصود از علایقات دنیا دست افشانندہ و ترک دادہ
دامن اخلاصہ او نیاگوفتہ رجائے وائق آنست کہ بمتوجہ آجناب بر مراد خویش فائز گردد۔
حضرت موصوت بہ سلطنت تمام فرمودند کہ اسے در خور تشریف بخش ایزدی اگر عزم سیر
سبزہ زار و صل بار داری باید کہ بلبل اساتیرانہ لائے ہوش یا یعنی بشغل پاس انفاس و بد کہ نقی
آیات مترجم باش تا از درد بہمن دہلے ہجر رہائی یافتہ بہ بار اردی بہشت کہ موجب شگفتگی



مزار حضرت سید احمد لودھی نزدیکی ڈرلا ہو



دورانہ پیر میں مزار حضرت سید احمد لودھی نزدیکی ڈرلا ہو

ملحقہ مکان نامی محلہ چلہ بی بیان - لاہور

گھلے وصال و بعثت نصارت سبز زار حال است فائز گشته بیره اندوز مراد شوی جنت
سلطان التارکین تسلیم و نیاز فرو کرده عرض کردند۔

بر رہے کہ گردانی زنگ ہے روم تابانہ سبز بچم نہ گما ہے
غرض آنکہ مدت کثیر کرمیت و ارادت چست بستہ در رضا جونی آن جنتہ روزگار بیل و نہار
بسر بردہ بمصقلہ مجاہدہ در ریاضت زنگ مرآة ضمیر زدودہ جہاں جہاں فیض و تصفیہ حاصل نمود
ہنوز انکشاف بعضی عقدہ سررشتہ سلوک باقی بود کہ احیاناً نہ عیب شدہ لایق مزاج پیدا
گردید۔ آن تارک دنیا یعنی سلطان حمید الدین ساکم بادل حزیں و خاطر اندک گنہین عرض کردند کہ
یا سراج الاولیا اگرچہ فیض مردان خدا در عالم حیات و ممات مساوی است۔ اما بحکم اشکال
حقیقت کہ حسب القسمت ہنوز حل آن در نصیب این بدست تیر بجزاں نشدہ دار
دوست بیعت ملت نیز برہ بردہ دریں امر چہ فرمایند۔ فرمودند کہ زنگ حمید این بقید نصیب
تو در خاندان سرور رویہ داشتہ اند۔ بعد انقطاع این کلام سفر گزین دار آخرت گشتند
و در محلہ چلبہ بی بیان مدفن گویہ آنحضرت قرار یافت۔ حضرت سلطان التارکین در غم رحمت
آن سید السادات این ایات میخواند۔

درینجا کہ آن سید پاک ذات	شریف زماں اشرف کمالات
رہود از سرم سہیہ خویشین	مراداد در دست سراج ذوق
اگر جہاں و ہم اندرین غم سزا است	وگرتہ قیامت بگرم رواست
دریں درد و غم من نگریم پرا	کہ نانا۔ ئے من بود ہم پیر ما
دریغا دریغا دریغا دریغ	کہ ہر من ذہ شکر درین دنیا
زبون شد من روزگار زبون	شدہ روز امید من تیرہ گون

حضرت سلطان التارکین بعد انقراض لوازم تعزیت برائے آن حضرت قبیلہ ارباب کمال کو
اشحاب عالی صاحب سوز و درد شمع شادمان سرور و شیخ الشیوخ شہا سب الدین
سرور دی راہ پیمائے قبیلہ اسلام بغداد شریف شہر گاہ در عوالی بغداد شریف
از غلبہ شوق سہ شبانہ روز از ہوش رفتہ بہت فرق بحر شہود ماندند۔ حضرت شیخ الشیوخ بارشاد

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ایشان را طلب فرمودند۔ چون عاشق را تاب نامل نے باشد
 در ملازمت اول عرض کردند کہ یا سر حلقہ اولیائے کرام این سوختہ آتش عشق مبتلائے سحران
 محبوب مطلق یا رشاد سید السادات از لائور شرف یاب این جناب عالی شدہ در حیات
 مستعار کہ بے ثبات و ناپائدار است اعتبار کے نیست مبادا فرصت دست نہ بد و
 غنچہ مراد ناشکفتہ ماند۔ امیدوار است کہ بشرف بعیت ممتاز فرمودہ عقد ہائے سررشتہ
 سلوک را بناخن توجہ وافرماند کہ مخبر دست منسرق از نعمت خانہ آن کریم الطبع بے پیر
 ناند آن نو بہار گلستان مشیخت غنچہ آسا متمسم شدہ بشکفتہ پیشانی فرمودند کہ اسے زمرہ
 مشتاق پیر بعیت شہا ہنوز از عرفہ عدم و راحت وجود قدم نیاوردہ۔ حضرت سلطان التاریخ
 یاسینہ چاک و دیدہ غمناک لب ادب و سر نیاز بر پائے مبارک سودہ عرض کردند طبعی کہ مرض
 مے شناسد دوائے نیر مے داند توقع کہ از اسم مبارک آن شیر بیشہ ولایت الکی بخشند۔
 فرمودند کہ نبیرہ فرزندم بہاد الدین نوکر یہ ملتان کہ اسمہ رکن الدین خواہد بود چونکہ باین بشارت
 خوش اشارت متبشر گشتند ہاں زماں دست بستہ عرض کردند کہ این مبتلائے درد اشتیاق
 و سرگردان وادی فراق تا شرف زیارت قدوم مہمبت لزوم آن بزرگوار جائیکہ خاطر مہمبت
 را حاصل آید زاویہ نشین کنج خمول خواہد ماند۔ جناب شیخ الشیوخ مسؤل ایشان را بسمع و منا
 جا دادہ بہ تبرک مصلائے خاص مفتخر ساختہ رخصت فرمودند آن دل بستہ محبت خدا
 عمان اختیار بدست مختار دادہ عازم بلندہ فاخرہ حضرت ملتان گردید۔ اہل بر رسم
 فقیران آزاد منش در ہر منزلی و مقامی کہ لذت یاد الہی دامن میگرفت رخت اقامت
 مے انداخت۔ ہمیں طور گاہ مقیم و گاہی رحیل بتماشائے تجلی صفائی کہ صنایع بدائع الہی اندر رفت
 روزے گذر ایشان بر بلندی افتاد کہ وسعت آن بسا خوش نمائے و پر فضا بود پسند شریف خاطر آمد
 خواستند چندانکہ در مشیت ایزدی است دریں مقام دلکشائے گلگون عزم را در طویلہ اقامت بستہ
 منتظر طیفہ غیبی باید بود بیک سمت آن بلندی آزادانہ قرار گرفتند۔ اندراں مکان جوگی بود۔ در
 کمال فقر مشہور و علم کیمیا نیز شہرت تمام داشت۔ اکثر مردمان آن دیار مطیع و متقاد بودند۔
 در چار سوئے آن مکان تفرج گناں مے گردید کہ نظرش بر جمال سلطان التاریخین افتاد و چہ بیند

مردے مسافر فلک زدہ روزگار زیر سایہ اشجار شسته خواست کہ بطورے مستفسر احوال پر طلال
 این اسیر کند خیال شود کہ آیا تاجرے است گم کردہ سامان و یا یاد شایے است از کدام ولایت
 گریزاں۔ بنا بر امتحان چند آثار طلا با خود بردہ پیش کش نمودہ گفت کہ اے گمشدہ باد یہ تفکر و
 اے مستغرق بحر تحیر زمانہ تا ہنجا رہا ہر صغار و کبار یکساں و ہوار نے ماند غم مخور و این پیش کش
 درویش را زاد راہ خود ساز بر آندہ حاجات و کشتائندہ مشکلات مراد تو حاصل نما۔ ان
 تارک الدنیا از خلق و تواضع جوگی محفوظ و مسرور شدہ فرمودند آفریں صد آفریں بر علو ہمت
 تو رب العالمین جز اے خیر دیدہ و آن طلا را بدریائے کہ متصل جاری بود انداختندی القلب
 جوگی گذشتت این مرد کہ در بے نیازی یکہ و فرد است از دو جہت خالی نیست کہ میاگرست
 دریں احوال و یا فقیرست صاحب کمال برائے دریافت این احوال سوال کرد کہ اگر این طلا
 بکار شما بود از انداختن چہ سود۔ بجانب جوگی دیدہ خندیدہ اشارت انگشت سولے دریا
 کردہ این کلمات بر زبان فیض تر جان راندند۔ مانک مدنی نے دیکھتے ہی پر ابھرت سولے
 اشارت انگشت ہماں بود و شق شدن آب دریا ہماں چہ بیند تہ دریا از طلا و مردارید پُر
 است۔ جوگی از خیالات خویش متنبہ شدہ بر پائے مبارک افتاد۔ ہادی مطلق دل اورا
 از ظلمت کفر بنور ایمان منور ساخت کلمہ شہادت گویاں بر خاموت۔ ہماں وقت لباس
 جوگیانہ دور کردہ بر خود جامہ اسلام بیاراست۔

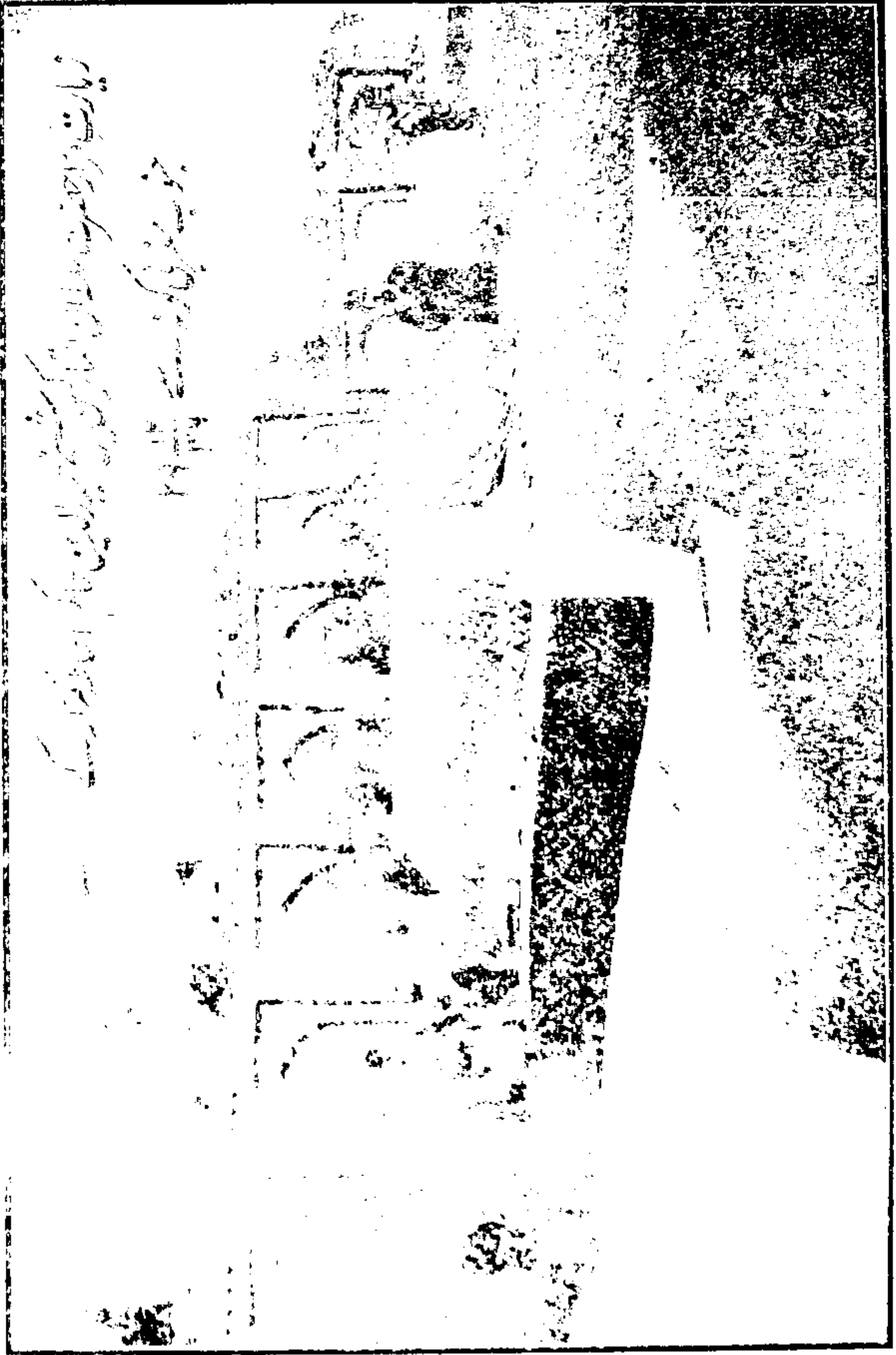
دل تیسرہ را روشنی داد حق	ز چشماں او دور کردہ ترق
یہ آن کور دل نور ایماں بداد	برویش چہ ابواب رحمت کشاد
ز شرکِ خفی و حلی وار ہاند	گل صدق از شجرہ دل دماند
خدا کرد عین الیقین ہماں	منور بنور یقین شد دلش
دیدنوش بر ہاند از سرد میں	ز بے قارے کماں با فصال خویش
ہمیشہ دامن آئینہ از شے جداست	کدام است آن نوش نام خداست
لیکن ذکر ہو در خفی و حسی	چو خواہی کزاں ہمیشہ ایمن شوی
بجانت فروزد چراغ ہدا	دید ذکر ہو شمع دل را عنیا

دلانا توانی خدا خواہ با شش
 خدا دانی این است لے مرد راہ
 چو صنایع بہ بینی نہ نمود پرست
 چو در صنایع بے صنایع بنگری
 کشف چشم دل صحت او بہرین
 نور دل تو ز نور و سبے است
 بیابین چشم حقیقت شناس
 بہر جا ظہور ہماں آفتاب
 بہر شمع یک آتش کارگر
 ز پیدا و پیمان ہوں یک عیان
 بجایم خدا بینت لے کامیاب
 تو ہم نور او اسے حقیقت شناس
 شود ہر چہ روئے دولت ہمان
 دید و میدم جلوہ تازہ
 چو معشوق طراز در ہر زمان
 نگے و انما بد نہ پردہ ہوں
 بہر غیب تو جلوہ نوئے دید

نہ چوں خود پیتن خود آگاہ باش
 بہر صنایع در صنایع کن نگاہ
 گواہی از و میدم بہر چہ است
 ز حیوان درندہ افتادہ سرتی
 ز آب و گلت آفرید این چنین
 بہر شمع کہ بینی ظہور و سبے است
 ظہور کدام است در ہر لباس
 بہر ذرہ نور ہماں آفتاب
 زہر آتشی سر زدہ یک شمرہ
 بسیر جلال خود اندر ہماں
 زہر ذرہ تا بد جدا آفتاب
 جدا کن زہر آفتاب اقتباس
 تجلی کند حق بطور دیگر
 بر خسار جانم نہ نمازہ
 بصد نماز سازد رخ از تو ہماں
 کند حال عشاق زار و زبوں
 ترا نماز تو سوئے خودے کند

اللہ اللہ کلوی قلم کجا بود و کجا رفت این وادی را پایا نے نیست کہ بہ تیز پانی کیت نکل
 طے نودہ آید و بسیر تو ایں بردہ باید کہ عنان شبدر قلم پیچیدہ بہ کھر بیان پیشنہاد پر داختہ آید
 اں اسلام گزین مکان خود را کہ تا حال تشبہ حضرت مومنان آباد و بہ مزار فیض آسمان
 حضرت سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم حمید الدین ابوالغیث افتخار و اشتہار دار
 نذر حضرت موصوفت کردہ از جناب حضرت ممدوح بخطاب غلام رکن آید بن معزز گشتہ
 یکے از اولاد سلطان حاکم کے مزار کی مجاور علی آتی ہے (نامی)

لے قلم تعمیر کرنے والے راجے سے اس کے لئے بنا کیا۔ لہذا اس نام سے موسوم ہوا۔ (نامی)



ریاست بہاولپور کا ایک عجیب و غریب منظر
جو بہاولپور کے قریب ہے

واقعہ مو مبارک ریاست بہاولپور

فصل پنجم در احوال بدر فتن سلطنت خطه کچمکران از قبضه سلطان

ابوالبغه عم زاده حضرت سلطان التارکین

بعد مرور چند سال او سجانہ تعالیٰ خواست که مرہ شطرنج سلطنت بلده کچمکران در دست دیگرے دند۔ اکثر تقدیر پہلو سے دیگر زد کہ اولاد سلطان سابق دست ثورت یافته سلطان ابوالبغه جنگ برپا ساخت۔ بعد جد و جد بسیار سلطان موعودت راکت جنگ نمانده آخر کار مع سلطان سرور برادر خرد و موالی قرار برقرار اختیار کرده رو بجانب لاہور نهاد و سلطان شمس الدین دانی دہلی ملائی شد۔ آن سلطان والا شان تو اٹھج و تکرم تمام در طلب حمایت خویش جا داد۔ چونکہ تلمظ سلطان شمس الدین از حد زیاد یافت ایاست دارالسلطنت لاہور اختیار فرمودہ مکانے برائے بود و باقی خویش بنا کرد کہ تا عدل یا اسم تلبغہ اشتہار دارد و شہرے در بار ساندڑ کھوکھر مسمی برسوں پور سانسگله آباد کرده ملک سرور کہ برادر حقیقی سلطان ابوالبدتہ است۔ چنانچہ مزار ملک سرور مشہور بسوک سرور نیز در آن جا است و سلطان ابوالبغه در جنگ ویرجودہ جھٹیاں کہ سلطان شمس الدین برپا ساخته بودند شہرت شہادت پشید۔ ہر گاہ سلطنت کچمکران ازین نامان بدر رفت برادر حقیقی و سلطان التارکین مسمی بپنج عالم مع والدہ شہزادیہ خویش بنت رفیع الدین عباسی و عم حقیقی آن ذات شیخ تاج الدین احمد مع اہل و عیال وارد قبضہ موثرہ این گشتہ بدلات سلطان التارکین مشرف شدہ رخت اقامت انداختند۔ چون خبر ورود آن سوختہ آتش عشق یعنی زخم شیر شہزادہ والدہ اش بقاضی رفیع الدین عباسی رسید۔ پانزدہ دہیہ از سر کار بطریق آواز آمد۔ در خدمت حضرت موصوفت باین مضمون نوشت کہ آن سلطان التارکین بہت سبب من الویوہ تعلقات دنیا کارے نیست۔ اما این ایتمہ قلیل کہ لائق خادمان شہرت است۔ برائے خرچ نک والدہ شیخ عالم عوض داشتہ آید کہ لفظ ابارا در میان جاورد، قبول فرمائند۔ چونکہ ادب فامنی موصوفت نیز نقش خاطر خاطر بود دست رو نزد سلطان است مذکور بہ یکے

از خادمان حوالہ فرمودند قضا را در دیہ از ازاں دیہات قدرے ایئمہ فقیر جناب سالک مسالک
 شریعت و طریقت و ناسک مناسک حقیقت و معرفت رنگ زدائے مرات دل مشکل کشا
 ہر مشکل سراج العارفین شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا اسدی الملتانی
 بود فقیر مذکور از عاملان دیہات بنا بر کشش بعضی وجوہات رنجیدہ شدہ در خدمت حضرت
 شیخ الاسلام قدس سرہ موجب رنجش خود در معرض بیان آوردند کہ صاحب زادہ حضرت محبوب
 باری شیخ ابوالحسن علی ہنکاری کہ از عرصہ چند مدت کہ بر بلندی تھو کہ قبل از تصرف جوگی بود
 و ز دست اں بزرگوار توبہ کردہ دین اسلام اختیار نمودہ اں مکان را نذر ایشان کردہ قرار داشت
 دریں سال قاضی رفیع الدین عباسی پانزدہ دیہ بطریق ایئمہ از سر کار بھکر برائے خرچ خادمان
 اں چراغ و ودیان عظمیٰ نذر کردہ حوالہ دار اں متعرض بعضی وجوہات یائمہ این خاندان میشود۔
 در رقمہ سفارش اں صاحب زادہ میخوام۔ جناب مخدومی عرض درویش را بسمع رضا جا دادہ
 دفعہ بہ این مضمون مرقوم فرمودند۔ بعد حمد قادر بیچوں کہ ستائین در قبضہ قدرت اوست تعالیٰ
 شانہ و درود بر رسول اکرم و پیغمبر محترم کہ موجب وجوہ کائنات ذات والا درجت اوست۔ واضح
 ضمیر میر حضرت شیخ ہنکاری رحمت اللہ علیہ آنکہ ہر چند نام شاحاکم است۔ اما در طریق سلوک بجز
 محکوم شدن مردے بچو گذراں دریاے بے سفینہ صورت نے بندو و بر امر ترو کہ ارتکاب
 ورزیدن مناسب ارباب حال نیست برائے وجہ اندک یک قطعہ زمین رنجائیدن درویش
 مسکین چہ حاصل۔ مضرعہ

دل بدست آورکہ حج اکبر است

در عنیکہ مکتوب ہدایت اسلوب جناب فیض اکتساب حضرت مخدومی شرف اصدار یافت۔
 بر سر و چشم نہاد۔ بمطالعہ آوردہ۔ بتحریر جواب اں پرداختند۔ بعد تحمید قادر ذوالجلال و
 درود رسول ایزد متعالیٰ بہر من ضمیر و نظیر آنکہ این خاکپائے درویشان را حاکم نے نامشہ اما
 فی الحقیقت محکوم حکم الہی است و سفینہ دریاے وعدت محض اسم نامتناہی است۔ نظم
 منہم بحکم خداوند شانہ اکبر
 جزاں سفینہ نباشد مر اسفینہ دگر
 ز رنجش دل درویش آنچه بد اظہار
 خدا علیم۔ نگشتہ لعلم این حقیر

حکم ایزدادار بعد ازین زہار شود کسے نہ مزاجم بحال او دیگر
 این گم گشته وادی فراق بدعائے وصل محبوب یاد فرمائند۔ ہر گاہ قاصد نیز گام بجواب باصواب
 باز پس رسیدہ مکتوب گذرا نید از بند لغافہ کشادہ بمطالعہ در آوردہ آن قدر احتیاطاً فرمودند
 کہ در اعلا تھریہ گنجائش ندارد۔

در باب طلب فرمودن جناب مخدومی حضرت سلطان التارکین

را و نسبت عصمت پناہی مخدوم زادی حضرت سلطان التارکین

چونکہ جناب شیخ الاسلام مخدوم بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی از خواندن عربیہ جواب ہر قوی
 خویش کہ المکتوب نصف الملاقات گفتہ اند در خاطر شریف گزشت کہ اینکہ سر مست
 بادہ محبت الہی را کہ ترک بادشاہی دادہ قدم در راہ طلب خدا نہادہ باید دید۔ بیکے
 خادم ارشاد رفت کہ پیش حمید الدین حاکم رفتہ از طرف این فقیر بگو کہ خاطر این درویش را
 بملاقات خویش ضرور مسرور سازد۔ بجز وہیل پیام شفقت التیام احرام زیارت بستہ
 توجہ بلدہ فاخرہ ملتان شریف شدہ بعد انقطاع راہ رسیدہ بطریق آداب دانان روشن
 ضمیر طواف جناب مخدومی نمودہ پا بوسی حاصل کردند۔ حضرت مدوح از ادائے آداب
 ملاقات بسا محفوظ گشتہ انواع انواع تلمط و مہربانی در بارہ آن عاشق رحمان
 بندول داشتہ۔ مکان آرام متصل حجرہ خاص عنایت ساختند۔ روز سہ ہفت روز
 خاص حضرت شیخ حاکم مخاطب شدہ فرمودند اے جام بیہائے باطن تو بر دست
 آنکس کہ دل شائستگی گیرد۔ ادائے طریق بیعت باید کرد۔ حضرت سلطان التارکین
 جبین نیاز بر زمین سودہ عرض کردند یا شیخ الاولیا پیر ما کہ در خدمت او ارادہ بیعت
 دارم ہنوز از عرصہ عدم در ساحت وجود ورود نفرمودہ امید دارم کہ در حق داعی این مہبتاے
 فراق واسیر و ام اشتیاق دعائے فرمائند کہ زودتر واروئے وصال آن صاحب کمال
 حاصل شود۔ حضرت شیخ الاسلام از استماع این کلام آب در چشم بگردانید و پرسید کہ

اسے سر حلقہ زمرہ مشتاقین و سردنتر فرقہ اہل یقین کہے آں پیر کہ ہجو تو مرید او خواهد بود۔ نشان بدہ کہ عنیائے آن شیخ از فانوس گدوم دو دمان سر خواهد زد و آن ستارہ طالع افروز بر کدام زمین طلوع خواهد کرد۔ عرض کردند کہ فرزند فخر زماں و زمین مراد سخن مجبان یا ایقین اعنی شیخ صدر الدین کہ اسم بسیار گشت رکن الدین خواهد بود۔ چونکہ براج نام نامی آن ذات گرامی داریغ سامعاً را عطر آگین ساخت۔ آنچناناں حالت روداد کہ تمام روز از عوش بے عوش و چوں آبتار در خروش گذشتت و بر جناب شیخ الاسلام نیز حالت و حیدر داد۔ بلکہ اندران مجلس از دل ہر فرد سوز و درد نمایاں گشت

حالت خوش رفت اندر کوچہ بیت الصائم ساقی و مطرب خراب یادہ و بانیز ہم غرض آنکہ ہر دم و ہر آن مورد الطافت آنجناب بود نذر روزے از سر لطفت و مہربانی نسبت محذوم زادی اسم شریف آن پاکدامن فاطمہ است منقحہ ساختہ حکم تزویج آن عارفہ زماں داد۔ ہر گاہ ازین امر فراغت دست داد۔ تشریف رخصت بخشیدہ بطرف مسکن مالوت مرقم فرمودند۔ چنانچہ تفصیل این اجمال در ملفوظ سابقہ مندرج است آن تارک الدنیا یعنی محذوم شیخ حاکم مدہ آن رابع عصر از بلدہ ملتان شریف لبقبیلہ مورسیدہ ہجو گوش روزہ دار بر اللہ اکبر منتظر آوازہ ظہور پیر روشن ہمیر اوقات شب و روز باشتغال یادرب العبادے گذرانید۔ ایبات

شورش عشقہ کہ در دل داشت آن عالی جناب چوں کباب شیخ از پہلو بہ پہلو روز و شب ہجوں مجنوں ہر زماں تیران کار خویشتن بود نگاہ مسرور در دل بستہ امید و عمال منتظر بود ہر دم آن شدہ دشمن ہمیر

برگاہ ہنگام شگفتگی و غنچہ دل رسید از دامن صبح زیم امید روز بید یعنی از عالم عدم بود آمدن ذات برسی صفات حضرت شاہ رکن عالم شیخ ابوالفتح فیض اللہ قریشی الاسدی ملتان سابع افروز حضرت شیخ حاکم گشت۔ ہماں وقت مثل اہل حجاز احرام ارادت بہمت

قدیم را یعنی ملتان شریعت بستہ روئے نہاد۔

نظم

رخ خود جانب جانانہ کرد	شکر سیر شوق در محبت کرد
خوابیدے جو مستان اندر ان لہو	ز حال غیر نے اند فوہیں آگاہ
روانہ گشت آن مشتاق جانان	چو پیش سے پودہ سوسے گشتان
چو خم سے بدلی اند جوش مستی	نہ ہوستہ بلاد غیر اند ہوش مستی
چو مستان اندر ان لہو میخرا مید	سرا پا محو شوق آن نصرا سیر دید
چو بجنوں در ہوا سے عشق لیلی	بکلتان در سسید آن محو مولی

چوں آن مسامت بادہ است زیارت حضرت رکن الدین ایوا لفتح فیض اللہ کہ شیر از استان
 نادر شیر لہنہ سے یکید مشرف شد ازین افرونی جوش شوق تاب تار نیادردہ کہ کشت یاد
 تا حمد پورع آن شیر بیشہ ولایت عمر فرصت دید یا ندید مقرران در دست مبارک آن در
 ظاہر صغیر و معنی کبیر دادہ بحکایت دست دیگر شرط خلق ادا فرمودہ شکر اند الہی کجا آوردہ اکثر
 در ملتان دیدہ یقین بریدار فیض آثار پیر خود منور و روشن سے ساخت و گاہستہ در قعبہ و نہایت
 رفتہ فیض رمان طالبان حق سے بود اکثر اوقات عادت حضرت سلطان الہاکیں قہوں سر
 چنین بود کہ در اشتیاق تجلی و صفائی او سبحانہ تعالیٰ در سیر دست کو ہمار و کوچہ و بازار سے پورڈ
 روز سے اتفاق نزول فیض شمول آن حضرت در شہر راجہ جام عورت دہرا بن راستے دیوں
 کہ خواہر زادہ راستے پھوڑا بود و ریاست تمام ملک سندھ در قبضہ اختیار خود راستت افتاد
 قضا را جام مسطور را دختر سے بود پیرایہ حسن صورت آراستہ از انجالی از بسد کا در وقت
 قدر آئینہ اسلام بر ناھیدہ آن نیک فرجام در روز ازل ارقام ساختہ بود و در وقت
 مکن نیست دختر موصوفہ بر خلافت عادت از انجالی از انجالی از انجالی از انجالی از انجالی
 نیز بہشت ایزدی از ان راہ سے گذشتہ ناگاہ چشم و ہنرمندی ہمار شد یعنی در انجالی
 ہوا سے عشق متصرف گشتہ در نظر اول امد جان فریاد متاع مال الہی ان دید چو ک
 قتل جیا بر دمن عالم نساہ از روز ازل نہاد اند درین انشا کے وہ جیا پنداشتہ
 خاموش بود منتظر لطیفہ غیبی ماند و با خود گفت۔ این برق سوزان کہ بر زمین میں سجارہ اندہ

باید دید کہ کدام وقت ناره آں اشتعال ورزد و بلندی گیرد۔ ازاں طرح نیز پنجم
عشق دامن گیرد دل آنحضرت چنان گردید کہ طاقت صبر و قوت انتظار نماند۔ ہویدا است
اہل اللہ را بجز خوف خداوند حقیقی تقدس تعالیٰ ترس احدی از اہل دنیا نیست
بے محابا بجام مذکور گفتہ فرستادند کہ فقیر را یاد خستہ تو طرح عشق در میان آمدہ بہتر آنست
کہ سوال فقیر یاد خستہ بعزاجابت جاوہی در صورت دیگر روئے بہبود نخواہی دید۔ بجز رسیدن
این پیغام حیرت التیام مرغ ہوش از آشیانہ جام پرید و در جواب آں سوال زبان
قبیل و قال لال گردید۔ بیت

چنان اندر جوابش ماند حیراں چو باشد مردہ افتادہ بیجاں

چونکہ جواب باصواب ازو نیامد ناچار بگوئندہ گفت رفتہ بگو کہ هنوز جام نجواب است
آن شیر بیشہ کشف و کرامت از راہ باطن در یافتہ در غضب آمدہ این کلمات ہندی
بر زبان قصدا توامان در آوردند۔

ستا جام نہ اٹھو اپنا بھندا پلے اللہ کنوں منگ کے پیٹ پیڑت آسے
چونکہ تندر و بیتان خدا پرست تو ایاں قرآن قہار مطلق است جام مذکور را آنچنان در شکم
پیدا شد کہ بے تاب و توان ساخت و امید زسیت از دلش برخاست و اطبا از دولے
او در ماندند و افسوں خواناں از چارہ آں عاجز آمدند۔ غرض آنکہ خدنگ مدعا سے
بچکیدام زینہار بر ہدف شفا زسید۔ دانست کہ بجز انقیاد فرمان درویش و اقبال سوال
آں ازیں در دجاں بارہائی نیست علقہ بندگی در گوش جاں انداختہ و ناصیہ نیاز بر زمین سودہ باصد
عجز و انکسار عفو جرمیہ نامہ ربانی نگزشتہ خواست و دختر را در محاذ نشانندہ، بطریق تدرع حاضر
ساخت۔ حضرت بوضوح از رجوع آوردن جام خشنود شدہ دست تلطف بر شکم مالیدند و بعضی
السی فی الفور درد بشفامبدل گشت۔ جام مسطورہ عقیدت و جہہ نیاز بر پائے آں سرد فر اہل راز
نہادہ علقہ بگویش آنجناب اشرف گردید۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت سلطان التارکین ازاں
تاج المستور یعنی دختر جام را بہ سند فرزندے عطا فرمود۔ مسمی بحضرت شیخ تاج الدین کہ انوار سعادت
از ناصیہ او نمایان دستارہ ہدایت و اقبال از چہرہ مراد او تاباں و درختاں آنچنان صاحب کمال

بوجود آمد کہ از تقویٰ و طہارت و ورع و عبادت منزل سلوک را حاصل نموده در زبان خویش کسے عدیل نداشت چرا کہ در ہر احوال قال با حال برابر است۔ چنانچہ از اولاد حضرت شیخ تاج الدین حضرت شیخ حماد و حضرت شیخ موسیٰ مردے بوجود آمد کہ از مجاہدہ و ریاضت کمال فقر حاصل کردہ بنخواست خداوند حقیقی در ملک پنجاب فیض رساں مردمان آں وقت گردیدہ مکانے برب دریاے شصت کردہ از لاور مسمیٰ بہ پنڈی شیخ موسیٰ بنا کردہ حالا اولادیشاں سکونت میدارند۔ از کثرت اولاد شیخ موسیٰ بسید آباد است۔

فصل ہفتم۔ منجر اخبار گشتہ عقدہ این بیان را بناخن امتیاز چین و امپرفر ماید۔ کہ حضرت سلطان التارکین را از خدمت بحر عنق و عصمت بنت شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا لولے شہوا یکوش ہوش معرفت رالائق و سزاوار در ساعت سعید بوجود آمد کہ انوار فیض یزدانی از جبین نور آگیاں کوکب طالع افروز مرغی مے شد و صبح امید از چہرہ آں نیز برج سعادت ہجرت درختاں پر تو از دیدہ نظار گیاں بود حضرت سلطان التارکین بجز مشاہدہ بشرہ مبارکش محظوظ و مسرور نہہ باسم شیخ نور الدین موسوم نموده فرمودند کہ انشا اللہ این مفلک آچنناں مردے خواهد بود کہ از پشت این اکثر مردان خدا پیدا خواہند شد۔ مرید و سجادہ نشین پدر خود حضرت سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم است در عین عنفوان حدیث کہ تو سن شباب جلو ریزہ غبار انگیز عرصہ کدورت نفسانی میرسد و قات خود را در ذکر و فکر ذوق و شوق محبت الہی مے گذرانید و در میدان مجاہدات در باہنات اشہب بہت را چنداں تیز تر راند کہ از کبہ زبان عرصہ جہاں گوئے سبقت ربودہ بود۔ و در کشف کلمات باہرہ و حید العصر و ذی القعدہ گشت۔ اگر گلگون این اجمال را در چار سوئے تفصیل جلوہ گرہ دادہ آید۔ البتہ وقت از سنہ ۱۰۰۰ دریں مقام کوئے قلمی بہتر حضرت شیخ شہاب الدین مید و سجادہ نشین پدر خود حضرت شیخ نور الدین است۔ آں شہاب ثاقب البیس نفس و تلبیس شیطان ر نفس کاہی و یاد الہی صاحب بہت از عالم عدم بوجود آمد در جہگ اکبر کہ بشر ب و مذہب اہل صلا کثایت بانفس خود بر آمدن است۔ زتم دستمان مانند زال پیش آوردہ در نقاب یکشنید و شیر زیاں ہجرتش در سوراخ مے خزید۔ نظم

۱۳ شیخ موسیٰ، شیخ حماد کے بھائی کے ہوتے تھے۔ (نامی)

مظهر صباوة الہی بود مرد میدانِ نفس کا ہی بود

مہر شبِ نر و نودہ بحسب بستہ پد دل بشاہدِ لاریب

حضرت شیخ عبد العزیز سجادہ نشین پیدجوین شہزادہ شہاب الدین است در آئین فقہ راجح دم و ثابت قدم و در شریعت و طریقت قائم مستحکم و از مکتبہ سیحان رمویہ معالی و بہرہ اندوزانِ آداب دانی در علم و خورشید پرہ دانی داشت۔

در رمویہ عشق با تازی شہرہ آفاق بود شاید فقہ و فخر را بہ زبان مشتاق بود

حضرت شیخ ابوالفتح مرید و سجادہ نشین پیر خود حضرت شیخ عبدالعزیز است۔ آن عزیز الوجود میل و تدار نام اختیار دل در دست یاد الہی دادہ منتب در قیام و روز در روزہ سے گزرا نید و در حقیقت جہر بماہ شریعت قدمے بیرون زدہ و در معرفت و طریقت فرید العصر بود۔ نظم

مستراح تہینہ خدا بود روشندل و صاحبِ صفا بود

در عشق خدا بیگہ تازی در بردن گو بریودہ بازی

مہمور دلش بنور اقبال مشغول حق انداز دل و جان

جہ یاد خدا بود کارش ای بود ہمیشہ کار و بارش

باب ہمام

در احوال طیفہ ثلاثہ از اولاد ابوالحسن علی ہنکاری تا این زمان

راوی مصداق این احوال و حاکی این حکایت شیریں مقال طوطی مثال شکر ریز بیان حقیقت نشان چین مے گردد کہ گل گلزار ولایت چین بوستان ہدایت سر حلقہ اولیائے کرام سر دفتر مشائخان عظام ہدایت سلوک را کفیل شیخ الشیوخ عبدالجلیل المشہور ببنگی شیخ جوہر قطب عالم ہاشمی الحارثی قدس المدسرۃ العزیزہ مرید و سجادہ نشین پیر خود حضرت شیخ المشائخ ابوالفتح است تعلیم طریق طریقت از خدمت والد شریعت حاصل نمودہ عبادات لائقہ و مجاہدات شاقہ کہ لازم

احوال اہل فقر است خیلے بجا آورده کمال سلوک پیدا کرد کہ اجیاناً اشتیاق سے بلاد در خاطر شریف جا گرفت۔ روزے بادب تمام در خدمت پدر شریف عرفی کردند کہ یا خلاصہ اولیا دل این گترین چنان میخواہد کہ سفر بر حضر اختیار کرده مشائخان روزگار زیارت کنم۔ فرمودند۔ مہر عمہ در کار خیر حاجت بیج استخارہ نیست

چونکہ پرکار خیال بر مرکز مدعا جا گرفت بر سنت اولیا کمر سیر و سفر بستہ مجرورانہ متوجہ بلاد خراسان و عوافین و غیرہ گشتہ زیارات مرارات اولیاد سلطنت و مشائخان روزگار مشرفت شدند۔ فرد گلستان زار گیتی را دیدند زہر بستان گل امید چیدند

بعد القضاے مدت چند سال محبت پر روشن ضمیر دامن دلش گرفتہ بجانب وطن الوقت باز آورد بشرکت پاپوس مشرف ساخت بہ بیت

مے داشت سے حقوق چو آن صاحب تہنیر پیر و پدرش بود و ہم او ستاد نیز

چونکہ بحضرت ابوالفتح ہنگام سفر اخروی نزدیک رسید حضرت بزرگی قطب العالم را طلب فرمودہ بحر فخر خلافت آبائی ممتاز ساخت۔ بعد پدر بجا۔ مے پدر در قصبہ موثریت کہ در ملک ہند ارادت گاہ خاص و عام است بر سجادہ ارشاد نشستہ ہدایت و رہنمائی طالبان حق مشنوں گشت۔ چونکہ در مشیت ازلی و خواہش لم یزلی نشو و نما کے بندگی حضرت قطب العالم در ملک پنجاب مسلم و مقرر بود۔ شیخ حضرت بندگی را در حالت مراقبہ ارشاد فیض رشاد مجہ سادات چینیں صدور یافت کہ اے عبد الجلیل اندرین زمان آب و دار کہ قسمت شدہ است حق میں دلی در ملک پنجاب نہادہ چونکہ باں اشارت خوش بہارت ہمیشہ گشتہ اند۔ روز دوم فرمودند حضرت سلطان التارکین مخدوم سفین حاکم ابوالغیر شائیز سر مراقبہ فرود بردہ طالب زلف از آن جانب ہم حکم شد کہ اے فرزند امشب از جناب سرور سے یہاں تہیہ چنان ارشاد رفتہ کہ اے حاکم عبد الجلیل را بگو و رخصت دہ کہ در ملک پنجاب شہریت لاہور و سسلی آن مقامے است بکوٹ کروڑ رفتہ در آنجا ساکن شود کہ اس وقت ہر رشتہ سلوک اکتہ مردمان آن دیار دوست او داشتہ دو گانہ شکر این نعمت لبرے ادا کردہ بہ توجہ اسباب فدیہ گشتہ ہویدا است ہر امر سے کہ در تقدیر قادر تقدیر جا گرفتہ باشند۔ البتہ سبب آن را بہ رنگے کہ ذوالد

بمنصہ ظہور جلوہ گرے سازد۔ درہاں روز ما بعضے از اولادِ شیخ تاج الدین علیہ الرحمۃ از
 دوائے حسد و عنادِ عبا ربغض و فسادِ برانگیزتہ خواستند کہ بندگیِ شیخ چوہر را بقتل رسانند۔ ہر چند
 سعی کردند کہ اُن ذاتِ شریف را گاہے غافل دریا بند دست ندادہ۔ روزے از قوالے کہ
 اکثر در پیش آنجناب سماع مے کرد پرسیدند ہر گاہ سرد مے کنی احوالِ شیخ چگونہ مے باشد۔
 قوال مذکور گفت کہ در عالم استغراق از خودی خود بدو بر حسبہ محو بذاتِ حق ملیشود۔ بطبع چند در رسم و
 دیار اُن قوال بد حال را فریفتہ کردہ گفتند کہ اُن وقت را بمانشان وہ کہ کارش با تمام رسالتم۔
 اُن بے نصیب بہ زیر قلیل را فنی شدہ گفت کہ فلاں خیال آغازم۔ خواہید دانست کہ شیخ
 از خود رختہ۔ چونکہ اُن قوال بدخصال پر رسم قدیم در خدمت بندگی حاضر شد از قوتِ باطنی مافی الضمیر
 اوراد یافتہ فرمودند کہ فلانی ترا سرا گرفتہ باشد۔ فرغلِ خویش بردوشش انداختند۔ ہر گاہ
 اُن کورنگ برقرار خود اُن خیال را سرا بید۔ مدعیان خود ہارا با شمشیر و سناں بر آنجناب ریختند
 از قدرتِ الہی قوال را بنظر خود شیخ پیدا شدہ۔ نقل رسانیدند۔ بجان اللہ درین دیر مکافات
 کہ کرد کہ نیافت۔ حضرت بندگی بر تماشائے چنین احوال تبسم نمودہ این کلماتِ ہندی بر زبان
 سندھی ادا فرمودند

لگی لچ قریشیاں مائے دُوم فقیر

حضرت بندگی قطبِ العالم تجالفت اولادِ حضرت تاج الدین را ظاہر احوال و سیدہ ہجرت خود
 مقرر کردہ از قبضہ موثر شریف سفرِ پنجاب اختیار فرمودہ عازم ازین صوب با صواب گردیدند۔
 فصل دوم۔ چونکہ حضرت بندگی قطبِ العالم صاحبِ تجرید و تفرید بودند و از
 تعلقاتِ ماسوا اللہ دامن دل کشیدہ مے داشتند، ہجو مردانِ آزاد منش جریدہ طور برائے
 طوافِ مرقدین مبارکین حضرت شیخ رکن الدینا والدین قطبِ الاقطاب شیخ ابوالفتح فیض اللہ
 و شیخ الاسلام و المسلمین عوث بہاؤ الدین زکریا اسدی الملتانی رحمت اللہ علیہما احرامِ آداب
 بیتہ روانہ گشتند۔ نظم

بمِلتاں رسیدند با عہد نیاز
 چو در کعبہ آئید اہل حجاز
 طواف دو مرقد نمودہ ادا
 بہر یک بر آورد دستِ دعا

چو آدابِ دانان بلبِ بوسه داد۔ بیک گوشہ رختِ اقامت نہاد۔
 وقت شب بر مرقدِ قطبِ الدہر حضرت شاہ رکن عالم شیخ ابوالفتح فیض اللہ قدس سرہ حضرت
 بندگی سر بر اقبہ بردہ اجازتِ رخصتِ بطرفِ لاہور خواستند۔ از روح پر فتوح آبخواب جنس
 حکم صدور یافت کہ اے فرزندِ حاکم منتظر تو بودم۔ یک دو اربعین قیام ورزیدہ نصیبہ خویش
 بگیر باز اختیار است۔ اے صاحبِ ہمت بلند بجز دو ہولِ این بشارتِ فرحت افزاے
 بصدقِ تام و یقین بالاکلام حسب الارشاد دو اربعین بر مزار شریف حضرت شاہ رکن عالم
 بشرائطِ تام ادا نمودہ بہرہ اندوز نعمتِ دارین گشتہ باجائز آبخواب روانہ لاہور گردید۔
 چونکہ جامِ خاطر خاطر حضرت بندگی مملو بادہ شوقِ این صوبِ باصواب بود منزل بمنزل قطع
 راہ نمودہ مے آمدند کہ از جانبِ دستِ راست آواز لطیف ترانہ آواز مروت در گوش
 حضرت بندگی رسید کہ اے فرزندِ عبد الجلیل بطرفِ من بیا۔ بلکہ چندے دریں مقام
 بیاسا۔ از آنجا کہ صدائے دوستِ دوست را بجانبِ خود ہمچو گاہ گاہ رہائے کشدے کشد
 بلا تامل و تساہل باجنابِ روانہ شدہ۔ ہر چند نفیض کردند قائل را بیاقتند۔ بجزرت آمدہ با خود
 گفتند کہ بے دلیل در گدام سو و گدام جا بید رفت اندرین تشویشِ چوں نقطہ پر کار در دائرہ خیال قرار
 گرفتہ منتظر لطیفہ غیبی ایستادہ ماندند۔ ساعتی نگذشتہ بود کہ شخصے پاکیزہ منظر نورانی صورت
 فرشتہ سیرت خورشید لقا باہیت شاہانہ در کسوتِ فقیرانہ ظاہر شدہ گفت
 السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ اے چوہرِ خوش آمدی نہ تیسیت کہ امانت ترا نگاہ میداشتم
 و در انتظار تو بودم۔ حضرت بندگی بآدابِ تمام اداے جواب سلام کردہ معرغش نمودند۔
 اے منظر نور خدا تو از کدائے عالی ہستی ملک یا کہ ملک اندر ایستادہ
 نور از جبین تو عیاں خوش جلوہ حق میدید شیریں مقال تو دید دل را بہ ارادہ نمی
 فرمودند فقیر را فرید الدین می نامند۔ در پس من بیا و چندے ہمان من باش۔ حضرت بندگی را از
 مشاہدہ جمال باکمال زبیرہ الکاملین تاج العارین و جلال العسر آفتاب آسمان حقیقت رہائے
 سپہر طریقت بدر الملت والدين حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز آبخواب
 استغراق نمود کہ اندر آن وقت پا از سردسراز پانشاختہ در پس آبخواب راہ گرفتہ سلف

رفتمے باشند کہ بعالم صحیح آمدہ چشم بالا کردہ خواست کہ بارے مشرف مشاہدہ این فرد الاحباب شوم
این دوامت فیض موهبت دست نداد - بیت

دامن دل را گرفته شوق آن عالی جناب
پس کفایم میرد چون ذره سوئے آفتاب
پس از قطع مسافت راه بدار الخلد اجودین مشهور و معروف پاک پشن رسیده بزیارت عرق
منور حضرت گنج شکر مشرف شده و طواف نموده از اوانه بیک گوشه قرار اختیار کرده
حسب الارشاد فیض رشاد روح مبارک آن مرد میدان مجاہدہ دو اربعین در عبادات الہی و
ریاضات نفس کاہی در آن مکان جنت نشان نعمت ہائے دو جہانی حاصل نموده بعد مرور
ایام مسطور با ہزاران خنوع و خضوع سر در گریبان نیاز فرو بردہ بر مرقد معلی آن مصباح طریقت
مراقب شدہ عرفان رخصت داشتند - ہاں عین یا اجازت سلسلہ چشتیہ منجرت ساختہ فرمودند -
اے فرزند عبد الجلیل ترا اجازت دادم کہ ہر طالب و محب این طریق این حق پیش تو آید داخل
طریق مے کردہ باشی کہ دست تو دست من است - نظم

چونکہ جانفش گشت روشن زین چراغ	نور آمد شکر تاریکی فراغ
از سئے وحدت چنان گردیدست	شد فراموش غیر نوئے ہر چہ ہست
حرف با شد حک الفت باقی بماند	آستین بر غیر واحد برفتاند
چوں اقامت یافت آن مست است	رخت رحلت جانب لاہور بست

فصل دوم در بیان منور گشتن لاہور از ورود آن شمع شہستان ہدانا اورا فراتے

اہل صفا و ارادت آوردن سلطان بہلول لودھی والی ہند مدد اہالی و

موالی و سبب نسبت و خیر سلطان با پنجاب

راقم اخبار قدیم در ترقیم اس بیان چنیں تحریری نماید کہ قطب اقطاب بزرگی عبد الجلیل حضرت
چوہر قریشی الهاشمی الحارثی الشکاری در عہد سلطان بہلول لودھی رونق بخش ملک پنجاب شدہ
سکونت کوٹ کروڑ کہ شاہ متصل شہر لاہور مکانے رونق پذیرے در عہد سلطنت چٹاپیہ

افزونی آبادی لاہور فرادور آں مکان را گرفتہ بشہر المحم ساخت - چنانچہ حال بحدہ حاجی سراسے
 اشتہار دارد اختیار کردند - ہویدا است کہ آفتاب زیر سحاب کمتر متواری میماند - ہر چند جریدہ
 طور سے بود مذاہا در اندک فرصت دیدہ کشف و کرامت ایشان مشہور خاہن و عام گردید - ہم
 در اں زماں راجہ سین پال سلمریہ از رویہ جہالت در ادائے خراج لازم انادا انحراف و رسم تجاوزت
 اختیار کرد - چون ایں چنین مقدمات غفل اندازہ اقبال سلطانی نے باشد - بادشاہ کد امیر
 با فوج کثیر برائے گوشمالی راجہ بے تدبیر معین ساختہ فرمودند - بسیت

کہ اورا دہند آچناں گوشمالی کہ نارد وگر بار بازا ایں خیال

چناں ہم من در دشمن جا دہند کہ من بعد زیں سر نسا زد بلند

از آنجا کہ بجز غرور جوانی کار از مودہ جنگ فواج سلطانی بود تاب لشکر سلطانی بناوردہ مع قوم
 فراری شدہ بکومستان متواری گردید - حکم بادشاہ جہاں پناہ چنین صدور یافت کہ سین پال باید
 گفت یا ز راجہ ادا و اخل فوٹہ سر کار سازد و اگر نئے تواند از حلقہ نہ مار بدر جستہ در دائرہ ا-طلام
 در آید فلم عفو بر جریدہ پناہیے او کشیدہ خواہد شد و سوائے اں مورد الطاف گو ناگوں سلطانی
 خواہد گشت در صورت نخلت امرین از بیع افواج قاہرہ رہانی نخواہد یافت - از صولت دیدہ
 سلطانی مرغ ہوش از دماغ سین پال رو بہ پرواز آورد - نہ زریکہ ادا سازد نہ جائے کہ امان
 یابد - چونکہ مشورت کار در احاطہ تدبیر گنجائش نئے گیرد - بجز پناہ در پیش درم کیش چارہ
 نئے باشد - راجہ سین پال نیز از ہر جانب نا امید شدہ در خدمت گروے خویش کہ جوگی بود
 در فن بود کامل مسمی باجے پال رجوع آوردہ سوال سلطان را بعرض رسانید - بسیت

داد جوگی چنین جواب سوال کہ اگر شاہ حسب صورت حال

سخن من قبول خواہد شد مدعا تہ حصول خواہد شد

در بزد پس لوتے دگر اشتر نیست نیز از ندا پناہ دگر

راجہ سین پال از گفتار گروے خویش در مرلہ یاس و امیر افتاد - عرض کرد کہ ایں کہ ترین عینیت
 کیشاں برداشت گرامی یقین کامل دارد کہ از قدم رنجہ فرمودن آں گروہی ہمہ وجوہ مخلصی مایاں خواہد
 شد - جوگی ناگوار از گفتہ راجہ مسطور سر نہ پیچیدہ و مسؤل اورا قبول داشتہ بسیت بارگاہ آسمانجاہ

سلطان بسلول روانہ کر دید۔ چونکہ باریاب شد۔ باوب تمام کہ درخور بزم بادشاہاں میباشد
 عرض کرد کہ رب العالمین بندگان خود را محض برائے عدل و انصاف و حق رسی در قبضہ
 بادشاہاں دادہ اگر حقوق غریب بدوری را مرعی داشتہ عرض این حقیر را بسمع رہنا جا رہند۔
 عرض کنتم کلام جوگی پسند خاطر اشرف سلطانی آمد فرمان شد۔ ہرچہ در دل داری عرض کن۔
 جوگی گفت اگر این قوم را برصائے دل و رعیت خاطر در دائرہ اسلام آوردن است کدام
 صاحب حال را طلب فرمائند کہ آمدہ با این مسکین ہم کلام شود و چیزے بپند و چیزے بنماید۔ اگر
 آن صاحب کمال در احوال حال بر من غالب آمد دین شمارا قبول خواہم کرد۔ این قوم کہ
 مرید و فرمانبردار من اند خود بدین اسلام مشرف خواہند شد و اگر این احقر ازاں مرد مغلوب گردید
 اتناں این است کہ آن کیتی پناہ عہد کند کہ باز مزاحم احوال راجہ سین پال نشدہ۔ جرم گذشتہ
 را عفو فرمائند کہ فارغ از بیم زوال آباد شدہ مالگذاری مے کردہ باشد۔ بادشاہ از قبیل و قالی جوگی
 ساعتے متامل شدہ فرمودند۔ انشاء اللہ ہمیں طور کردہ خواہد شد۔ چونکہ جوگی از حضور سلطان مرخص
 گردید سوئے وزیر روئے آوردہ فرمودند۔ اے دولت خاں از سوال جوگی دست نشمیر در
 آستین تامل فرمائند۔ اگر کدام مردے صاحب ہمت کہ زرہ حال در برد و ذوالفقار کرامت
 در دست داشتہ باشد پیدا نشود۔ البتہ خلافت سست یقین را رخنے در دین خواہد افتاد۔
 وزیر موصوف ہماں وقت در خدمت حضرت شاہ کا کو علیہ رحمت کہ قطب زمانہ و صاحب
 ولایت عہد خویش بودند حاضر شدہ باجرائے گذشتہ در معرض بیان آوردہ۔ فرمودند انہی
 وقت باعث کبر سنی در قوائے من آن قدر کستی ظاہر است کہ طاقت کلام ندارم۔ ہمہ وقت
 اخیر من نیز نزدیک رسیدہ۔ مگر از عہد چند ماہ بندگی عبد الجلیل شیخ چوہڑ اولاد و سجادہ نشین
 محبوب اللہ الباری شیخ العالم ابراہیم المشہور ابوالحسن علی بندکاری و سلطان التارکین محمود
 شیخ تھاکم ابوالغیث ہاشمی الحارثی قدس اللہ سرہما از جناب سرور عالم نامور ولایت
 پنجاب شدہ آمدہ در کوشاں کرور سکونت دارد۔ البتہ این ہمہ از دست آن بزرگوار سر انجام
 خواہد پذیرفت۔ وزیر از خدمت حضرت شاہ کا کو علیہ الرحمت رخصت یافتہ در جناب بندگی
 حضرت قطب العالم مشرف شدہ خواست کہ عرض کند فرمودند کہ فردا بعون عنایت الہی در

مجلس سلطان آں بے دین ملک و ہمہ قوم اور اور دین اسلام آوردہ خواهد شد۔ سلطان قسلی دارد که جهان
از مردان خدا خالی نیست۔ بیت

تا که دور فلک و مرکز خاک است بجا هست قائم بجاں برکت مردان خدا
وزیر و حضور سلطان سرگزشت کلام حضرت شاه کا کو علیہ الرحمۃ و ارشاد بندگی حضرت قطب العالم
بعض آورد۔ سلطان کہ تمام شب اندرین نگرانی پہلو باں پہلو گذارده بود۔ شکرانہ الہی بجا آورده
صلواتے بارعام در داد کہ هر کس آمده اعجاز دین متین سید المرسلین صلعم را تماشا کند۔ هر گاه مجلس بارگاہ
سلطانی آراسه گشت۔ حضرت بندگی قطب العالم نیز بر اقرار خویش چہرہ افروز انتظار اہل محض
گردیدہ فرمودند کہ اے اجی پال در دین ہر آویا ہر چہ داری ہما آں جوگی بقوت استدراج
سیر ارض و مائینہا گناہیدہ۔ پس حضرت بندگی قطب العالم جوگی را مراقب ساختہ عالم حقیقت
از نظرش گذرانیدہ دل اورا جانب دین ہدا کشیدند۔ جوگی مذکور کلمہ شہادت گوہاں سراز مراقبہ برداشت
و باواز بلند گشت یاران دین اسلام بر حق و دین ماباطن۔ راجہ سین پال کہ حاضر مجلس بود ہماں
وقت مشرت باسلام گشت۔ سلطان بہلول نیز مشرت برہ کرامات ظاہرہ و خرق عبادت اہرہ
کہ وزرا و امراء و اہالی دموالی دست ارادت در دست مبارک حضرت بندگی قطب العالم دادہ
مرید و منقاد فرمان گشتند۔ و ہم در آن وقت سلطان بصدق تمام دخر خود در محافہ اثنانہ مع
جماز فراوان کہ در خور حوصلہ سلطانی بود۔ نذر حضرت موسوت کردہ رخصت ساخت۔ انصاف
بلندست آنجہ اسباب جماز بود ہمہ ایثار راہ غہا کردہ محافہ سلطان زادی را درون تیرہ خود بردہ بیاد
رب العباد منقول گشتند و قریب سی صد کس کہ رہ سائے آں تاک ہمراہ راجہ سین پال
سلامیہ آندہ بودند بیک نظر نفیس اثر آنجناب بدو دست ہما یوں و نورایتین سبتہ نمودند۔
و آں اسلام گزیں یعنی اجی پال جوگی را کہ برہان کمال در اسلام آوردہ بود شیخ بہان اوسب فرمودند
آن عقیدت نہاد قریب دوازده سال در خدمت آنجناب عاقر ماندہ منزل سلوک را طے نمودہ
یکے از و اسلان حق گشت۔ مرقدش در قصبہ کائنواں مشہور است و مناقب آن عارف کمال ولی
مکمل نہ آں قدر دست دارد کہ قلم مکرمت رقم باوجود این چیتی و جلاکی در اعلاطہ تحریر آورده۔
اما تفصیل این بیان مجمل در ملفوظہ سابقہ اندراج دارد۔ وفات شریف آں شیخ المشائخ قطب

لہ آہ مزاج شیخ برہان خلیع گورد اسپور بھارت میں مقرب ہونے کے باعث عقیدت مندوں سے چھو گیا (نامی)

زماں ولی دوران در سنہ ہمدودہ از ہجری النبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بظہور پیوست - این چند ابیات
در تاریخ وفات آن مصدرِ حسنات است - ابیات

الا سے خرد تازہ بند خیال	بکن فکر تاریخ آن خوش خصال
زوار الفنا کے پدرا بقا	سفر کرد آن دوستدارِ خدا
ولی زماں عارف کما ملے	ز وصل خدا ہر زماں واسلے
ہمات اہل طلب را کفیل	کہ بد اسم آن شیخ عبد الجلیل
دگر داشت آن شاہ عالی مقام	لقب شیخ چو ہر پیر خاص و عام
خرد داد در گوشش من این ندا	کہ اے فرحت جان این بے نوا
چوں بد شیخ وقت آن ولی زماں	تو از شیخ جو سال تاریخ آن

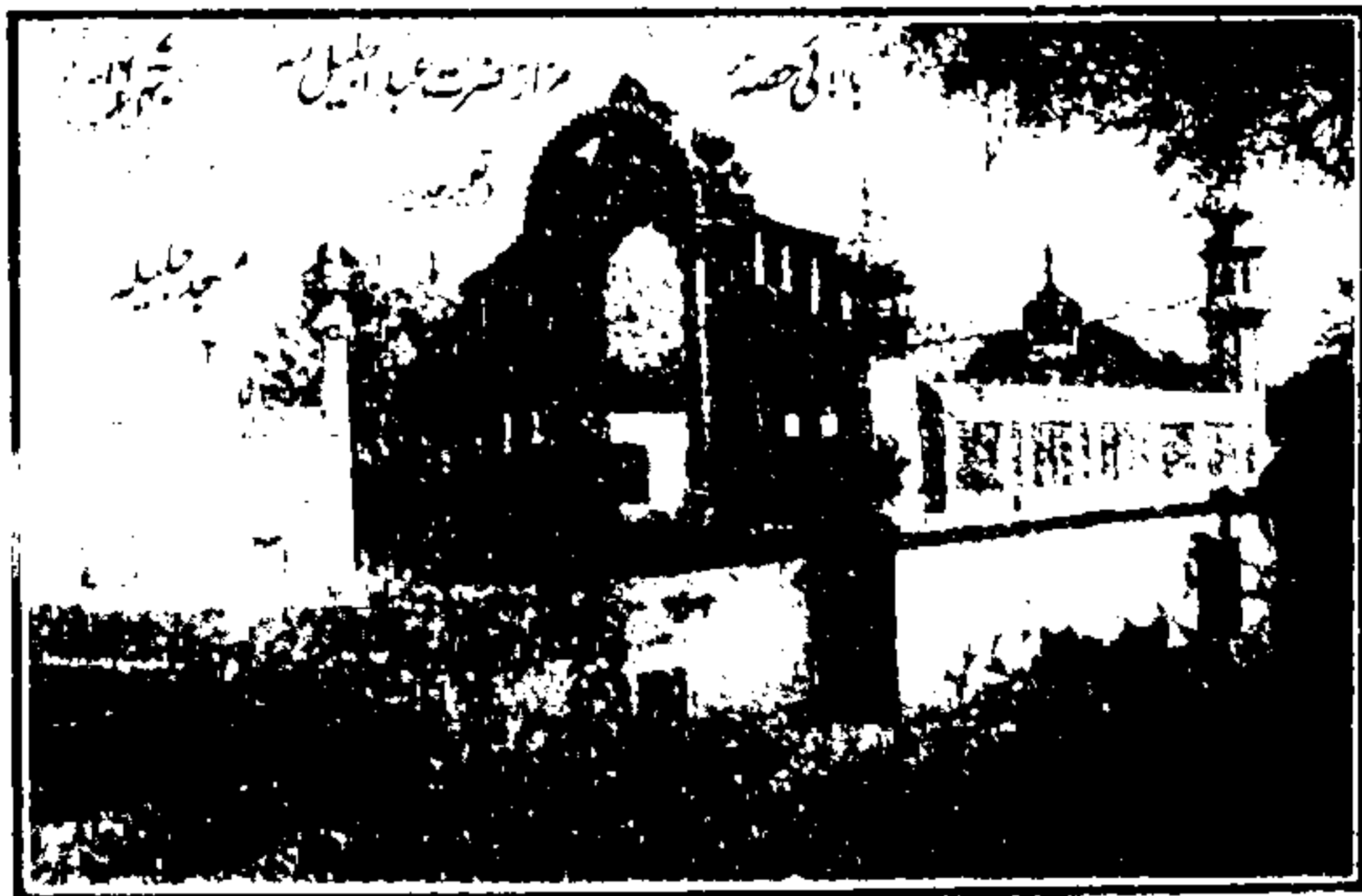
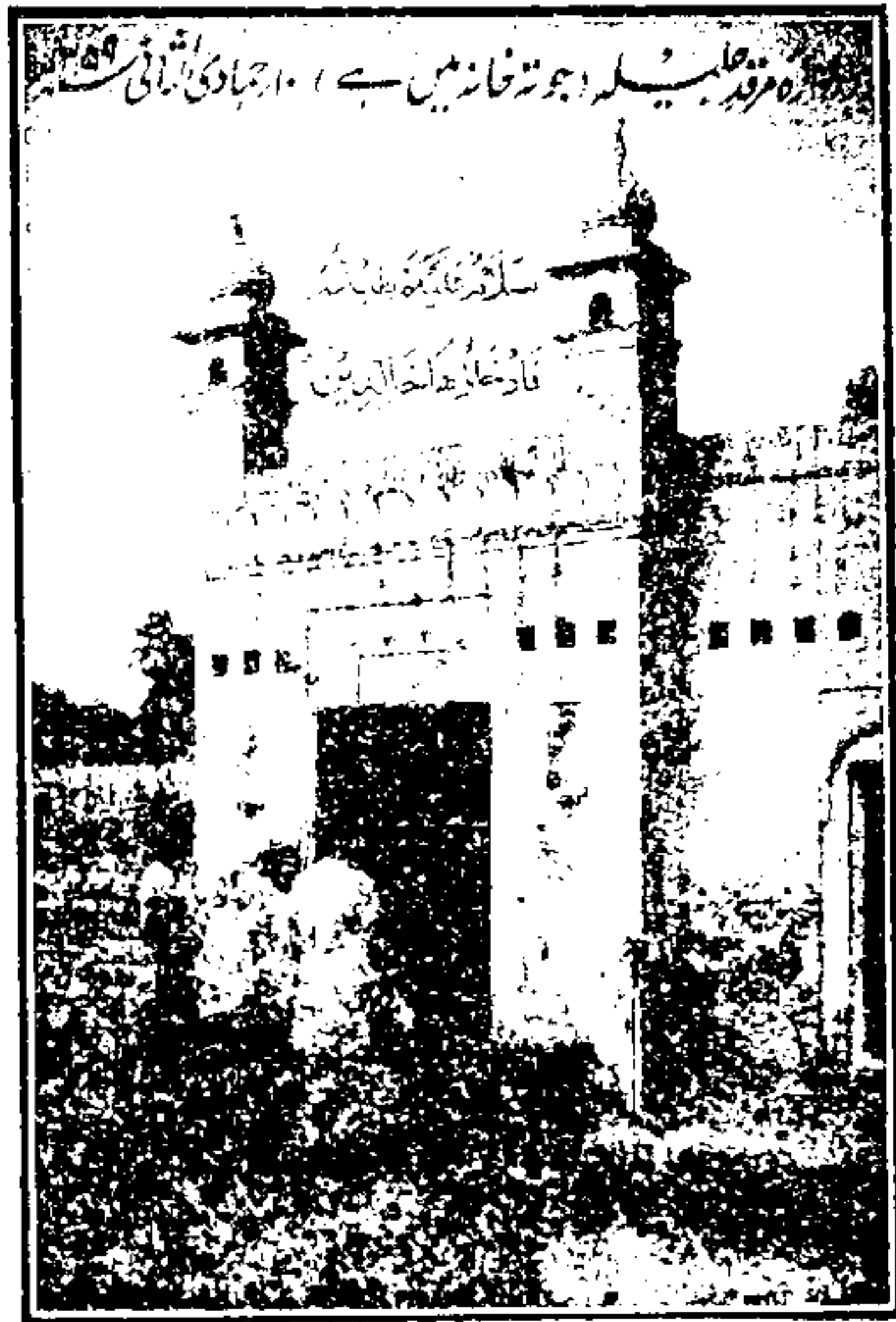
شمس سوم در بیان تشریف آوردن ہر چہار برادران حقیقی حضرت بندگی
از قبیلہ موشریت کہ از بلدہ ملتان بقاعدہ شتاد کردہ
در ملک سند مشہور است و معروف

مخبر این احوال خیر مال چنین خبر می دہد کہ بعد انقضاے مدت چند سال از تشریف فرما شدن
بندگی عبد الجلیل حضرت شیخ چو ہر پدرا دار السلطنت لاہور این ہر چہار گوہر عدف اخوت یعنی شیخ ابابکر
و شیخ عبد الرحیم و شیخ فرید الدین و شیخ فیض اللہ المشہور شیخ فزا الشتیاق زیارت حضرت بندگی
قطب العالم چنانکہ عالم پیدا کرد ایشان نیز قاضی آن مکان را گذار شستہ عزیمت ملک پنجاب
اختیار کردہ روانہ شدند - ابیات

این محبت کہ میان دو برادر پیدا است	کہے برابر بود از قیس بہیلی شدا است
این محبت ہدل و جان برگ و پیرہ باشد	آل محبت نہ بجز سینہ و دل بخر باشد
این بود جسمی و آن عارفی اسے یار عزیز	گر بہی تو با نصیحت دریں کردہ تمیز

حضرت بندگی قطب العالم از روزے کہ وطن الموت را گذار شستہ متوجہ سمت پنجاب شدہ بودند -

شدہ ریوے لائن سے یہ قاعدہ ہے۔ میں بتا رہے۔ (نامی)



غم و الم مفارقتِ این چار گوهر کمانِ اخوت اکثر عاید احوال خاطر اشرفان سے بود و گاہ گاہ در یاد
 این دور افتادگان چشم پر آب ساقی سے گفتند - یا جامع المتفرقین - ایسات
 مرا کہ تفرق با درد سے کند مساند دلم بہ بوتہ غم سے خورد ہزار گداز
 بغیر وصل تو کو پہارہ سازد بخوران کہ آب وصل رساند بکام بخوران
 چونکہ تیر دعائے حضرت بندگی بردہت مراد رسید آن گم گشتگان وادی فراق و تشنگی آب اشتیاق
 پس از انقطاع رنج مراحل و منازل یاب وصال حضرت بندگی بہرہ یاب گشتہ قدم بوسی حاصل
 کردند - حضرت بندگی نیز از جوش محبت اخوت ہر یک را در بغل گرفتہ دامن در اشک نثار ایشان
 کردہ بر رُو و چشم بوسہ داد و خورسندی حاصل کردند - بعد چندے از آسودگی رنج سفر این ہر چہار
 برادر دست ارادت در دست حضرت بندگی آواہ بہ بیت اختیار کردند - چونکہ مشائخ ان کمال بختیم
 باطن دریافتہ در خور حیدر طالب تعلیم ریاضت و مشقت سے فرمائند - حضرت بندگی نیز از ایشان
 ہر یک را موافق بہت تعلیم اشتغال و اذکار نمودہ جدا جدا مشغول ساختہ فرمودند کہ اے طالبان حق
 مشائخ کبار و صوفیان روزگار قلت اکل و شرب و کلام و منام را مجاہدہ اولیٰ گفتہ اند کہ
 موجب برکات و صفائی قلب بجز ارتکابِ آن ناممکن است و در کمی و افزونی آن چہ قدر
 تفاوت تھا است ہر کہ فہم کند بجائے رسد و ہمت سلوک را طے نماید گفتہ اند اگر چہ اغزیات در
 قوت و تقویت وجود خاکی تا بتر تمام دارد - اما این امر ما بین انسان و حیوان در فریبی و رنگ و قوت
 سبب شریعت و غیر ہما مساوی است و علاوہ آن عناصر برائے انسان آنت خواب غفلت آورد
 کالی در عبادت و دہ و حرم و ہوار را بیفزاید در شہوت برو و انماہید - نفس امارہ را قوت بخش
 شکر سے کسی را ملک کند و کمں آن عناصر برائے انسان یعنی طالب حق را با این عناصر
 نور روح را بیفزاید - خانہ دل را نور سازد - غلبات شہوات را فرو نشاند - باطن نفس را
 رام نماید - مرکب حرم و ہوار را پے کند - در عبادت حق لذت بخشد - حوے بے را بصناعت علی
 مبدل سازد - طالب را باید کہ بتدریج بعمل آرد و دوام آن حاصل کند کہ بجز تقبیل آن صفائی قلب
 مشکل بلکہ ناممکن - حضرت سعدی سے فرماید - فرد

اندرون از طعامِ عالی وار تا درونِ مدقتِ بینی

غرض آنکہ حضرت بندگی قطب العالم تعلیم طریق فقر و مجاہدہ ہمت ہر کد ام ازینہا کردہ مشغول
 ساختند۔ ان صاحبان ہمت بلند بامداد آن مرشد کامل عرصہ گماہ سلوک را بقدم تردد پیمودہ سربک
 کمال فقر حاصل کردہ حضرت شیخ ابابکرؒ کہ کلاں ترازین ہر سہ بزرگوار و خرد از حضرت بندگی بود
 سالہا سال بندہ وارد خدمت گذاری پس اخوت را گذاشتہ حاضر ماندہ فیض دو جہانی ربودہ۔ چونکہ
 ہم شیخان کامل و پیران مکمل ہمیں اسست کہ مرید رشید را برائے ہدایت و رہنمائی طالبان حق و
 اجرائے سلسلہ از خود جدا ساختہ در مکان کہ از خود دور باشد نصب مے فرمایند۔ روزی حضرت
 بندگی قطب العالم را وقت خوش بود۔ حضرت شیخ ابابکرؒ را بخبر و خلافت مشرف و ممتاز ساختہ
 فرمودند۔ اسے ابابکر خداوند تعالیٰ و تقدس نصیب آب و دانہ شمار ملک ہندوستان فی شہر اگرہ
 داشتہ و کلید کشتود طریقیت اکثری را در دست شمار سپردہ بایر کہ فقیر را پیوستہ متوجہ احوال خویش
 دانستہ طریقہ ابائی را مد نظر داری و پائے خود را از جادہ شریعت در طریقیت بیرون نہ نہی و ہم فرمودند
 اسے ابابکر در خواست الہی چنین معلوم مے شود کہ حق بعد ازین دیدن روئے من در صورت
 نصیب تو نیست۔ چوں سخن بدیں جاد سید آب در چشم مبارک گردانیدہ دست فاتحہ خیر بر آورد
 رخصت فرمودند۔ مزار فیض آثار آن جناب در شہر اگرہ در محلہ جوگی پورہ مشہور است و اولاد
 امجاد آن جناب بسبب کد ام ہرج مرج زمانہ اقامت اگرہ گذاشتہ در قصبہ ہانسی حصار سکونت
 ورزیدند۔ سجادہ نشین اولاد آن جناب ہنوز حالی از کشف و کرامات نیست۔ چنانچہ از لیشت
 حضرت شیخ ابابکر علیہ الرحمۃ اکثر مردان صاحب مرتبہ بظہور مے آیند۔ درس فلان از اولاد
 امجاد حضرت شیخ ابابکر قدس سرہ حضرت شیخ عبد الباقی برائے ہدایت و رہنمائی از ہانسی حصار
 در قصبہ گرہمی میاں بھانی جاں بلوچ (گرہمی از وہلی بھاہلہ سی کردہ آرائے آہست) سکونت
 ورزیدند۔ آنجناب صاحب کشف ظاہر و کرامات یا ہر بودہ اند۔ کہ رئیسان آن مکان از کہ
 تا حد اعتقاد آورہ مرید گشتند۔ ذوق و شوق الہی بر آن ذات شریعت پیوستہ غالب الاحوال
 لہ گرہمی شیع منظر نگر تھانہ بھون سے ۵ میل اور سہارن پور سے سیشن مذکور تک ۶ آنے خرچ ہوتے ہیں۔ (نامی)
 میں ۱۹۲۶ء مطابق محرم ۱۳۴۵ھ میں موضع گرہمی متصل ریلوے اسٹیشن ہینڈ گیا مگر افسوس وہاں ایسی برادری
 میں سے کوئی باقی نہ پایا۔ انشاء دانا الیہ راجعون۔ نامی

بود۔ چنانچہ تا حال از مزار فیض آثار حضرت شیخ عبدالغنی گاہ گاہ آواز ذکر ہر نصیحت الیل سامع افزون
حاضران وقت سے شود۔ از اولاد آن صاحب کمال میاں محبوب شاہ ابن میاں الہی بخش در قصبہ مسطوطہ
سکونت دارد۔ حضرت شیخ عبدالرحیم آنچنان احوال عالی داشت کہ باوصف بودن امی محض ہر گاہ در
عالم مستی سے آمد آن وقت حل عقد ہائے علم نظامی از خدمت شریف او سے بودند۔ مزار آن بزرگوار
در حصہ فیروز پور است و حضرت شیخ فرید الدین و حضرت شیخ فیض اللہ را بعد طے نمودن عرصہ سلوک کمال
فقر خرقہ بخشیدہ بطرف قصبہ چوئی کہ وراثت آن مکان از طرف بادشاہ بجناب حضرت بندگی
قطب العالم مقرر بود خصت ساعدند۔ در ہرج سنگاں از اولاد حضرت شیخ فرید الدین میاں عبدالکلیم
و برادرانش قصبہ چوئی را گذارستہ نیز در گڑھی میاں بھائیچاں بلوچ سکونت دارند از اولاد حضرت مذکور
میاں حسین بخش ابن میاں نھو شاہ و سلطان بخش و رسول بخش ابنان میاں رحمان بخش مرحوم در قصبہ مسطوطہ ساکن
اند و حضرت شیخ فیض اللہ المشہور شیخ فدا از اولاد بہرہ نداشتند۔

فصل چہارم۔ در احوال فرزند کماں حضرت بندگی قطب العالم مورخ ابن انبار فیض آثار چنین
خرمے دید کہ مضمون صور ارحام و مجرد وجود خاص و عام حضرت بندگی را از نیت سلطان السلاطین
بہلول افغان اودھی فرزند راحت پیوند بوجود آمد کہ نور پیشانییش روشن بخش دیدہ امیر و ہمہ از روز
کل بود۔ چونکہ مزوۃ مو بود آن نقادہ دو دمان کرام در گوش بندگی قطب العالم رسید و گمانہ شکر الہی
بجا آوردہ مخطوطہ و سرور کشت۔ نظر

بہار تازہ در گلستان ارآمد
نہال خرمی خوش بار آورد
زند از دل خوشی نوارساں خوش
زہر جانب عدائے نعتیت بود
بگوش جان سرور غیب میگفت
بہار تازہ در گلستان ارآمد
پراز شہرت گماناں زار آمد
مبارک گویند آب شاد آمد
چہ خوش آن دولت بیدار آمد
کہ درخت را کشتہ بار آمد

چونکہ پیشانی آن شمع شہستان مراد از کلمت تقدیر رقم پذیر رخ جما و اکبر بود حضرت قطب العالم نیز بکمال
سرور آن ہدایت امین را باسم ابوالفتح موسوم فرمودہ گفتند کہ فقیر را از عوان عنایت سبحانی چنان معلوم
مے شود کہ این اختر بیخ ہدایت را کلید افتتاح قفل قلوب طالبان حق و مجبان محبوب مطلق در زمان

لہ افسوس ان کی اولاد بھی مفقود پائی کسی۔ نامی

خوش بدست خواهد افتاد از آنجا که ارشاد اولیا در حقیقت مطابق حکم خدا می باشد - چونکه آن
نوباده نخلستان مراد قدم بر بساط شباب نهاد آنچه کمال سلوک حاصل کرد که از پیران روزگار خوش
گوئی سبقت در بر بوده و در کثرت مجاہدہ نہجی ثابت قدم بود کہ روزی خادم نخت ویز طعام سہوا
قدرے روغن در اکل خوردنی شیخ ابوالفتح انداخت شب چون مشغول ذکر الہی گشتند اندکے قطع
در حضور و صفائی قلب دریافت علی الصبح روغن بر آئینہ مالیدہ بطعام پز فرمودند کہ اسے فلاں
مشاہد کن - عرض کرد کہ در روغن زرد چہ توای دید - فرمودند روغنی کہ شب در اکل فقیر انداختہ میبینی
اتزال دل من گشتہ آن بے چارہ از ہیبت رحمدگی آن جناب عرق عرق انفعال گشتہ عرض کرد کہ بار دیگر
این سیر عمل بخوام آورد - سبحان اللہ شخصیکہ در عمد شباب و عالمہ عمارت زادگی کہ نوامہ بادشاہ
وقت بود این قدر مجاہد باشد علوم مرتبہ اش را تا کجا توای نوشت مرید پدر خوش حضرت بندگی
قطب العالم شیخ جوہر قدس سرہ است - تعلیم طرق طریقت و علم و مدنیّت از آن جناب حاصل
نمود و بخرقہ فقر و خلافت ظاہری و باطنی مشرف گشتہ بعد اتمقال آن صاحب حال و پسند ارشاد
گشتہ فیہن رسالہ زمرہ طلب گردید - و اکثر بے از مستر شدگان پدر بزرگوارش را کہ منور بخصی عقلم
سلوک عمل شدہ بودند از جناب قطب زماں حضرت شیخ ابوالفتح در انکشاف آن بہراد خوش فائز گشتند
و مر طالب راہ حق بخلو من نیت و عقیدت راسخ و صدق دل بر آستانہ فیض نشانی آن سلالہ کرام
مرجع الخواص و العوام میرسد - البتہ بسر منزل مقصود فائز مے گردد - بتائیدات افضان یزدانی
و توجہات بزرگان عظامی تا حال سجادہ نشین این خاندان والا شان از کثرت و کرات عالی نیت
و خواہر بود - مزار حضرت شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفتح علیہ الرحمۃ در پلوئے راست
حضرت بندگی قطب العالم است - شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالجلیل ابن قطب زماں حضرت
شیخ ابوالفتح مرید پدر خود است بر جادہ شریعت ثابت قدم نہادہ بود و گوئی طریقت را
بجوگان ہمت یعنی از عبادات و مجاہدات شاقہ از ہسران وقت خویش بزدہ بود و چہل سال
مشغول سجادہ فقر گشتہ فیض رسالہ مریدان و طالبان راہ خدا مے بود - بسہا از خدمت شریف
شیخ عبدالجلیل بمنزل مہ نمود رسیدہ سعادت ابدی حاصل کردند حضرت شیخ بر خوردار مرید و سجادہ
نشین پدر خود حضرت شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ بود - در مجاہدہ نفس کاہی و مشقت یاد الہی احدی ہر

و فرید العصر گشته و بر طریق این شریعت و طریقت آنچنان قائم و مستحکم بود کہ در مدت العمر شرطی از شرائط این ہر دو طریق از دست نداد و فراوش نکرده سیر و سفر مریدان خاندان خویش بعد سوم پشت از بندگی قطب عالم شیخ چوہر او اختیار کرد و دہیہ مسمی بہ شیخ پور کہ حال بکوٹلی پیران اشتر دارد بنا کردہ آنجناب است۔ حضرت شیخ ابوالفتح ابن حضرت شیخ بر خوردار مرید پیدر شریعت خود است و خرقة فقیر نیز از آنجناب فیض کتساب یافته بود بعد انتقال آنصاحب حال بر مسند ارشاد تکیہ زوہ کامردائے طالبان حق و مجاہد محبوب مطلق گردید۔ ان ولی زمان مخلق عظیم متصف بود۔ ہم بطبع سلیم علم با علم داشت لازم حال بود و یک رنگ در ہمہ حال۔ ایات

صاحب و عہد و حال بود آن ذات

بہر طلاب حق ز فیض و کشود

فخر اہل زمان خود مے بود

حضرت شیخ المشائخ شیخ فخر اللہ ابن شیخ ابوالفتح مرید پیر بزرگوار خود است۔ او صفات و صفات کمالش از احاطہ تحریر و میدان تقریر بیرون است۔

آن فخر جہاں جہاں احساں

آن رونق بزم عز و تمکین

سالار جنود عاشقان بود

در بزل و کرم چو بحر عماساں

واں نور حیران غلطت و دین

زاں مفر خلق انس و جاں بود

فصل پنجم در احوال حضرت شیخ ابوالحسن تنانی المشہور بہ پیر ابوالحسن

مرید پیر خویش حضرت شیخ فخر اللہ است و خرقة خلافت و کماں سلوک نیز از ان جناب ۷۹۰ نمود۔ خرق عادات و قوت کرات کہ از آنجناب بنظور پیوستہ بجز بزرگان سلوک و اولیاء اللہ از دیگرے ہم ز سیدہ۔ احوال آنصاحب حال بدین سوال بود کہ اکثر اوقات مستی باوہ شوق گشتہ در عالم استغراق مے ماند و گاہے قدم در باد پھو نہادہ سخیبنا مورات ظاہری مے راند۔ نظم

گے ہشیار بودے گے ہستی
ہمہ با ذات حق گشتہ ہیا
دور کی راز دست خویش دادہ

فرورفتہ ز خود گم گشتہ ہستی
فتانہ آستین بر جملہ دنیا
بیک رنگی رخ جازا نہادہ

بجز حق از ہمہ سے بود بیزار
کہ در یک جا نگنجد بار و اغیار

چو اندر عالم صحو آمد سے باز
بخلق احمدی کے گشت و مساز

بہر یک داشتے و اباب احساں
بدستور قدیم حق پرستیاں

حضرت شیخ ابوالفتح المشہور و معروف بحضرت شاہ تجبو مرید پدر خویش حضرت شیخ ابوالحسن است

و خرقہ خلافت نیز از دست آنجناب پوشیدہ در مبدائے احوال مزاج شریف راداعب بعیش و

عشرت داشتند۔ در ایام کہولت تائب شدہ طریق طریقت کہ ورثہ آبائی است اخفیا سناختند

کمال سلوک از فیضان آن شیخ کامل و پیر کامل وصول آن شیر بنفشہ فقر و غنا گشتہ۔ قطعہ

واقف اسرار یزدان صاحب فقر و فنا
چہتمہ علین الیقین و متبوع صدق و صفای

مصدر فیضان ایزد منظر انوار حق
شاہ تجبو پیر ولایت سالک راہ خدا

حضرت شاہ المشہور میثا شاہ ابن حضرت شیخ ابوالفتح الملقب شاہ تجبو صاحب بیعت بہ عم

حقیقی خود سالک راہ طریقت و معرفت حضرت خدا بخش علیہ الرحمۃ داشت و خرقہ خلافت ظاہری

و باطنی از پدر شریف خود یافتہ متکلی سجاوہ ارشاد و سلسلہ خویش گشت۔ فیض رسان خاص و عام و مریدان

عقیدت التیام بود۔ اسباب

بخلق احمدی شان معجب داشت
بہر دل تخم ہر خود چنین کاشت

ز کہ تا ہمہ ہمہ مشتاق او بود
ز صدق دل بیانش دبرہ سے سود

بشیخ و شاہ یکساں بود آن ذات
کفیل کار ہر یک در صہمات

باہل دین حیر با اہل دنیا
یا خلق حمیدہ بڈ مہتیا

بہر کس بود آن فیاض یکساں
نہ این بخش ازاں میداشت آن

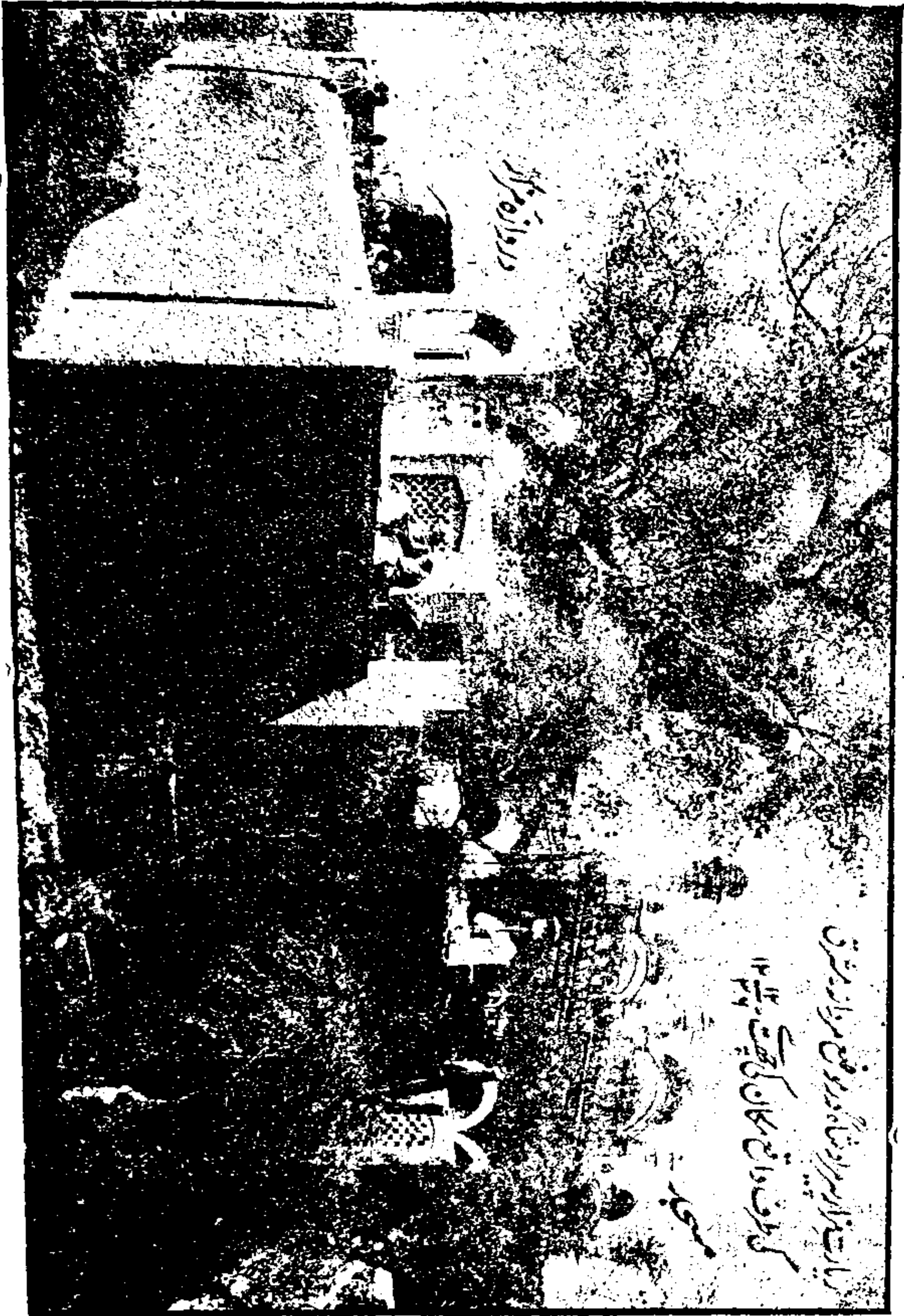
از ان کامل شریعت و طریقت مکمل الحقیقت و المعرفت حضرت غلام رکن الدین المشہور بشاہ مراد بخش

علیہ الرحمۃ دست امانت بیعت خلق در دست مبارک جدا مجد خویش خلاصہ ادلیا حضرت شاہ خدی بخش

دادہ و تبرک خرقہ آبائی از جناب والد شریف خود شیخ الوقت حضرت کرم شاہ الملقب بمیثا شاہ

پوشیدہ عابد بے ریا و مجاہد بے ہمتا و صاحب تصانیف ماہرہ بود۔ چنانچہ مراد العاشقین

و ترجمہ بند سہمی بہا مریدان بردزن نامیقمان در فارسی و دیوان مراد و مراد المخبس و بزبان اردو



دروازہ نماز

مسجد
کی طرف واقع مکان کی قیمت ۱۳۳۰

راست نماز سرور شاہ اور موضع سرور شاہ مشرق

یعنی سندی نظم کردہ آنجناب است۔ استعارات و اشعارات آن صاحب حال سراسر تہنوت و عین سلوک اند۔ نظم

بیلی بوکستان اہل صفایا	نوکل گلستان فکروفتا
بحر توحید و سبیل ایقانی	بچہ شمع در نخبہ ادا دانی
صاحب درع و صاحب پیر	بخ خدا از ہمہ نمودہ گریز
جانب حق گرفتہ بود ہمہ	صرف عمر اندریں نمود ہمہ
دردش ذکر حق نمود قراد	زاں سبب بد نہ غیر او بیژاد
درس رائے سہ پنج تاکہ بلند	اشتبہ فکر سوسہ مولا اند
آخر کار میں بعین نسا	از تنش کرد مرز جلاں پرواز

۱۲۱۵ھ

درس یک ہزار و دو صد و پانزدہ این جہان فانی را پدرو کردہ رحلت فرمائے سرائے جاودانی گردید و عدال شاہ لاریب حاصل نمود۔ مرقد مبارکش متصل مسجد اندرون واقع موضع مردانہ کھوکھر است۔ بحر مواج کمال موج عمان حال قطب دہر حضرت شاہ قلندر را برادر بجائے پدر بود و ہم تبرک زرقہ سلسلہ سہروردیہ از ان فرد الا جناب یعنی غلام رکن الدین شاہ مراد بخش علیہ الرحمۃ پوشیدہ و اجازت سلاسل جنیدیہ و چشتیہ و مداریہ و شتاریہ نیز از ان جناب یافتہ اند۔ نور عدتہ مراد گل حدیقہ ارشاد شاہ غلام محی الدین زاد اللہ عمر و اقبالیہ مرید و سجادہ نشین پدر خویش شیخ المشائخ قطب زماں ولی دوران و جید العصر فرید الدہر حضرت شاہ قلندر شاہ قدس الشہ العزیز است۔ بعد انتقال ان خلاصہ اولیا از دار فناء بدار بقا مندرجہ ذیل شدہ بر آرزو حاجا و پذیرندہ مزاجات ان سلالہ دودمان کبرئے را بطریق اہل این خاندان مشائخ غلام علی باکرات دار او۔ بحرست العین و آل الامجاد۔

میان احوال بعضی از بزرگان این خاندان مجلائیہ آوژن سرور است

شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام علی ابن مقبول اللہ حضرت شیخ فخر اللہ کہ بعد از وفات پدر شریف بر سجادہ ارشاد شدہ بعد منقضی شدن یوم چند ازین جہان گذران سفر گزین و ابقا شدہ

وصالِ شاہِ حقیقی حاصل کردند۔ مزارِ اول کہ از مزاراتِ لاہور در موضعِ شیخ پور المشہور کوٹلی شدہ
ہیں مزارِ حضرت شاہِ غلام علی است۔ صاحبِ فرقِ عادتِ طاہرہ و کشف و کراماتِ باہرہ بودند
چنانچہ اکثر در ویرانگیئے ملک بموضعِ کوٹلی شیرازِ نپستان کنارہ دریائے راوی برائے زیارتِ مرقد
آن جناب مے آید۔ بعد انتقالِ این صاحبِ حال کہ برادرِ کلاں حضرت شیخ الوقت پیر ابوالحسن بودند
حضرت موصوف برمسند ارشاد یعنی پذیر بدہ اولیا حضرت شیخ فخر اللہ شمسہ اند۔ حضرت شاہ
خدا بخش اخی ثانی حضرت شاہِ محبوب آمد۔ مرقد شریفش در پہلوئے حضرت غلام علی علیہ الرحمۃ و فرزند
داشتند مسئمی بمیانِ فیض بخش و میانِ نیاز بخش علیہ الرحمۃ و العفران ہر دو در پہلوئے پیدر شریف خوش
در کوٹلی آسودہ اند۔ حضرت شیخ دیدار بخش و کام بخش فرزندِ دوئی و سوئی حضرت شیخ المشائخ حضرت
شاہِ محبوب و برادرانِ خود شیخ الوقت حضرت کرم شاہ المشہور مسینا شاہ علیہ الرحمۃ حضرت پیر شاہ اخی
ثالث حضرت شیخ ابوالفتح المشہور شاہِ محبوب مرقدش در پہلوئے چار دیوار مزار حضرت شیخ عبد العزیز
علیہ الرحمۃ بہ گرجی میانِ بھاجن بلوچ کہ از وہلی بفاصلہ سی کر وہ آن روئے آب جتا است
واقع است۔ دو فرزند داشت حضرت شیخ احمد بخش و شیخ عظیم شاہ از اولاد بے برہ رفتند۔
در کوٹلی بجوار مزار شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ آسودہ اند۔ حضرت سکندر شاہ ابن
سلانہ کرام حضرت کرم شاہ المشہور مسینا شاہ برادرِ خود شیخ المشائخ پیر و مرشدیم حضرت قلندر شاہ قدس سرہ
در درع و بہر ہیز عدیم المثال و در فقر و فنا صاحبِ حال بودند۔ فرزند

در عمد شباب کار پیراں میکرد ز افراد بود آنم یک فرد

احوال عجیب داشت با قلب رقیب در زمرہ اہل درد آن صاحبِ درد و طبع موزون داشت۔ چنانچہ
ابن ہر دو مطلع از اشعار اوست۔ نظم

تیرہ موئے مژگان دو ختم این چشم جہراں را
دوازشتہ جاں کردہ ام جاک گریباں را
خیال روئے تو با من چنان ہم آغوش است
کہ کار ہر دو جہاں از دم فراغوش است
در عمر بیست سالگی در سن ۱۲۱ھ جناب ثانی را پدر و دو ساختہ پدار جاودانی شناخت۔ مرقدش پامیں پاک
راست حضرت بنی کی قطب العالم شیخ چو شرف قدس اسرار ہم واقع است۔

۱۲۱ھ سن ۱۸۰۶ء میں۔ دوسری جگہ اس کا ثبوت دیا گیا ہے۔ (تابع)

در احوالِ خلفِ ثانی حضرت بندگی قطبِ عالم

محرر این بیان جنین سے نو سید کہ ملک بجلی خاں کھوکھر عرف سنکی ساکن تلوارہ کہ از امر ایان مقرب بادشاہ سلطان السلاطین سلطان بہلول لودھی والی ہند بود دختر سے داشت کہ بتقدیر الہی بیچ شدہ بود بعد انتقال سلطان زادی کہ در سلک از دواج حضرت بندگی قطبِ عالم منسلک بود در خاطر ملک بجلی خاں گذشت کہ این عاجزہ خود را در نکاح حضرت بندگی دید۔ امید است کہ بدعائے آنجناب مرفعی کہ دارد لبتفا مبدل خواهد شد و ہم رسوخ این کمترین مریدان زیادہ بظہور خواهد پیوست۔ روز سے بنیاز تمام عرش کرد یا خلاصہ اولیائے کرام آرزوئے دارم کہ عاجزہ این کمترین را اگر بجز قبول شرف دہند عین بندہ نواز نیست۔ اذ انجا کہ مر بانی کمال بر احوال ملک بجلی خاں میدہند اغتیار ذمورند۔ ملک موصوف این امر را فخر و مباہات دارین تصوریدہ احتفاظ فراوان نمود۔ حضرت بندگی در ساعت سعید خانہ ملک بجلی خاں را بقدم سیمینت لزوم خوش مشرف و معزز فرمودہ بعد فراغ عقد مناکحت دست آن پاکدامن را گرفته فرمودند۔ بر خیز باذن اللہ۔ فی الفور دستنی اعضا نصیب آن تاج المستور گشت۔ ملک بجلی خاں موضع تلوارہ کہ حال بگذر تلوارہ در لاہور مشہور است معہ جہاز فراوان نذر کردہ خصت ساخت۔ ازاں پاکدامن فرزند بوجود آمد کہ سعادت دارین از ناہیبہ آن عزیزہ الوجود جلوہ نازہ سے داد۔ بجز مشاہدہ بشرہ اش باسم شیخ بہاؤ الدین موسوم فرمودند۔ آنصاحب ہمت بلند طریق طریقت و سلوک را بقدم ہمت آچنان پیمود کہ اندراں وقت کسے را مجال ہمسرئی او نبود۔ صاحب خرق عادات و کشف کرامات بود۔ یکے از خوارق آن زیدہ اولیا اینست کہ حمد نام بر من عرف دست بر من کہ

مطرب غریب الوطن مسافرانہ یک طرفت زیر بندگی حضرت پیر ہاوں کہ بنام حضرت بندگی قطبِ عالم مشہور است زیر درختے بخواب رفتند۔ قصاراً بر من مذکور را آچنان مار زہرناک گزید کہ فرست دم زدن نداشت۔ چونکہ مطرب بیدار گشت چہ بیند کہ بر من قلب بے جان افتادہ مستطرب الاحوال بران بلندی رو نہاد کہ شاید دریں مقام هیچ بندوئی باشد کہ بر من را موافق مشرب بہود بمنزل اصلی رساند۔ چونکہ بالا برآمد حضرت شیخ بہاؤ الدین را کہ صاحب الارشاد

حضرت بندگی قطب العالم در آنجا متکلم بود بر مصلحت فخر نشسته دید بے چاره دار عرض احوال خویش کرد۔ گفت اے مرد خدا عند اللہ تا کجا توانی از چاره کار من بے چاره دریغ مفرمائے کہ دل خستہ و خاطر شکستہ بدروازہ تو آمدہ ام۔ زبده اولیٰ صلین حضرت شیخ بہاؤ الدین را بر احوال آن مطرب مسافر رحم آمد فی الفور از مکان خود برخاستہ ہمراہ مطرب مذکور جائیکہ قالب بے جان بر من افتادہ بود رسیدہ دست مبارک خویش بر سینہ اش نہاد۔ سہ بار اہم ذات تبارک و تعالیٰ بر زبان فیض تر جان آوردند۔ جاں بخش حقیقی از سر نو زندگی آن برہن مارگزیدہ داد۔ چونکہ چشم واکرد از افسردگی مطرب و دست نہادن آنجناب بر سینہ حیراں ماندہ پرسید کہ حال چیست۔ چونکہ مطرب از ماجرا بے گزشتہ مطلع ساخت۔ حمد مذکور ہچو گویا یاد برخاستہ کرد حضرت شیخ بہاؤ الحق گردیدہ عرض کرد کہ یا خلاصہ اولیا از امروز غلامی و مریدی ذات با برکات اختیار کردم ہر کہ از اولاد من خواہد بود از اطاعت و مریدی اولاد آن جناب سر نخواہد پیچید و مطیع و منتقاد فرمایں خواہد ماند۔ حضرت موصوف آن برہن راجع مطرب پیش خود داستانی بسططان ابراہیم لودھی والی ہند سیر و آن عقیدت نہاد کردند۔ بادشاہ بنا بر پاس ادب ارشاد شیخ المتشاح حضرت شیخ بہاؤ الدین نوکر خود با عزت تمام داشت۔ وقت رخصت از خدمت شریف آن جناب عرض کردند کہ این کمترین مریدان از قوم ہندو است کہ ام رسم از رسومات بریں غلام مقرر فرمائند کہ در اولاد من یادگار ماند۔ فرمودند اے عقیدت نہاد اگر دل تو سے خواہد رسم عقیدہ را اختیار کن و یک کاکل از ان من باشد۔ وقت عقیدہ از اولاد این فقیر حلق سازی۔ چنانچہ در اولاد ہمد برہن عرت دت تا ہنوز جاریست و نسبہ کنجروٹ و مینیے والی و غیرہ کہ بر کٹا ہ ڈریائے راوی آباد اند از اولاد ہمد مذکور اند و احوال نسبت رائے بہو یا بھٹی کہ رئیس بارساندرو مرید حضرت بندگی قطب العالم بود جنہیں سے نویسد کہ رائے بہو یا دختری سے داشت بہر اہم عصمت و نفقت آراستہ و بخلہ عقل و ادراک پراسستہ روز سے حضرت بندگی برائے مذکور گفتہ فرستادند کہ دختر خود را بجبالہ نکاح فرزند بہاؤ الدین در آور۔ رائے مسطور در جواب این سوال عرض

لہ رائے بہو یا کی قبر موضع مشتمہ عیسے کی حدیست میں تلوٹی کے بت پر ہے۔ (نامی)

کرد کہ مہائے بے مقدار را بہ کتاب کہ نور بخش عالم و عالمیاں است دم مساوات زدن
 موجب ترکِ ادب است۔ غرض آنکہ بطقات اخیل عرض از اقبال این امر سرچسپیدہ
 ابا و زبید۔ جناب حضرت بندگی قدرے سوئے مزاج شدہ سکوت فرمودند۔ رائے ہو یا
 چونکہ شب بخواب رفت چہ بیند کہ سواری جناب سروری معلم میرود خواست کہ مشرف
 زیارت شود۔ فرمودند پیش آمدن ندید۔ تاکہ رضا مندی فرزند عبد الجلیل نکلند رائے بہودی
 نخواہد دید۔ بجز وصول این ارشاد شب باقی ماندہ را ہزار دشواری بسر بردہ صبح سرد قدم
 حضرت بندگی نہادہ عرض کرد یا خلاصہ اولیا بجزیدہ جرمیہ این غلام عند اللہ قلم عفو درکشند
 کہ بندہ زادی را در سلک کبیر ال حضرت شیخ بہاؤ الدین منسلک ساختم۔ حضرت بندگی از اقبال
 این امر خوشنود شدہ در حق رائے ہو یا بھشی دعائے خیر فرمودند۔ بروز میمون ساعت ہمایوں
 ماہین عما جہادہ شیخ بہاؤ الدین و بنت رائے مسطور صورت از دو واج انتظام یافت۔
 از اں عدت بجز عصمت دو لوبے شاہوار ہو جو آمدند سی شیخ محمد و شیخ محمود۔

ہر دو بودند در شریعت فرد ہر دو بودند در طریقت فرد

ہر دو صد چشمہ یقین بودند ہر دو سرخیل اہل دین بودند

ہر یکے موج بحر عرفاں بود خازن گنج ستر سبحاں بود

شیخ المشائخ حضرت سید علی ابن حضرت شیخ محمود انجمن صاحب حال بود کہ اندران دیار
 خرق عادات و کرامات آن ولی اللہ حکایت ہاست۔ در موضع پنڈی قریشیاں مزار آن
 عالی تبار مشہور و معروف و جائے زیارت خواص رعوام است۔ اولاد حضرت
 سکونت پیر دیاہوں را گذاشتہ۔ موضع نومسی قریشیا نوالہ غریب روید از قصبہ پیر دیاہوں
 آباد گشتند۔ وارث اولاد شیخ محمود موضع بنی پور و فاضل پور و گنجی و پنڈی مذکور و بھکوتی و
 شاہ پور و کوٹ پیر قادر بخش انداختہ جا بجا آباد اند و بلندی پیر دیاہوں حالا جائے
 مدفن نماہ ہمہ ہا است۔ (افسوس تمام قبور اولاد کی غیر تقلدی کی نذر و دیراں ہیں (نامی))

چوں اظہار احوال بعضے مقلدانِ این خاندانِ والا نشان کہ در یک دو

مکان نسبت فرزندمی باین دو دمان دهند و خود ہارا از اولاد میگویند

بقیدہ قلم آوردن ضرور افتاد

برنامی اولاد امجاد سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم ابوالخیت قریشی الحارثی اہل سبندھو ہندویش و ہوید آباد کہ اولاد شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین برادر قطب الاقطاب حضرت بندگی شیخ جوہر حسب الملک موروثی خویش در قصبہ چومنی اقامت داشتند۔ در بعضی ہرج مہرج شورش فرقت سنہاں فرمان آیمجات و کتب ہا در خانہ بزرگان تافہ قطب الدین کہ حال در موضع کلن سکونت میراد بطریق امانت گذاشتہ بودند۔ چونکہ پائے استفسار قصبہ چومنی دست نداد ہندوستان نزد اولاد حضرت شیخ عبدالنبی در قصبہ گرجی ہجرت ہا بلوچ رفتہ سکونت در زیدند۔ دریں وقت باستماع میرسد کہ قاضی مذکور ملفوظ شیخ المشائخ حضرت فرید الدین را تمسک نسبت خویش ساختہ خود را با اولاد حضرت موصوف نسبت میدید۔ باید کہ اذین احوال خبردار بودہ احدی ازین خاندان ہاں متقلدان تقرب بخود دیگر آنکہ مشیخت پناہ میاں نور شاہ نیز از اولاد حضرت فرید الدین علیہ الرحمۃ اند در موضع مرتضی متصل انگلستان الہ برب دریا و یک ہمشیرہ رحیم بخش نامی کہ خدائی شدہ بود۔ چونکہ آن عزیز یعنی میاں نور شاہ از شجر امید اولاد بے خبر ماند بعد رحلت اں بزرگوار ملفوظ قدیم و دیگر اشیا و کتب وغیرہ بدست رحیم بخش و برادر کلانش افتاد۔ انہا نیز نقل تازہ ازاں ملفوظ کنا نیدہ نسبت خود را حضرت شیخ نور حان کہ زبده خاندان حضرت سلطان التارکین قدس سرہ عزیز است منسوب ساختہ خود ہارا از اولاد آنجناب مقرر کردہ اند۔ و حال آنکہ باخبار صحیح بیہوت پیوستہ کہ حضرت شیخ نور حان تامل اختیار نکرده تمام عمر خود را اندرین دیرنا پادار بگرد و آزاد گذارده اند۔ پس اہل این خاندان ہر کہ باشند ازین احوال مطلع بودہ ہاں ثقلب پیشگان تقرب قرابت جوید۔ قریشیان قلعه غوث خود را از ہندی شیخ موسی ہاشمی الحارثی مے گویند۔ اما تا ہنوز بیہوت نہ پیوستہ و صحیح نشدہ مشکوک الاحوال اند۔

لے معلوم ہوا ہے کہ رحیم بخش کی زینہ اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ (نامی)

فصل مہتمم در ذکر احوال بعضی علما سے حضرت بندگی قطب عالم شیخ پور قندیں
سیرۃ العزیز کہ تبرک خرقہ فقرا از جناب شمسوار میدان ہدایت در شاہ یافتہ اند
اسامی ہر ایک از انہا سمت تحریر نہیں سے باید

شیخ المشائخ حضرت شیخ یونس عت کسیرہ مدت بسیار نسل و نمار در خدمت جناب پور قندیں
خوش ریاضت ہاکتیدہ خرقہ فقرا حاصل کردہ تبرکشن در موضع پنج برکنارہ قدیم دریائے رائی مشہور و
معروف و زیارت گاہ مرومان آن نواح است۔
صاحب فقر و فنا حضرت شیخ موسیٰ آشگر از خرقہ پوشان جناب ارشاد آب حضرت
بندگی قطب عالم قاری سرہ عجب الاحوال بود صاحب سلسلہ شدہ۔ حضرت علیم الدین عرف
رنگریز کہ در عالم یک رنگی کمال حاصل داشت مرید و فقیہ حضرت شیخ موسیٰ است و حضرت
شیخ شاہ نور قشوری و شیخ ابوبخبان کہ اولاد آن بزرگوار در فیض پور باغبانان متمکن است ہر دو
مرید شیخ علیم الدین اند۔ مزار حضرت شیخ موسیٰ جنوب رویہ از مرقم نور حضرت بندگی قدس سر
متبرہ رفیع سبز نام پائیں مرقم شریف حضرت بندگی است۔ حضرت شیخ ابوالفتح مردی صاحب
تقویٰ و ظہارت باجائز روح پر فوٹ رکن الملت والدین حضرت شیخ ابوالفتح فیض اللہ
اسدی، الملتانی از خدمت حضرت بندگی فیض دو جہانی حاصل سائنہ خرقہ فقرا مشرف شد۔
مرقدش در میان پنج قبیلہ متصل شیخ پورہ مشہور و معروف سید السادات سید علی غازی و سید حسین الدین
غازی از اکابران ولایت اند صاحب حال کامل السطریقت بود۔ زرقہ فقرا حضرت بندگی
مزارش نیز متصل میان پنج قبیلہ است۔ حضرت جناب سیاح پوش مردی بود۔ سید الدین سید الدین
طریقیت را بقدم ہمت پیورہ مدتی در جناب بندگی قطب عالم خدمت پانچا اورده خرقہ خلافت
حاصل کردہ قبران عالی تمت برکنارہ قدیم دریائے رائی است۔ شیخ الوقت شیخ خیر الدین
عرف کبھی مدرس در سن عشق بازی و معلم علم جانگدازن مرید خاص المنان حضرت بندگی است و
در کماں سلوک خرقہ فقرا نیز از انہا جناب بائینہ مزار آن بزرگوار در میدان میر شہزاد غائب رویہ لائے

۱۹۲۴ء کی مفصلانہ تقسیم سے بھارت میں شامل ہوئے اور کہیں پاکستان میں یہ وطن۔ (نامی) ۱
۲ غالباً مراد میانہ ہے۔ جولہ پور میں میانہ صاحب کے نام سے مشہور قبرستان ہے اور قبیلہ سے مراد قبیلہ یا پتوڑہ

است۔ حضرت شیخ المشائخ بدر الہدایت شاہ ابوالخیر ابن سید عمر حسینی یکے تاز عرفہ ایقان و
شاہ باز اوج عرفان بود۔ ان مست بادہ شوق اکثر اوقات در عالم سکر و کثر در عالم صحو ممانند
کمال سلوک و خرقہ فقر از جناب فیض باب حضرت بندگی حاصل کرده و جائے اقامت در رسول سالک
واقع بار ساند رکھو کھر کہ مزار فیض آثار ان مرد خدا در انجا است نیز عطا کرده حضرت قطب العالم
است۔ سید علم الدین از مستر شدان انجناب مردے خدا دست محنتی شناس و حقیقت اساس
بود۔ تبر ان بیادت مرتبت در قصد جنڈ پالہ کلساں است۔ نو بہار عدلیہ تمارادت حضرت شیخ
عطا عرفت را و از مستر شدان انجناب اند۔ حقیقت معرفت را خوبتر دریافتہ بودند۔ مزار شیخ
موصوفت برکنارہ دریا بیابا مشہور است۔ عاشق سمرست دست مے است حضرت شیخ چو با
عرفت جنبت یکے از واصلان حق بود بخرقہ فقر از حضرت بندگی قطب العالم اختصاص یافتہ
در جوار لاہور برب دریا کے راوی آسودہ است مست شراب شوق حضرت ملا عرف
بچار مردے صاحب دردے مدتها در خدمت پیر و مرشد خویش حضرت بندگی قدس سر
قیام در زیدہ و محنت ہا کشیدہ خرقہ فقر حاصل نمودہ مرقد ان در موضع تیرہ بزرگ مشہور است۔
مکان مردانہ کھو کھر در جناب پیر و مرشد خویش حضرت بندگی کثیر الامتلاء بودہ اکثر در خدمت انجناب
عاشق سفر میماند فقیر کے بود کامل۔ قبرش در موضع مردانہ کہ با ہم ان بزرگوار است مشہور
است۔ شیخ شہاب الدین عرفت شیخ پروردہ نظر انجناب و بخرقہ خلافت ممتاز مزارش
پائین رو قہ حضرت بندگی است۔ شیخ جلال عرفت بجز از ارادت مندان خاص انما ہں
ان حضرت است۔ مرقدش در موضع ہاند و کوجر کہ ورثہ ابانی ان بزرگوار است مشہور است
شیخ المشائخ شیخ سعد عرفت بہلیم از خلفائے ارشد انجناب است مزارش در محلہ
کھاری کھونی واقع گذر تلوارہ کہ از عہد سلطان بہلول لودھی در ورثہ ان خاندان شدہ آمدہ و
عمارات اقامت حضرت بندگی و سجادہ نشینان انحضرت اندران محلہ ہستند دستون چونی کہ
زیارت گاہ مردمان ہوار است اجواش در ملفوظ قدیم جنس کے نویسند کہ شبہ جناب حضرت
بندگی قطب العالم در ایوان چوبلی خویش در استغراق شہود شائبہ لاریب نشستہ بودند کہ تقدیر
الہی چوب غم تیر ان ایوان در شکست۔ قادر قدیم از قدرت کاملہ خویش ستونے از غیب زیر ان

لے اس موضع کے کھنڈرات کے قریب اب قصہ شاہ کوٹ (سانگلہ بل سیشن) آباد ہے۔ (نامی)
لے افسوس یہ موضع بھی موضع منج کی طرف بھارت میں مدغم ہو گیا۔ (نامی)

شہیر ہواد ہر گاہ روز روشن شد ستونے دیگر در آنجا دادہ آن ستون را بترک نگاہ داشتند۔
 تا ہنوز در حجرہ آن حویلی قدیم استادہ است و پیلو و موجو و میاں درائے رام دیو و
 ملک ہند و شاہ بھٹیاں و ملک بویا و ملک بھلر کھو کھراں کہ ذکر آنہا در ملفوظ قدیم مفصلاً و
 مشروحاً زیب اندراج یافتہ است از مریدان کار کردہ آنجناب اند۔

باب پنجم

در احوال بیماری و وفات قطب الاقطاب فرد الاجناب اکمل در
 فصل عصر قطب بلا اشتباہ پیر و مرشدیم انویم بجلتے قبلہ گاہ حضرت
 قلندر شاہ طیب اللہ شراہ و حیل الخجستہ متواہ مثل برہفت فصل

فصل اول در احوال بیماری تا روز وفات - فصل دوم در درد و سوز آن روز - فصل سوم در
 تحریر تاریخات و شجر ہائے شریعت کہ جناب حضرت جیورابہ آن ذاتہا توسل است - فصل
 ہارم در بیان خلفائے اکھف از زمرہ اہل سادات و قریش - فصل پنجم در احوال خانمانے
 حضرت ایشان از گروہ علما و فریق دیگر - فصل ششم در بیان بعضی خوارق عادات کہ گاہ
 از آنجناب بے اختیار صادر شدہ - فصل ہفتم در خانہ کتاب -

فصل اول - قلم در رقم بیان احوال مرض کہ در مزاج قبض استراج قطب بلا
 اشتباہ فرید عصر و حیدر حضرت شاہ قلندر قدس اللہ سرہ عرصہ چند سال لاحق شدہ و در منگیر
 ماندہ چہنیں تحریر - نہ ناید کہ با وجود و فور آلام شدت مرض کہ عماید حال آنصہ حسب کمال گشتہ
 بود، بیچکاہ شکن چہنیں بر صفحہ جبین نبذاخت و شکوہ آن پیش اعدے از دوستان بیان نہایت
 و بر زبان بیاورد - ابیات

لہ افسوس اب وہ محلہ ہائے قبضے میں ہے نہ تبرکات - تمسات میں محلہ شیخ چوہدری شہنشاہ نام دیکھا گیا ہے (نای)

صبر بر بیماری خود آن ولی ابن ولی
 اولیاء را هر چه رنج و درد آید ای عیب
 عزیزانی الحقیقت جامه صبر بر قامت آن کس راست و درست آید که در عین نزول بلا و
 درد رنج و عناء در جناب خدا ادائے شکر نماید - ایات

صبر در عین بلا آئین درویشاں است
 بر درویشاں عطا شد رنج و امراض الم
 غیر درویشاں ندارد طاقت صبر و شکیب
 زمره عشاق را در دیش گویند ای فلاں
 است که معشوق مجازی بر آزمائش عشق عاشق خود را نظر انداز کرده بر تیغ تقاض و خنجر
 تمایل خاطرش را مجروح می سازد و در بوت فروق میگدازد تا در قلب و خالص امتیاز
 دست دهد حضرت شیراز می فرماید -

خوش بود که محک تجربه آید بمیساں
 تا سپاه روی بود هر که در غمش باشد
 معشوق حقیقی نیز بجاشقان حضرت خود طرح آزمائش در میان آورده کس را برنج فاقه و
 جوع که الجوع اشد من الموت در حق دوست و کس را با مراض ظاہر و کس را بالام باطن
 مبتلا ساخته در عشق و محبت خود می آزماید - قطعه

محنت در کج است نصیب عاشق
 هر که از مدرسه عشق نخواست اند الف الم
 الله تعالی جل جلاله بلا را محض برائے خواصان خویش آفریده - چنانچه اندریں باب
 میگوید -

من بلا بر کسے رہا نکتم
 تا کہ نامش زاد لیا نکتم
 این بلا گوهر خزینه ماست
 ما بر کس گهر عطا نکتم

و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نیز وارد است - اللہ بلا علی الانبیاء ثم الاولیاء
 ثم المؤمنین ، چوں مورد بلا بودن خاصه اہل صفاء و مردان خدا است - جناب اشرف

حضرت جو مدت دو سال کامل در ابتلا و مرض صاحب فراش بوده اند۔ اما از عالی ہمتی آنچه اوقات مقرری از تلاوت قرآن و اشتغالی و وظائف و طریق ادا کے نماز پنجگانہ و نوافل تہجد و اشراق و چاشت وغیرہ کہ در ہمیں صحت تن و تندرستی بدن نمویل میرا شتند در بیچ گاہ فرو گذاشت نفر بودند و اندراں احوال کہ حوصلہ بیندہ را از جلدی ر بود از دست ندادند بہت

مرداں کسے بود کہ باحوال تنگ خویش اوقات خویش بدام نگاہ دارد و بجای عرض آنکہ ذات بابرکات حضرت جو آن قدر حوصلہ فراخ داشتند کہ رنج و راحت را برابر مے اندگاشتند و در بیچ احوال وقت رائے گذاشتند۔ لفظ

کار ہر کس نیست براوقات خود کردن قیام
ہر کہ داندرنج و راحت را برابرے احو
مردگان وقت را نذر زدست خود گے
حضرت شاہ قلندر اندرین دار فنا
ہمت عالیشان میں فرحت تو از چشم بفتین
اہل سبک مے نویسند کہ صاحب وقت بودن غیر ولی را نباشد بلبک لازم ذمت آیدہ کہ حاکم وقت
بود و نفاذ فرمان داشتہ باشد۔ اما ولایت بایں اسرار خمسہ بکمال مے انجامد کہ ہر کہ بے رورے
ریا بایں صفات متصف باشد او را ولی مے تو ان گفت۔

شرط اول اے برادران تخلق احمدی
شرط سوم عدل اندر نفس خود در خیر و شر
شرط چارم با حیا و علم بودن متصف
شرط پنجم با وجود فقر و وجود کرم
شرط دوم صدق مجموع صدق صدق و صی
بجو یا فرزند خود در عدل کردہ مے
در علاج در ملائکے مجموع صدق صدق
پیردی دارد ہمیشہ با کمال متنتی
سبحان اللہ با وجود کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ کہ در زمان بیچ مشکے بایں صفات یافتہ
نمے شود خود را از ہمہ فروتر مے شناختند و اکثر در حالت خشوع و خضوع مے گفتند۔ خداوند
تو بقیم بخش کہ لائق پیردی سبحان تو شوم۔ زہے بندہ حق کہ باوصف دستگاہ خوشین را بے دستگاہ
شمارد و خود را در زمرہ پیچداں انگارد۔

نقل است۔ روزے آنجناب در ملک مردانہ کھو کھر بوفنوئے نماز ظہر مشغول بودند کہ ز
 زمرہ فقیران درویزہ گر قشقہ سیاہ بر پیشانی کشیدہ و از امورات شرعیہ دامن چید، رسیدند۔ ایسا
 نشان فقرے غیر از کلائے
 نخرہ سے کہ از پیمانہ فقر
 دل مٹاں سرود ترمانند کا فور
 نہ جز نخوت سر و ستار ایشان
 ستادہ رو بر و گشتر مخاطب
 دولب را در تکلم باز کردند
 ہمے گویند اے مرد یگانہ
 جواب این سوال ما عیاں وہ
 شدہ خشم از ہمہ مجلس ہایاں
 نشد خشم کساں کس پیش گوارا
 زبان عجز را و اگر دو فرمود
 ز سر قسیمکے سے سازند انم

نہ ایشان را یکوبے فقر را ہے
 نہ برودہ راہ در حمانہ فقتر
 گدائی پیشکاں از درد دل دور
 بجز کلمہ و رازی کار ایشان
 ہمہ بے برہ از حد نظ مراتب
 جنیں طرز سخن آغماز کردند
 قلندر حیند قسم اندر زمانہ
 تو ز بہا کیستی مارا نشان وہ
 براں بہودہ گویاں ترا خایاں
 وے آن صاحب علم و حیا را
 تسلیم انگندہ بے زود
 کہ من خود رائے دانم کہ انم

بجز وصول این جواب کہ فی الحقیقت ناوک دل دوز بود رنداں مذکور از گستاخی کلام و
 جرات سوال منقل شدہ سر عجز و جبین نیاز بر دے خاک نہادہ گفتند آنچه سے شنیدیم بچشم
 خود دیدیم۔ عند اللہ تقصیرے کہ از ما سرزدہ معاف فرماید۔ فرمودند بیخ غم نہارید۔
 فقیر کترین ہمہ خلایق است و دست برداشتہ در حق آہادعاے خیر کردند۔ بیشک فقر
 در فردوسی و خاکساری است کہ گفتہ اند۔ فقیری چسبت خاککے پیختہ د آبکے برور یختہ نہ
 پشت پارا ازاں گردے دنہ کہت پارا ازاں دردے۔ نظم

دست زن اندر لجام اشہب کلک بیان
 پس کجا یابی توئے حیرت زدہ پایاں آن
 کن بیان درد روز رحلتش را بعدزاں

تا کجا خواہی شدن اسے شائق تو ہمہ پیر
 زانکہ دشت شوق رائے نے ہد نے پایاں بود
 آنچه سوال مرغن باقیست تحریرش نما

ہر گاہ آفتابِ عمر شریفیت آنحضرت جو اہل بغروب شد مرفعی کہ در مزاج شریف امتزاج
یافتہ و جزو بدن گشتہ بود روز و نال آورد۔ چنانچہ در عرصہٴ دو سہ ماہ بالکل بشفا مبدل گشت
و موسیٰ سرور پیش مبارک کہ ابھیں بودند اکثر اسود گشت۔ اما قوتی کہ در کثرت بیابان زان
شدہ بود رو بہ تقویت نیارود۔ و نیز بارہا زبان گوہر افشاں خود را بذكر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
و اسلام مذکور سے فرمودند کہ اعمار امتی سبعین و ستین۔ چون سن شریف آنحضرت بشخصت

دو سال یا زودہ ماہ رسیدہ بود ازین عمر خرابی عائد حال ہمگناں بود۔ لکن
کہ یاس زلف بدل شمعوں
سفرش چو مے بیاد دانی
کہ عمر امید گشتہ روشن
میگفت کہ ای عزیز و محزون
الطائف خدا چو رو نماید
بودم دریں جزین و میراں
کہ یاس ز جاہ سے بود
دل بود خنادر آہ کہ دین
جیرت زہ بودے شب روز
دل ز آتش غم مثال انگر
خون ریزی اشک آند بود
آہیکہ ز سینہ سر بود زد
گویم کہ چہ حال ما چگون بود

چنانچہ روزے فرمودند کہ ششمی در وہان سن لقمہ طعام نہادہ ہے گوید کہ فلانی ہمیں بود قسمت
تو از آن روز تا زمان رحلت از ہم عیش خوردنی و آتش بیداری کہ بود سوائے آب منتظر شدند
و می فرمودند کہ ازین بوسے۔ مے آید و طبیعتشے نواید و ہم سعادت روز اول از شرب
رحلت وقت یک پاس شب باقی ماندہ این احقر العبد رابع صاحبزادہ غلام محی الدین شاہ

طلب داشتہ فرمودند کہ امشب در خواب کہ عین بیداری بود چہ معائنہ سے نامم کہ نمرے پیش
من جاری است و پرچہ کاغذ کے درمیان آن سے رود کاغذ مسطور بدست من آید یک طرف
آن کاغذ حرف پاد اور آورده نوشته بودند در خواندن اصلاً بیامند و طرف دیگر این قطعہ
نوشته بود۔ قطعہ

الہی نجات تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا

گل اقبال تو دائم شکفتہ بخشم دشمنانت خار بادا

دیں اثنا شخصے بر سر من کلا ہے نہاد و گفت کہ این تاج جبرائیل علیہ السلام کہ بر سر تو نہاد
بر شہا مبارک باد۔ از اصغائے این کلام حیرت التیام دستم کہ صفات بشری بصفات
ملکی تبدیل یافتہ و تبدیل شدہ این شہبازہ اورج لاہوت ازین آشنیاں عاریتی عزم پریدن
دارد و این عنقائے قات معرفت از نامک طالعان روئے سے پوشد و نامک شدگان وادی
فراق را درین دشت حیرت بکیسانہ می گذارد۔ قطعہ

بیر بنائے دلم ترک الم تیز رسید

گشت امید کم دیاس فرزون تر گردید

ماند اگر ماند ہمیں درد ستر و علن

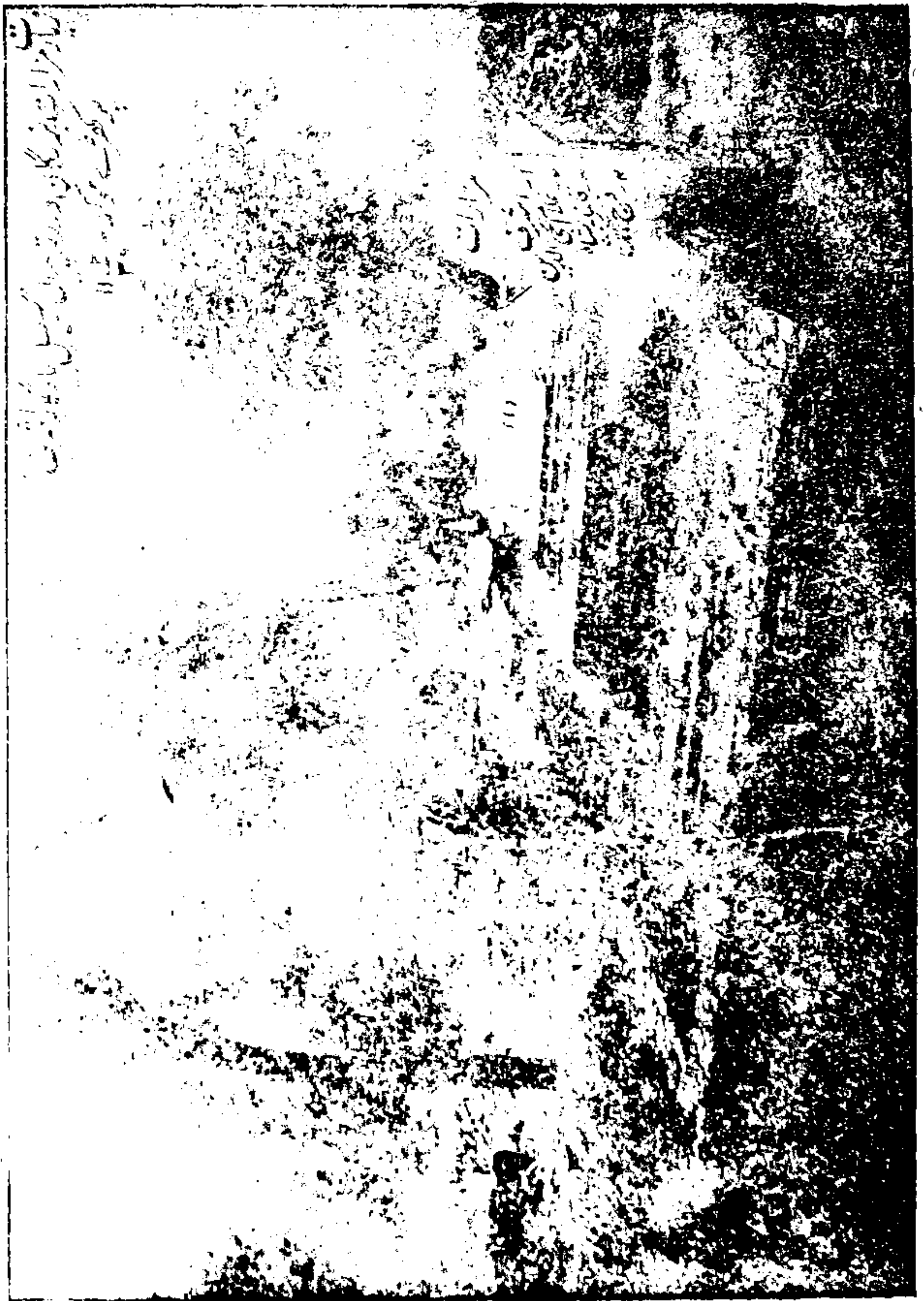
مایہ ہوش و خرد برود بیک حملہ ز من

جان من یافت براں شعلہ طپیدن چو سپند

شد چو از سوز جگر شمع صفت شعلہ بلند

فصل دوم در احوال انتقال آن صاحب کمال

چون منشی اجل خواست کہ حرف مستی ظاہری آن قطب برحق و ہادی مطلق از صفحہ روزگار
حک نماید و در ہدایت و فیض برود۔ نے خلق سدود سازد و مستفیضان این درگاہ را تیمم طریقت
گذارد۔ تفصیل این احوال در دواشمال آنکہ پیاریج بیست و ششم ماہ مبارک رمضان
سہ یک ہزار و دو صد و چہل و شصت ہجری باہن مغرب و شتا کہ شب لیلۃ القدر تجیر
از آنت نہائے۔ یا اینہا النفس المظہن ترجی الی ربک را عنیہ مرصیہ داخل عبادی
و اد علی عنی را لبیک فرمودہ از مضیق چار۔ دیوار تن روح مقدس خود را رہائی بخشید و زمین
بارغ واقع موضع رتہ پیراں بدن گاہ آن قبلہ ارباب کمال قرار یافت۔ غزل



دروے کئید آہ بدرمان خود رسید
 عمرے بچر دوست چو یعقوب میگریست
 از قید خار زار جہاں چوں خلاص یافت
 عمرے بر آستانہ فقر و فنا سوخت
 از ظلمت وجود بخلوت سرائے قدس
 جز وصل دوست بیخ نہ بد آزدے او
 جاں را تثار کرد و بجان خود رسید
 اکنوں بوصل یوسف کنعان خود رسید
 بلبل صفت باغ و گلستان خود رسید
 آنکہ بصد رصنہ سلطان خود رسید
 از روشنی شمع شبستان خود رسید
 اکنوں بہ آزدے دل و جان خود رسید

ندائیم کہ چہ گویم و چہ نوسیم و چہ سازم و چہ گویم سوزم و چہ ساں شمع بیان حال جان درد اقتران برافروزم
 و یا کہ گویم و کہ تو اند شنبید و تو اند تاب آورد و رحمت بحال ہمال اشتہال کہ تو اند کرد - مونس روزگار من
 رفت و پیر و مرشد بزرگوار من نقاب بر رخ کشید - داروے درد من سفاک و شد - ساقی مشراب
 باقی نماند و عیش دل و سرور جاں فانی گشت - ابیات

درینجا کہ رخت سفر بستہ رفت
 انیس دل و جان من بود او
 کنوں در میان نیست ز انسو نشان
 جہاں را پر از نالہ و غم کنم
 دلم را یہ تیغ الم خستہ رفت
 کزد جان دل برد از راز بو
 سزدگر بر آرم نفیہ و نغان
 ز خود رفتہ از نیک بدرم کنم

عیش از دست رفتہ شد کہ ام کس باز بدست من دید و آب رفتہ را بجوئے من کہ باز نہ نشاید
 عشرت و بہجت مرا از دست کلفت محنت کہ خلاص دید - نسلی دل بچہ چیز شود - بکدام کس
 دل تو ام بست و بخدمت کدام کس تو ام پوست - و در اوقات حیات با برکات بخدمت
 قدم سرہ بزبان حال و لسان قال سے گفتم - بیت

اندزین وقت بجز شاہ قندلیرے دل کو طبیعے کہ کند داروے بیماری دل

اکنوں کہ آن طبیب از بالین این بیمار علیک رفت و رفت بجای زارہ این مبتلا ہے ادکار نہ نمود -
 این درد بے داروے ماند - می دانست کہ در دم بجز لطف اوروے ندارد - لطمت بے کران
 مبدول نغمہ دواے ناکردہ مرا گذاشت - کلا شکی می مررد و این روز بدنی دیدم - اگر قالب
 تھی می کردم و اور رضی اللہ عنہ نماز جاریہ مرا می خواند نجات حاصل می شد - بیت

اسے دریغ اسے دریغ کے ہیں آفتاب دولت شد زیر رخ

واسے ہمد واسے کہ زیر سایہ ہما پایہ از فکر سود و زیاں فارغ یال بودم و یک بار آن سایہ از سرم رفت و تاب آفتاب چو دست در من اثر کرد و من پرورد سے کہ بیک بارگی وقت سایہ آفتاب بسوزد مال او پتہ باشد

نزد تازہ چو آب زندگانی	نظم بودم ز انگزار جوانی
نہ در پایہ گزم خاکے خزیدہ	نہ ہرگز بر گم ہائے وزیدہ
ہر ارم خار بر بستر نہادنی	بیک حملہ مر بر بیداد دی
یساں خواب آیدم بر بستر خداد	تق نازکتر از فکر کہ صد بار

در ان وقت کہ در پناہ آن سایہ بودم گام سے نہ نمودم و گرا از رشتہ مقصود نہ کشودم۔ اکڑن کہ ازاں وقت سر و دم پیدا است کہ چہ خواہم کرد۔ نہ تہا بر محرومی آن دولت گریہ دارم بیک برسے آئی اعلیٰ و ذل اسدی از حصول مایوں در استقبال فی الخلل اشک خونی می بارم۔ ہر چیز آن ولایت پناہ ہوا از ابتدائے شعور و آغاز تمیز از دقائق راہ آگاہ من فرمود و یک یک دقیقہ را بہ تقریب بے تہیہ ہمد بار افادہ می فرود۔ درین کہ یا آنکہ آن نعمت از من درین نمود بے بہرہ مانم۔ ابیات

چو حال پرست آمدم از سے	بقتدر خود غیب ہر کس از سے
بیکے را بہرہ اند محسوس و مستی	بیگے یا استن از پندارستی
نباہر جز برار سے بہرہ بخشود	کزاں مر بہرہ اش بے بہرگی بود

ہر کس از دل بستگان سلسلہ ارادت و اعتقاد آن عالی حضرت از فوہت آن نعمت بے قیاس باذراع غم و آلام گرفتار تمام اسقام است و منظر در حال خود این غم بر دے ست دہیں۔ انا اگر آن صاحب در میان آید معلوم شد کہ من درین کمال عبادت و درین اعتقاد حق۔ زیرا کہ دیگران بقدریکہ می دانستند نافع داشتند و شکسان نیست کہ من بسبب سعادت محرمیت و غلبہ خدمت و امتداد محبت زیارہ از دیگران واقف معارف کمال آن عادت ذوا بجدل بودم و امید سود بہر جمع این مراتب دانستہ ام از ہمہ مایوس شدم۔ اگر از سر ہر موسم چشم خون

دوان شود بیچ باشد

بیکیم سے شدت سے اس چمن کمار
 نگر دیدم ز مکرشس بیچ آنگام
 ز روزم شب ز شب روزم ترفیت
 کہ ہر بیان دلش از محنت و تائب
 رود تائب و تپش گرو و شکایا
 بکام خوش باید شادان بود
 مساید رو بلائے ناگمانی
 برائے سیر در صحر اکنت و تاز
 بسوسے بجز زور فتن نیاید
 بنا کامی برآمد آخرشس جان
 کہ چون اور مہا دیکر ندیرم
 چو نور سر سر بر اوج میزد
 ہر جانب کہ دیدم بود پید
 بود بیش و کند و نفع ملائم
 کتم از جہد ازان توفیق
 تخیلی بر سر نغمس در آرم
 کمر بر کین من کست است
 ماید جو مہ صیر ہر
 ز چشم قدم سے خاں نشانند
 و مار از من بر آورد و خیار
 از در کلبہ ام لوسے کااند
 بنام دولت دیدار پوسعت
 کہ اشکات از ہمیں دیر کوشش

مر او قتیکہ آساں بود این کار
 فریب نفس کافر کشن زومرا راه
 بخواب و خورشید و روزم سیر رفت
 بزرگ نشہ گاید بر لب آب
 تسلی گیسرد از دیدار دریا
 کہ اینک آب حاضر بندہ موجود
 یکایک از فضا کے آسانی
 نکرده لب تر از آب خشک باز
 بمقداریکہ برگشتن شباید
 لب خشک اوقتاوہ در بیابان
 من از طالع با ستاد کے رسیدم
 ہزاراں بحر معنی موج میزد
 گہر مثل جباب رسدے دریا
 خیالم آنکہ لطفت او بحالم
 ہر دم قصد من گیرد تعلق
 ولایت را بکیوم حاصل آرم
 ندانستم کہ پیر خاں ویراں
 ز مرگ او بفرقم افکت خاک
 مراد در ادوی حرام نشانند
 برد از دست من دانان و نداد
 بروز تیرہ ہجرت نشانند
 اگر ہمد سال کر کہ در تاسعت
 زمن گوگردی برستے برد گردواں

کز ان غم تخم ماتم و در دم کاشت
 بجان ابد موسوم ماندم
 کہ بعد از صدقہ ام پیشدا فاق
 و لیکن قطره آبی نخوردم
 و لے محرومیم حاصل شد از گنج
 و لے یک گل ز باغ آب نچیدم
 کنوں از غم اسیر رنج و دردم
 چراغ ظلمت بیت احزن شد
 بحال خویش ماندم زار و مگرد
 سرم بر آسماں از فخر افراخت
 بختم چاره ہر سینہ ریش
 بخاک ماندہ رفت او سوئے گردوں
 بحالم نقد شفقت را کہ باز
 خرم باشد چنین مایوس تاکے
 کہ گفت از بر خشم نفس امین
 مری از سرم رفت تن زد

ہمائے از سرم سایہ برداشت
 تجلی دیدم و محسوم ماندم
 نکر دم بچو موسے صرف طاقت
 بخضر زہنسا ہم راہ بردم
 بکنجے رہنا شد بخت بے رنج
 پاکسیر از نصیب خود رسیدم
 مس خود را طلا از دسے نکر دم
 مہ کنھاں دو چار چشم من شد
 نشد روشن از چشم چو یعقوب
 سیمائے بفرقم سایہ اندخت
 نگفتمہ حالت بیماری خویش
 یکا یک از نگاہم رفت پروں
 و گر در این درد من کہ سازد
 در بخت و حسرت و افسوس تاکے
 بود این شعر مرشد حالی من
 تپیدستی و قسمت راہ من زد

این ماتم زودہ از چہ فریاد کند کہ چہا در دل گرہ گرہ ماند۔ حیث کہ بیچ نکرده ایم و بیچ نشدم
 و باز نہ این سو ماندم و نہ بر افسوس ماندم۔ چوں بخود مے آیم از آسماں مے انتم و چوں از
 خود درم خود راستے یابم۔ سبیلے ہر کھے کہ بچنیں بلائے رسد و چنیں صعب مصیبتے بند
 خود را گم مے کند و سے دانند کہ چہ مے کند و چہ باید کرد و گاہے بدل میگزد و کہ جا رو بستی
 آستان ز رفیع ایشان اعتیاد گم گاہے بدل مے گذرد کہ مباد اخلاف مرضی باشد و گاہے
 بسخوام کہ سر بھرا دم و از عقل و دیوانگی در گذرم و گاہے سر بر سنگ مے خواہم زخم و بیکانم
 کہ شاید سر زوی از عالم برم۔ حالے کہ بر من محزوں از فوت شدن این نسبت بے قیاس

واقع است بر ایچ لفظی ادا نمی شود و چرا نباشد که مقدار مصیبت بر مقدار نوبت نعمت است و حضرت پیر و مرشدیم قدس سره که چهار پنج سال در خدمت حضرت مولانا روح اللہ روضہ گذرانیده و دوسہ سال دیگر در حضرت الہ آباد آمد و شد داشتند۔ مدت چہل سال در حضرت نوبت آن نعمت با وجود حصول آن ہمہ کمال با وصفت اتصال معنوی کہ دائمی بود و در ان باب ابیات ترجیحات اکثر بر زبان می آوردند۔

چو شد گرد دور از درگاہِ پریم
چو فیض اوست دائم دستگیرم
نہ بنیم گرچہ خورشید جانش
تعال او بود بدر منیرم
نہ طفل از مادر خفتہ خورد شیر
گرادخفتہ است من زو شیرگیرم
غلط گفتم کہ روح او خفت است
ز روش نور می گیرد ہمیرم
چو مہ کز پر تو خورشید روشن
شود دائم ز نورش مستنیرم

تہوارہ در غم و الم بودہ اند۔ چنانچہ بر ایچ روز کے بیاد کے آید کہ ذکر از منقولہ درسیان بیادہ باشد و حضرت ایشان را قدس سرہ گریہ و بکا و دردی و اندوہ سے از اعلا طہ تحریر بردن بود۔ پس قیاس باید نور کہ ہر گاہ علم معنوی فقط آنجناب اخذ کردہ ہوتہ و علوم صوریہ از دیگر جہاں تحصیل نمودند باین حالت ہوتہ منکہ دین و دنیا و صورت و معنی و علم و عمل و کردار دگہ تار و اخلاق و اعمال و شہت و برعاست و سائر امور ات جزوی دکن جزئیات متہم حضرت ایشان قدس سرہ توسل نہ داشتہ و نہ دارم و نخواہم داشت۔ حالت من از غم سے۔

این کتاب و زوال این ماہ جہاں تاب چہ خواہد بود۔ ہماں حال است۔ بیت
روز ہا یا این و آن ہر چند باشد بگذرد
وائے جان من در ان شبہا کہ تنہا ہوں

وید۔ نور ایام حیات حضرت پیر و مرشد بر روضہ نور عاقلانہ۔ این مقنونات بر زبان ہوا
و مقال ادا سے نامیم۔ غزل

اے خواص حق خفتہ رخ خود ز چشم عام
ملک ولایت از گہرت یا منہ نظام
اے عیش خود گرفتہ ز قرب خدا و من
دانستہ در جدائی تو عیش خود حرام
اے از کلو قدر بجائے کہ ایچ کس
تواند آنکہ وہم رساند بدان مقام

اے کردہ آنکہ کس نتواند نمود یاز
اے واقف از نادمن و اعتقاد من
اے در ولم خیال تو بگرفته جاجناں
اے من دو اطلب ز تو و تطیب لب

دیدہ ہر آنچہ بود ازاں کردنت مراد
گردیدہ و نمودہ بحال من اہتمام
کامیاد این خزانہ ز و با علی الدوام
دار و کردہ رفتہ ازین خستہ ات سلام

این رفتن با احتیاط من است و ازاں طرف ظہور الطاف حال جیات تا کے باشد
کو آنکہ بمن سرالہی مے گفت
از صفحہ قلب خود تہ از روئے کتاب

واقفان حال مے دانند کہ عنایت آنحضرت بیجاہت بود و الطاف آنجناب بے نہایت
ز بہنا گنوں مانند نشانے ہزار حیثیت
زین غصہ تاجیات بود دست کار حیثیت

غزل

پس شایدم ز گریہ رخ خشک ترکم
از آہ آتشیں بظلمت شعلہ در زلم
بر جائے خویش گریہ پیاہم نشسته است
کہ در مکان طلب کمنش کہ بہ لامکان
با این ہمہ اگر نرسد ز نشانہاں بمن
بچو کسے کہ جامعہ بنسریاد سرخ کرد
با چرخ خون پیشہ کہ خون ریزہ عالم است
ہر سو گناہاں گناہاں برمش در کماں کسبی
بیود بیدگر رسد از غیب در دم
کانشہ ز خود رسیدہ بحق از میرہ است

آفاق را ز تالہ ہیراز شور و شر کنم
وز سوز خویش عالمیاں را خبر کنم
ہر سو برائے یافتن اد گذر کنم
گاہے بتن گے بدل دجاں سفر کنم
حاشا کہ من شمار عبوری بہر کنم
گلگون لباس خویش ز خون بگر کنم
گیرم ز راغ دست خویش بہر کنم
پس رفیع این شغیہ برداد گم کنم
تا این ہمہ خصومت خود مخفی کنم
جائیکہ نیست جائے در آنجا رسیدہ است

و اندر طریق درد ببری بگمانہ بود
جانش ہر چہ تیر بلا ہا نشانہ بود

ہیہات آنکہ رہبر این زمانہ بود
بگذریدہ بے نشانی و وزیر بے نشان

کا ترا بغیر نقد دل و چاں بہانہ بود
تغییر صورت از چہی دولت بہانہ بود
اسرار باد لعل آن در میاں بود
کو مدتے ز صدق براں آستانہ بود
کو را از عرش مجید آستانہ بود
دلہا ز سوز آتش حسرت کیاب شد

دلالت عشق نقد جمائے با و نمود
جاں را نثار کرد برائے جمالی یار
در خلوتے کہ دوست برد جلوہ مینمود
زاں بار یافت در حرم کبریائے بار
مرغ دلش ازین قفس تن ملول شد
مرشد برقت و ملک ارادت خراب شد

اے مبتلائے دردِ حدائی ددا کجاست
اندھنایے خویش مجھتے بقا کجاست
بس در عفا سے اہل سموت سے ملنا کجاست
دادہ نشان از عفتت کیریا کجاست
خانہ دریں زمانہ نشان دنا کجاست
فرقے میان شاہ جہان و گدا کجاست
لیکن دریں قضیہ بجز صبر چارہ نیست

اے پیرو طریق طلب رہنا کجاست
پیریکہ در مشاہدہ دوست چوں کلیم
زین پس کہ صوفی مسائی نازہ چشم
کیر ربا گزاشتہ آنکس کہ روز و شب
از دہر بے وفا چہ و فاسے کنی طلب
شاہنشہ اجل چو رداں کہ حکم خویشین
دل نیست در جہاں کہ ازین درد پارہ نیست

شراب از شراب کوثر و ساقی اش حور باد
جانش ز فیض زنت ایزد شکور باد
تار ز حشر پزنجار و بخور باد
اورا ہماں حکایت ساقی لور باد
آراستہ چو روغنہ بخور و قصور باد
اندک تاش غم، محنت سیور باد
ایں بین را ز تصف و دائم نگاہ دار

بگذشت شیخ مرقد او پر ز لور باد
مشکور شد مساعی او در طریق دین
خلوت میرائے قبر ز انفاس قدسیاں
در معرفت تجلی دیدار ذوالجلال
قبرش کہ روغنہ زریاض بہشت گشت
دلہائے ناتوان جگر گوشگان او
یارب بقیض شامل و الطاف پاندار

حال طلال اشتمال من از پریشانی ^{مقال} ظاہر است - بیت

مجوی ربط ز حسرتم کہ از سر اندوه ^{منم بجائے} و دل جائے او سخن جائے

چوں میدانم کہ این حادثہ جائگزا و واقع طلال افزا پایا نے ندارد و بالفوروت در خطاب بجناب لایت
ناب حضرت پیر و مرشدیم قدس سرہ این ابیات خواندہ ختم این سوز و گدازے نام - غزل

زین غم اگر چه گشت رہا گشتم محال	لیکن سزو کہ بہر تلافی این طلال
ایزد بیاد خود کنم مشتغل چنان	کہ عفو دلم برود حرف قبل ^{مقال}
جانم کند نور و از راه جانم	با تو دید مرا شرف قرب اتصال
توفیق آنم کہ در آن مرتزای رضا است	بخشد بندہ تا نکشم از تو انفعال
یا کمال العنایت و یا تامل العطا	درخواست کن از حضرت داد از کمال
اس جملہ مخلصان کہ ز نور ہدایت	ہستند طالبان کمالات لایزال
باشند بچنان کہ مراد دل تو بود	مشمول لطف خاص خداوند و جلال

چوں سوائے صبر و شکیب امرے دیگر در پیش کردن خلاف مرضی خداے جهان آفرین است و ہم
مخالفت رضاے آن خلد نشین و سوز دل و حرقت جگر و آب چشم و بے دلی و درد مندی
بے اختیار سیت و آن از دائرہ تکلف خارج است حق تعالی جمع و ابستگان سلسلہ ہدایت
آنحضرت قدس سرہ را توفیق تحصیل مرغیبات خود کہ باعث سرخروئی از حضرت ایشان است
روح اللہ تعالی روح رفیق و اراد بالنون والصاد -

فصل سوم در تحریر تاریخات کہ بعد انتقال اس ائمہ ثقات یعنی پیر و مرشدیم
قدس سرہ بموجب درد جگر سوزی و الم جان و گاری از طبع ہر کس بمنعہ طور
آمدہ و شجر ہائے شریف کہ پیر و مرشدیم را یا حضرت توسل است

قطبہ تاریخ من طبع زاد احقر العباد - قطعہ
دریغا کہ شاہ قلندر ز دنیا سفر کرد از ما سوائے دار عقبی

بوقتِ عشا خواست ملک اید را
بگفت ہانت عجب کن گوش با یا
گرفت از سپے خوش باغ آرام با
۱۲۴۸

شب بیت و مفتیہ ماہ رمضان
چو تاریخ سال وصالش بستم
بفضلِ خدا آن دلی زمانہ

سوز و درد طبع زاد صاحبزادہ سعادت اگین شاہ غلام محی الدین طلال الترمذی

جہاں دردِ دل آگاہ کن
بر دم در محنت و غم کشود
چہ دردے کہ از چرخ جہاد کشید
چہ سوزے کہ سوز و زبان بیاں
ز نارِ فراقش وجودم سوخت
چہ آتش زو بشت گم
ز بگداشت باقی ز جان خراب
رسد بر تن زار جان تریں
نہ نمود باز آن شہ دہں جمال
کمرِ حیات بر سبت آن شاہ دہں
یتیمانہ بر ایستہ غم گذاشت
بطوریکہ کے بود ابر من رحیم
یتیم و گرفتار دام بلا
بنمائے ہجران ز دل دکن
غم از تن بردھ و قرار
کنہ دیر میا کے این ستہ جان
بر دم نہ تیغ باب یقین
بفریاد تو آہ سر باد رس

غلامی بیاناہ و آہ کن
چہ دردے کہ آرام جانم ر بود
پہ دردے کہ از دہر بریا رسید
چہ دردے کہ ہر سہ سوز جان
چہ سوزیکہ از تار و پودم سوخت
چہ سوزیکہ گشت مقیم دم
چہ سوزیکہ از رحلت آن بخت
چہ سوزیکہ در ہجر آن شاہ دہں
دریجا کہ من بعد از انتقال
از اندم کہ بر سیر خدیبریں
نہر بود باز اتقائے کہ داشت
نہر رسید گہے بلطافہ قہیم
ز احوال زار من بے نوا
کہ چو نسبت حال تو فرزند من
چہ سازم سالانہ کہ ہم زار
کہ باشد پوراں شاہ عالی مکان
کہ بزفات آن ہادی راہ دہں
دلانیست یزاد دہں روز کس

باید که اندر رهنمائے خدا
 کہ هر کس درین دیر ناپائیدار
 پس از ناله و گریه آسکے و راز
 نگر دو درین آه دیگر حصول
 چه خوش گفت سعدی درین باب ہاں
 بکن میر کن شکر تاریخ او
 پس از فکر کردم نہ ہاقت سوال
 چہیں داد این خستہ جاں را جواب
 شب بست و چشمم مہ روزہ بود
 ندانی کہ آن شاہ نیکو نساہ
 در غم چہ بکشتاد بر دوستکے تو

شوی صابر و شکر ساز می ادا
 مانند بجز دار دار القرار
 چه حاصل بجز آہ سوز و گداز
 نہ در این رهنمائے خدا و رسول
 عبوری بود کار صاحب دلاں
 بطوریکہ سرمیزند طبع تو
 کہ کے خورد آن شاہ جام کمال
 کہ سے در غمش اوفتادہ خراب
 کہ رضواں برش باب جنت کنوڑ
 قریب عشا جاں بجائے ادا
 از آن درد و غم گشت تاریخ او

مرثیہ درد افرا مہ قطع تاریخ طبع او
 غمگین جہاں شکر بر بار کی آدندہ

درینا کہ آن میر عالی مکان
 درینا کہ آن ہادی راہ دیں
 درینا کہ آن فکر ذکر عت
 درینا کہ آن قدوة الواصلین
 سفر کرد زین دیر ناپائیدار
 خوابید در بوستان جنان
 نوشید جام از شراب سرور
 بمطلوب پیوست گردید نشاد
 زبا آہ پناں چپناں کرد رو
 ازین حسرت و فرقت آئے دوستاں

قدیر صفت شاہ سزہ جہاں
 منور کن چشم اہل بقیوں
 بذر از ہمہ خالق برده سین
 درینا کہ آن زبده العارین
 کمر بست بر غزم دار القرار
 اقامت گزیں شد دران بوستان
 شرف یافت اندر مقام حضور
 مکن مکان شد کہ بودش مراد
 کہ باز م نظر نباید از بیخ سو
 شدہ خون دہما ز دیدہ زواں

وزین غم شده جمله عالم میاه
 دلمے رخ زه نمود آن جان جان
 دل و جان خود تا بروز حسیب
 بقرب محمد علیه السلام
 سرانجام تاریخ آن شاه کن
 آرام گاه جان کرد خواب
 قریب عشاکان شهنشاه غنود
 بمن با لطف غیب گفت آن زبان
 تو سال وصالش زمرغوب جو ^{۱۲۳۸ هـ}

ازین درد شد عشق بر ما تباہ
 نمودیم هر چند آه و فغان
 سپردیم آخر بصبر و شکیب
 مگر باز بیخیم روز قسام
 دلادرد غم را تو کوتاه کن
 که چون آن شهنشاه عالیشان
 شب بست و مغمم ز رمضان بود
 خبر بستم از سال تاریخ آن
 که یاد خدا بود مرغوب او

که بد از همه او بیا برگزیده
 با آرامگاه بقا آرمیده
 شراب مراد وصالش چشیده
 گفتند که روحش بخت رنده

شده ما قلند بر بصفت حمیده
 رہا کرد دیر فغان خوش
 بدیدار دلدار مسرور گشته
 ز ناقت بپرسید از سال آن

شجره سهروردیه ^{سنه ۱۲۳۸} شهنشاه ^{سنه ۱۲۳۸} غلام کن الدین ^{سنه ۱۲۳۸} شهنشاه مراد بخش علیہ الرحمۃ

اسم شریف شاه خدا بخش در جان
 مشهور بود نام الوافق ^{سنه ۱۲۳۸}
 بود قبل گاهی آن ^{سنه ۱۲۳۸}
 در عهد خویش ^{سنه ۱۲۳۸}
 بود افتخار نام نور هدایت کرد عیان
 بین زمان که ^{سنه ۱۲۳۸}
 بود است قنص بخش مریدان ^{سنه ۱۲۳۸}

یارب بسوز سینه آن بادی زان
 یارب بسوز سینه آن پیر شاکو
 یارب بسوز سینه آن شاه پو اسن
 یارب بسوز سینه فخر الشد آنکه بود
 یارب بسوز سینه آن اولیا که داشت
 یارب بسوز سینه آن شاه ذوالکرام
 یارب بسوز سینه آن عبد ^{سنه ۱۲۳۸}

بوالفتح پیر کابل و ہادی گمراہاں
 ختم المقربین کہ برو بد نہاں عیاں
 ہم شیخ جوہر لقب در جہاں بدراں
 مفتاح غنچ فیض طریقت بدست آن
 شیخ زمانہ بود عزیز مفسر یاں
 کو بد بھد خویش ز پیران کمالاں
 کروے نور است یقین روتے راشکا
 شاہ سر یہ وحدت و سلطان تارکال
 بکتائے دہر واقعہ اسرار کن بیکال
 سازند خاک در گمش اہل بصیرتاں
 قاصر زبان بحدت اوست در دہاں
 ہمیش با احترام نہادند مقبلاں
 شیخ زمانہ او حد دہر از اکابراں
 آمد ابو محمد و مخدوم ساکال
 خواہد بطرز ہائے اگر گلک دوزباں
 شیخ شہاب دین شہ سہروردیاں
 یعنی ابو نجیب مکرّم ز خاصگال
 شیخ وجیہ دین عمر پیر کمالاں
 یعنی کہ احمد اسود پیر محققاں
 مشاد شیخ دین در ی فخر دودماں
 حضرت جنید خطہ بخداد نا اماں
 ازوے نباست خانہ ارشاد سقپیاں
 روشن کروست شمع شمعستان کرخیاں

یارب بسوز سینیہ آل شیخ اولیا
 یارب بسوز سینیہ سلطان عارفین
 مشہور قطب عالم و عید الجلیل نام
 یارب بسوز شیخ ابوالفتح آنکہ بود
 یارب بسوز سینیہ عبد العزیز کو
 یارب بسوز سینیہ شیخ شہاب دین
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ لوردین
 یارب بسوز سینیہ آل تاج اولیا
 یعنی کہ شیخ حاکم ابوالفیث ہاشمی
 یارب بسوز سینیہ شامیکہ کل حشیم
 فیض اللہ شیخ ابوالفتح شاہ کنین
 یارب بسوز سینیہ عارف کہ صد دین
 یارب بسوز سینیہ آل شاہ محترم
 یارب بہاد دین ز کربا کہ اسم او
 توان بیاں نمود ز صد یک زرتبہ اش
 یارب بسوز سینیہ شیخ اشیروخ دہر
 یارب بسوز سینیہ شیخ ضیاء الدین
 یارب بسوز سینیہ آنصاحب کمال
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ ال درد
 یارب بسوز سینیہ آل سطر آلہ
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ کاکلی
 یارب بسوز سینیہ سری سقظی آنکہ
 یارب بسوز سینیہ معروف کرخی آنکہ

داود طائی سرور و سالار خاندان
 هر پیر بصره و مقبول انش و جان
 سرد فتر ولایت و برهان عارفان
 باب علوم سینیه ختم نیم سیران
 مولود اوست بطحی و یثرب سریران
 کن فتح باب برمن و بر جمله دستان
 باشد بدل بدم چو در جسمهاست جان
 بردار خاطر مبخشدانی خود از ان
 برنمائے ہمت خود زود تر رساں

یارب بسوز سینہ ان پیشوائے خلق
 یارب بسوز سینہ ان خواجہ حسن
 یارب بسوز سینہ ان منظر اتم
 یعنی ولی علی اسد اللہیت لشکر
 یارب بذات پاک محمد کہ در عرب
 از بر آل پاک و صحاباں آنجناب
 آن فتح باب چیست محبت بذات تو
 از حُبّ ان کہ راس خطیبات آمد
 دارم مراد آنکہ بلطف عمیم خویش

شجرہ چشتیہ صابریہ کہ از جناب فیض مآب حضرت مولانا صاحب شیخ بد الدین
 چشتی القادری رکنی تم لکھنوی قدس سرہ بحضرت پیر و مرشدیم حضرت قلندر شاہ
 رسیدہ من تصنیف مبارک

ینام شہنشاہ ملکِ قدم
 زبان درد ہام نہا و و دران
 کہ بخشید باریا وجود از عدم
 نہاں کرد حد گنج نطق و بیان

مکملہ شجرہ سرورویہ از نیاز مند بزرگان غلام دستگیر اجمی کہ آغاز بخوانند

یارب بسوز سینہ ان پیر خوش بیان
 یارب بسوز سینہ ان رعب و اریر
 یارب بسوز پیر غلام محی الدین
 یارب بسوز سینہ ان قطب عمد خویش
 یارب بسوز سینہ ان عاشق الہ
 یارب بسوز پیر کرم شاہ شاہی
 نامش محمد اشرف عالم بیز و شان
 نور شید عالم اسم شریفش درین بیان
 اب محمد اشرف نور شید بگیان
 ابن مسینا شاہ قلندر رفیق و شان
 یعنی مراد بخش مریدان دھالیاں
 قدس بخش بہ شہر ناہیچا پور در بدان

بفریادِ ہر کس بزودی رسے
 کہ باشد نہ سر شہید آزادہ
 گرفتار باشد دانش موند
 ہمہ از سرم رفت فرزانگی
 سلوک رہ عقل شد مشکلم
 دے از خودی خود اہم بردن
 بجز بیخ در پیمنا بیخ نیست
 بجز بیخ اہل زلف پرتاب و بیخ
 در اہل راہ بے بیخ ز خیر یا
 نہ بے ہوش یا بجائے نہد
 کسے کو نعمت جنس گفتگو است
 دعائے بدر گاہ اللہ کن
 بیایان دیں در مناجات کوش
 غمناشاہ اقلیہ کشف و یقین
 ز غیر تو بر تافتہ بود رو
 محمد شریف خوش اندیشہ
 براہیم ما عرقہ بجز نور
 کہ نام بلند کشن بود بوسید
 کہ قدرش بلند است و نامش نظام
 جلا سے بدیں کردہ بس سردی
 شہ عید قدوس روشن ہنمیر
 محمد شہ دین صاحب کمال
 کہ نامش بود عارف راز داں

اجابت کن دعوت ہر کسے
 خصوصاً بفریادِ آزادہ
 مگر اہل در اہل حلقہ زلفت او
 سخن رفت در زلف دیوانگی
 داند درون دماغ دلم
 نم لاجسرم پا براہ جنوں
 کہ راہ خودی غیر عمد بیخ نیست
 رہ بچودی بیخ دارو نہ بیخ
 کہ سر بیخ او بہت دیوانہ را
 کہ تا سوئے غیرے نہ کامے زند
 قلندر نہ پایان این گفتگوست
 خموشی گزین قصہ کوتاہ کن
 ز درد دل خود بر آور خروش
 خدایا یا وحید شدہ پدید
 خدایا بفتح محمد کہ او
 خدایا بہ اہل بندگی پیشہ
 خدایا یاں پیر آرام پور
 خدایا یاں صاحب کشف و دید
 خدایا یاں پیر عالی مقام
 خدایا یاں شاہ تھانیسری
 خدایا یاں پیر بر تائب پیر
 خدایا یاں پیر زخندہ فال
 خدایا یاں پیشوا کے جہاں

خدایا یان احمد حق جو
 خدایا یان شیخ جلال جلیل
 خدایا یان شمس دنیا و دین
 خدایا که با احمد علی که او
 خدایا پستانه نشسته بحسرویه
 خدایا بدان قطب دین بختیا
 خدایا بدان خواجه اهل دین
 باجمیر آن شاه وارد مقام
 خدایا بدان خواجه باریون
 خدایا به آن قوتی به نصیحت
 خدایا یان پیشوا سید امام
 خدایا یان شاه سید و شاه
 خدایا یان خواجه پشیمان
 خدایا یان خواجه اهل طاعت
 خدایا یان خواجه بوشحاق
 خدایا یان شاه مستاد زاد
 خدایا یان خواجه تکفن
 خدایا یان خواجه نیک نو
 خدایا یان فرق بحر شود
 خدایا یان صاحب و صدو حال
 خدایا یان خواجه پور زید
 خدایا یان شاه لیسرا حسن
 خدایا پستانه ولایت پناه

که غیب الحق آمد خطابش ز تو
 که شد طایبان را بسویت دلیل
 که روشن شد از شمس زمان دوری
 نسیه همه بخت داشت در راه تو
 فرید جهان شیخ گنج شکر
 شاه دو بدن تان نامدار
 که در کار با هست هر دو هم
 کشاوه در نفس بر عالم و نام
 شه زوال کرم یعنی عثمان من
 شهنشاه دین یعنی حاجی شهنشاه
 شه پشیمان نواب بود نام
 نواب محمد علی ناصر دین
 که مشعر بود بو محمد عبید
 نواب محمد ابراهیم اهل بیست
 که شایسته است لایزال
 عوی که در بین حرف زد براد
 اسیرا که لیسیت مثل حسن
 خدیجه که در کفش بود جاک
 بر اسم او نام که در کفش بود
 خدیجه یان پستانه نسیه
 که نسیه و احمد میرا شکر
 که منقول کرد کس شکر بواشن
 ای ولی صاحب عز و جاه

Marfat.com

بروی جزا شافع جرم ما
 فدا جان همچو من صد هزار
 مجان من دوستداران من
 بدینا و عقیقی و در دین هم
 بجای محمد علیه السلام
 بر آور بدرگاه رب العلی
 بدرگاه دادار فریاد کن
 باوصاف بمثل و مانندت
 بمدفون بی شرب علیه السلام
 که مرد و غار را شمارند زن
 بعذیق جوانان زحاسته
 زنگ دوگفتن بفریادرس
 چویاز آدم در بروم نمیند
 بنورت که فردا بنارم مسوز
 که بر قول ایمان کنی خاتم
 من دوست و دامان آل رسول

خدایا بنشانیسته انبیا
 محمد که با دا برو بار بار
 مراد من و جمله یاران من
 بر آور بر آور بطهت و کم
 به پیران عظام عالی مقام
 قلندر دگر بار دست دعا
 مساجات سعدی فریاد کن
 خدایا بذات خداوندیت
 بلیک حجاج بیت الحرام
 بتکبیر مردان شمشیر زن
 بطاعت پیران آراسته
 که مارا درین ورطه یک نفس
 گراز جهل غائب شدم روز چید
 بحقت که چشمم ز باطل بدوز
 خدایا بحق نبی فاطمه
 اگر دعوتم رد کنی در قبول

سلسل خمسہ کہ از طرف قطب الاقطاب فر و الاجتباب حضرت
 شاه اجل صاحب الہ آبادی حضرت پیر شمیم قلندر شاه مجاز و مازون
 شدہ بروین خمسہ منظلوم فرمودہ اند

ای شجرہ چشمتیہ
 میکنم آغاز محمد خدا باز کنم نعت شہر انبیا

بیک سو شده از خوب و زشت
 حضرت اجل شریف روزگار
 چشم و چراغ همه روشنند
 مطلع انوار النبی دشر
 سایه او باد بفرق جهان
 چون شده افضیال خدا تلاش
 حضرت شاه ناهر و الاجاب
 باز دگر فیض الهی ربود
 از پئے درد دل عالم طیب
 شاه مصیب از جناب پدر
 حضرت دختر شریف عالمقام
 فخر و ناهر و شهنشاه دین
 قطب خدا ہادی برنا و پیر
 افضل اقطاب شد و مرا
 مرشد او بود شہ کائنات
 سید اقطاب محمد کہ بود
 مرشد او بود شہ دین جمال
 مرشد او بود براہ سداد
 او زہائے حق و دین نادر
 کردہ از وسع سر و خیل کرام
 مرشد او بود شہ جو نیر

نظم کنم شجرہ پیران چشت
 نور یتیم ہمدست روزگار
 قبلہ آفاق شدہ استقبال
 واقعت اسرار کما ہی دلش
 تاکہ بود عمر زمین و زمان
 گشت مرید پدر کاملش
 مرشد دین شیخ ہمہ شیخ و شاب
 زابن علم خویشتن آن کمان جود
 حضرت من قطب دل و دین مصیب
 یافت کمالات ز حد بیشتر
 شیخ ہدایا ہر خاص و عام
 فیض ربودند ز شیخ ہبیر
 حضرت خوب آتہ روشن ضمیر
 او ز جناب شریف اولیا
 واقعت اسرار خفی و ہی
 زیب دہ من کشف و شہود
 کوردے قبلہ ارباب حال
 حضرت مخدوم جان رشاد
 شد ہر او دل خود کا مگار
 حضرت سیالار حصول کرام
 شیخ بہاد حق دین عین نور

لہ کاپی قلعہ کاپور باب دریا کے جنازہ سید محمد کا پوی از اولاد حضرت سید احمد نوختہ ترمذی (نامی)
 سہ بہادر الدین جو پندی مرید شیخ محمد علی (نامی)

یافتہ این سلسلہ نامدار
 شیخ محمد بن عیسیٰ راد
 آنکہ بر اقلیم ولایت شہ است
 راہ نمائے رہ حق ایقین
 شیخ نصیر حق دین کام جان
 آنکہ حق را میرا سفیا است
 عاشق و معشوق جناب و دود
 شیخ بہا فیض خدا کے غفور
 سید حامد شہ عالیجناب
 غوث خدا قطب ولایت رحام (۹)
 نام خود آسا ہمہ نور و سفیا است
 یافت بدرگاہ خدا عز و جہ
 شیخ سراج حق دین کامران
 در رہ ارشاد بر آورده نام
 باب معارف ز امام عباد
 راس رئیس ہمہ ایقانیاں
 قطب زمان دانی ہر دوسرا
 از بدد خواجہ دنیا و دین
 خواجہ معین زیب وہ چشتیاں
 خواجہ عثمان امام زمین
 خواجہ شریف آن شرف سفیا
 خواجہ مودود ولایت پناہ

اوز دو پیران ولایت شعار
 اوز ہادی رہ دین رشاد
 مرشد او حضرت فتح اللہ است
 اوست ز صد رگہ یا صدر دین
 یافتہ او از شہ عالی مکان
 مرشد را پیش شرف اولیا است
 شیخ نظام دل و دین کہ بود
 بار دگر باد شہ جو پور
 یافت ازاں شاہ ولایت تاب
 مرشد او بود جہاں را امام
 اوز شہ نور کہ قطب خداست
 اوز علاء الحق عالم پناہ
 او شد از خدمت شیخ بہان
 اوز سلطان مشائخ نظام
 بر دل سلطان مشائخ کشاد
 گنج شکر قبلہ عرفانیاں
 رہبر او بود براہ خدا
 یافتہ او فیض خدا کے معین
 قطب جہاں قبلہ کون و مکان
 مرشد او بود شہ ہارون
 مرشد او بود امام ہدا
 راہ نمودش بحجاب الہ

۱۰ نیز بہاد الدین جو پوری کو خلافت علامہ شاہ سے ملی ص ۱۹۱ خزینہ (نامی) کے علاوہ الدین بن شیخ نور الدین ابو دینی از اطا شیخ

گشت مراد را بخدا راہبر
 ہادی او بود شہ خاص و عام
 مرشد او بود شہ محترم
 داد مر او رازِ ہدایتِ خلاق
 کرد با سب را بخدا آگوش
 گشت دلینش برہ ذوالجلال
 اوز ز عذیبہ کہ بود مرعشے
 او کہ یاقلیم ولا رائدہ نش
 خواجہ دین قیامہ ہائے فلس
 مرشد دانش پسر زید بود
 اوز حسن اس شرف تابعین
 قایم ہر آرزوئے خویش گشت
 خواجہ حسن را شدہ بخت بلند
 لو بوئے لالائے محیط وجود
 آنکہ شدہ تخت گئے لافناست
 آنکہ باو سلسلہ ہ منتهی است
 غیر خدا آنکہ علی نام اوست
 کردہ نبی بر ہمہ کس والی اش
 نکتہ من گشت ہر کس کہ خواند
 ہفت او این ہمہ عز و علا
 این ہمہ فیضانِ ظہور بطون
 از شرف صحبت خیر الامم
 باد شہ ملک رسالت بحق

خواجہ ابو یوسف والا گہ
 مرشد دین خواجہ سید محمد بنام
 خواجہ ابو احمد فرخ شمیم
 خواجہ ارباب صفا بو سحاق
 خواجہ مشاد امام رمش
 خواجہ ہیرا شہ با کمال
 نفس ربودہ بہ غدو و عشق
 خواجہ براسیم شدہ فیض بخش
 نفس دیش بود بہر یوم و لیل
 آنکہ ہمان در نظرش قید بود
 آنکہ دہر عالم روئے زمین
 واجد در مان دل ریش گشت
 را ہما سوئے شہ ارجمند
 والی والائے محیط وجود
 ہر منیر فلک انما است
 آنکہ باو جملہ جہاں ملحق است
 ارض و سما بندہ انعام اوست
 بس بود این منقبت عالی اش
 بروش این راز نہ پوشیدہ
 این ہمہ مجدد و شرف و اعلا
 این ہمہ انوار بطون اندرون
 بخت ایجادِ خلائق تمام
 والی اقلیم جلالت بحق

یہی جی کاہیں دوست ہوں اس کا کل جی دوست سے
 ہر راز لیا حضور کا مقصد تیرا راز لیا

حضرت علیؑ پرین کے مال غنیمت کے ہوتے کے تین نکتہ چینی ہوں تھی جو نکتہ نہیں چینی تھی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ

حضرت علیؑ پرین کے مال غنیمت کے ہوتے کے تین نکتہ چینی ہوں تھی جو نکتہ نہیں چینی تھی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ

را میرجمید و بدایت سبل
 بسطه تازه عنوان کون
 خاتمہ مهر نبوت یقین (۹)
 نقش پیش عینک نورنگاہ
 کیست سکندر کہ بود در شمار
 عدد شرف از مقدس افلاک را
 باعث صد زینت و صد زین او
 بر شمس و بر آل کرامش درود
 آب و گلم صرف عنایتش شود
 و کے کرمت پشت و پناہ ہمہ
 خوردہ نہ غم ناوک جور و ستم
 شد الفت قامت من همچو نون
 غوطہ زمان روز و شب صبح و شام
 در برو دشت گند آوارہ ام
 آتش طرفہ بوجودم آفر و خمت
 تیرگی جرم سیاہ نامہ ام
 کرد سبب تیر سیاہ سوسے من
 وز عدد ریک بیاباں فروخت
 سید عالم شرف مرسلین
 خلق خدا را بخبر ابرہان
 جرم و خطام کہ پیش است پیش
 نامہ جرم من و عھسیان من
 رخت گناہ نو و دیرینہ ام

سرور و سرخیل گروسی رسل
 مطلع برجستہ دیوان کون
 فاکہ ز پر او قنوت یقین
 خاک رمزش ہر بہ ہر است و ماہ
 بندہ از بچو سلیمان ہزار
 طعنہ زد آتش بھلک خاک را
 تاج سر عرش ز نعلین او
 شام و سحر باد زحی و دود
 جان و دلم محو و لایش شود
 اسے بر بہت روئے ہمہ راہ ہمہ
 بندہ ام عاجز م و بے کسم
 بارگنہ کرد مرا لیس زبون
 دریم عھسیان گت اسم تمام
 عاھسم و مذنب و ناکارہ ام
 برق گناہ خرمن دیم بسوخت
 ساختہ مانند مہ خامہ ام
 ظلمت عھسیان و گتہ روئے من
 جرم من از برگ درختاں فروخت
 ہر شہ خطہ دشیا و دین
 ہم بخت اینہمہ دین پروران
 عفو کن از لطف و کردہائے خویش
 شو ز من دیدہ گریان من
 سوز در آتش کردہ سینہ ام

تو بہ عنایت کن زان ساں کہ باز
 از شتر نفسی دینم دہ امان
 این دو عدد دینے دین من مذ
 چہرہ کن بر سرم این سردورا
 از دل من خواہش دینے دون
 رہ بدہ از لطف بسوئے خودم
 جذبہ از خویش رفیقم بکن
 آتش عشقت بدلم بر فروز
 عشق تو بس روشنی جان من
 درد تو در مان دل من بس است
 بادہ از عشق بحکم بریز
 بروم از لطف او بختائے
 بہ عیادت در محبوب حق
 شوق دل خویش چہ سازم رقم
 پود پیغمبر آتش تپان
 گشت ازین غم جگر خون ہمہ
 بار خدایا بشہ طیبہ ام
 زود رسان بر در خیر الامام
 خاک در کشن سرمہ چشم نما
 جان و تنم خاک رہ او بکن
 تا اید الدہ در آں شہ پاک
 باز ازان بقعہ بروم کن
 زندگی و موت مرا کن در آں

در رہ عصیاں نکتم ترکستان
 و از شتر شیطان لعینم رہان
 شام و سحر کہ بکین من اند
 شیر کن بر سرم این سردورا
 دور کن و شو بخودم رہ ہمنون
 خواں ز کرم بر سر کوسے خودم
 رہبر این طرفہ طریقم بکن
 ہر چہ ازان جز تو بود پاک سوز
 عشق تو بس شمع شبستان من
 درد تو جان از پیٹے این تن بس است
 جام غم خویش بکامم بریز
 شوز غمت راہ بدہ افزائے (۹)
 از دو جان مطلب و مطلوب حق
 تاب رقم نیست لوح و قلم
 نیست فرام ز پیش بکیر ماں
 چشم من از خون شدہ چون ہمہ
 زود روان کن برہ طیبہ ام
 خواجہ کونین شہ خالص عام
 روشنی جان و دلم زان ذرا
 خاک رہ جلوہ کہ او بکن
 دار نقیم بدل تابناک
 سینہ ازین واقعہ خونم کن
 موت مرا فوت مرا کن در آں

مدفن من بقیعہ شریف
نیست جز این مقصدی من
از رہ الطاف و کرم ای لطیف
گرنہ روایت کنی وائے من

(۲) شجرہ قادریہ

یارب بکمال اجل وقت
سر حلقہ اہل کشف و عرفان
یارب بکمال آن سرافراز
کش نام غلام قطب دین بود
یارب بکمال دو شہنشاہ
فاخر کہ یگنہ زمان بود
یارب بکمال قطب اسلام
خوب اللہ امام جملہ اقطاب
یارب بکمال افضل عصر
زینت وہ مسند ولایت
یارب بکمال آن معظم
آن رہبر مقتدائے ابرار
یارب بکمال آن گرامی
شامیکہ جمال اولی بود
یارب بکمال شیخ والا
شامیکہ ازو بدین ہدی بود
یارب بکمال پیر اختیار
ہادی رہ جناب باری
یارب بکمال آن برہم

زنگین گل باغ افضل وقت
بر اوج کمال ہر تاباں
دانائے رموز عارت راز
برداشت جہاں از ویسے سود
دو ہر سپہر عزت وجاہ
ناہر کہ امام عارفان بود
اعجوبہ دہر غوث ایام
محبوب جناب رب ارباب
آن قطب زمان اکمل عصر
آرائش محفل یدایت
آن سید خلق قطب عالم
یعنی کہ محمد نیکو کار
آن خسرو ملک نیکنامی
آرائش بزم اصفی بود
مخصوص جناب حق تعالی
معروف بقافی جیا بود
سردنتر عارفان اسرار
آن شیخ محمد بھکھاری
مستوجب صد ہزار تعظیم

ثنا میکہ با یرج است جایش
 یارب بکمال آن ستوده
 زو بود دنیاے دین و ملت
 یارب بکمال آنکه آمد
 جیلان بودش مقام مسکن
 یارب بکمال چشمه نور
 سید حسن آن یگانہ دہر
 یارب بکمال سید موسی
 آن عاشق ذات بے نیازی
 یارب بکمال شیخ اکمل
 آن سید علی امام دوران
 یارب بکمال آن محمد
 دانائے علوم حق شناسا
 یارب بکمال شیخ اکرم
 سید حسن آن ولی یزدان
 یارب بکمال شیخ عارف
 شاہی کہ محمد است نامش
 یارب بکمال عاشق ذات
 بونہر کہ محی دین لقب داشت
 یارب بکمال آن شہ دین
 صالح کہ بود ابو محمد
 یارب بکمال سید خلق
 در دور زمان خویشین طاق
 بنواختہ اش بسے خدایش
 کش مثل بدور او نبوده
 یعنی کہ بہائے دین و ملت
 مجموعہ زارے حد و عد
 آن سید احمد نکونن
 در دین نموده سعی مشکور
 کو یافتہ از خدا بسے پیر
 آن جابر قسطہائے ادنی (۶)
 برست بدام عشق بازی
 مشکمل خویش را مکمل
 شامنشہ ملک فضل و احسان
 آن نزد خدا بسے مجد
 مشہور جهان بچش آسا
 آن نزد خدا بسے مکرم
 آن خاہے بارگاہ منان
 آن گوہر معدن مہارت
 حاصل ز خدائے حمد کاوش
 عنوان صحیفہ کمال است
 از آتش عشق تاب تاب داشت
 آن خسرو ملک عز و تکمیل
 کنیت ابی امام امجد
 اندر ہمہ دم موید خلق
 مہوم بسید عبد رزاق

آن بر همه اولیا مقدم
 شامشبه ملک بمشالی
 آن شیخ ہمہ شیوخ دیجاہ
 یعنی کہ ابو سعید نامی
 آن قدوہ خاص و رہبر عام
 یعنی کہ ابو الحسن مشہدین
 بنمودہ ہمہ حجاب راسخ
 از خلق و حقش بس آفرین بود
 آن ذر وہ حق سے مجاہد
 سر دستر کافہ اکابر
 آن کان مکارم معالی
 شہلی حق رہنمائے عالم
 آن مہر سپہر فیض و ارشاد
 آن رہبر راہ حق تعالی
 عرف برارِ حقی اول
 آن راس درتیس اہل یقین
 کرمی ہمہ کمال موصوف
 دانائے رموز حق کماہی
 آن یافتنہ از خودی رہائی
 داؤد صفت تمام ایمان
 مملو ز فیض اوست ہر دم
 آن مطلع اختر کرامت
 یعنی کہ رفقاء امام عالم

یارب بکمال غوث اعظم
 محبوب جناب ذوالجلالی
 یارب بکمال رہبر راہ
 آن نزد خدا سے گرامی
 یارب بکمال آن نگو نام
 آن صاحب عز و جاہ و تکلیف
 یارب بکمال واصل حق
 یوسفت کہ عزیز معرہ دین بود
 یارب بکمال عبد واحد
 آن کان مناقب و مفاخر
 یارب بکمال شیخ عالی
 فارغ دل او ز دلت و ذم
 یارب بکمال شیخ بغداد
 آل مرشد دین جنید والا
 یارب بکمال شیخ اکمل
 یعنی سر آن تمام عرفان
 یارب بکمال شیخ معروف
 آن کان معارف الہی
 یارب بکمال شیخ طائی
 جان باختر براہ جانان
 یارب بکمال آنکہ عالم
 آن مشرق نیر امامت
 آن مفرج جسد و لد آدم

یارب بکمال شاہ شاہان
 روشن گہرے زکمان احمد
 یعنی مشہور دین امام کاظم
 یارب بکمال آن شاہ سید
 آن لالہ گلشن نبوت
 افلاک و زمین از و منور
 یارب بکمال آن شہنشاہ
 آن روشنی دو چشم حیدر
 باقر کہ امام دوسرا است
 یارب بکمال آتشہ راد
 آن قدوہ زمرہ ائمہ
 شاہیکر علی ثانی است او
 یارب بکمال آفتابے
 شاہ شہر را امام دوران
 شاہنشاہ خطہ امامت
 معصوم ز جملہ شہوشین
 یارب بکمال حیدر پاک
 آن ابن عم رسول زہیر
 آن حیدر ہشتہ لامیت
 آن قائل حکمت سادہ
 آن باب مدینہ معارف
 موصوفت صفات تم کس
 شاہیکہ امام اولیا ہوں

سر حلقہ خیل دین پناہان
 رنگین گل بوستان احمد
 سالار انارم و اعظم
 آن نادر کارخانہ قدر
 آن سرو حدیثہ نبوت
 شاہنشاہ دین امام جعفر
 کہ مرتبہ اشرف کس نہ آگاہ
 آرام دل رسول زہیر
 در چشم جہاں از و ضیا است
 یعنی کہ امام زین عباد
 ارشاد غلا نقش بزم
 در بجز معانی است او
 کہ نور وے است ہر تاب
 فخر کہ ما شفیع عصیاں
 آرائش مستند کرامت
 یعنی کہ حسین امام کوہن
 آنجا کے نشین شاہ بولاک
 آن قوت بازو کے ہیر
 آن منہ چہت ہر بیت
 کثافت ہر ارہ درونی
 آن انجم زمرہ اغارون
 مدوح حدیث انت مہی
 شاہیکہ رکاز ارتقا ہوں

آن فخر سر آخر و بر اول
 آن شافع جسد خطایا
 آن اولی جملہ حقالتق
 ناچی زمسالک و آدم
 و ستنش گرفت لطفت بیرون
 آفتش بخیل گشتت کفرانہ
 پس کرد کرم بچاہ کنعان
 حد گونه عنایت دیتے سود
 لطف و کرم و عطا پیایے
 فخر ہمہ انبیا نلا عشق
 الطہات بحان مضطرم کن
 در حالت پر مثال من بین
 زان نامہ خود سپاہ کرم
 فضل و کرمست پناہ من پس
 نظر بامید و ابروی من
 از تاج عطامت سر فرازم
 کن زندہ دل من الم کیش
 خواں بر سر کوسے خوش مارا
 شو قم بوصال خویشتن وہ
 شمعے سراسے من بر افروز
 کن از سے عشق خویش مستم
 در دے کہ رہاند از تداامت
 آرام وہ روان من اوست

یا رب یکسال شاہ مرسل
 آن خسرو کافہ بر ایایا
 آن باعث خلقت خلائق
 شامیکہ ز فیض او شد آدم
 شامیکہ چو گشت یا در لوح
 شامیکہ چو کرد لطفت انہا
 شامیکہ بحال ماہ کنعان
 شامیکہ کلیم را ازو بود
 شامیکہ مسیح داشت ازوے
 قربان سر من بنام نامش
 بر حالت زار من کرم کن
 از لطف و کرم بحال من بین
 ہر چند کہ بس گناہ کرم
 لطف تو امید گاہ من بس
 منگر بگناہ گاری من
 از بخشش عفو خود تو از من
 از آب حیات رحمت خویش
 وہ راہ بسوے خوش مارا
 عشق بحسال خویشتن وہ
 از آتش عشق غانسان سوز
 وہ ساعر شوئی خود بدستم
 در دے بدلم بکن کرامت
 در دے کہ دواے جان من اوست

در رنج و بلا صبوریم ده
 از جیفهٔ این کمینہ دنیا
 بر جاودہ شرع استقامت
 مشغول بکن دل حزیم
 از نور سخن روانم افروز
 تار کی بدعت مکر
 زین بادہ سرا حیم تھی ساز
 از ظلمت بند دورم انگن
 یعنی بر سار بطیبہ پاک
 محظوظ کن از زیارت شاہ
 آن شاہیکہ ہر کہ بہت جزو
 در جملہ اماکن مکرم
 از عیش متبارہ مساجد
 از فضل خود اسے خدارسانی
 مقبول کنی دعا بر جا
 من بعد بطیبہ ام بدار
 تا موت من حزین بس زار
 مقبور بطبع پاک گرم
 اینست مراد مراد جالی
 یا رب کمال این مکارم
 ہر روز بقائے شاہ اجل
 اقبال کمینہ چاکر شش باد

از دنیائے دوس نفوریم ده
 دانان دل حزین میالا
 کن از کرم خودم کرامت
 با سنت خیر مرسلینم
 این شمع بخانماغم افروز
 از جان غمین من بروں بر
 این برق بخر منم میسر از
 در بحر بہا و نورم انگن
 آن مسکن شاہ تخت لولاک
 آن بر سار خسرواں شہنشاہ
 نازد بغدادی در او
 در جملہ مساکن معظم
 آثار عیون و ہر مشاہد
 بہ طلب مینا رسائی
 حاجات کنی روا بر جا
 زان شہر مرا بروں بیداری
 باشد بقدم شاہ ابرار
 آسودہ دران مہلک گرم
 حاصل بکنش چنانکہ دانی
 ارباب معانی و مکارم
 از عمر جہاں شوا و اطول
 دولت ز ملازم درش باد

(۱۲) شجرہ سہروردیہ

وزیر تخت شاہِ ارض و سما
 آن جگر گوشہ گمانِ اخبارش
 شجرہ سہروردیہ منظورم
 پیش تازِ جماعتِ شرفا
 آفتابِ مالکِ ایقان
 ماہِ تابانِ اوجِ جاہ و جلال
 کعبہٴ مقبلانِ سبحانی
 بادِ تاملِ مہر و مہ بود تابان
 یافت فیضناں زبابِ ماجد خویش
 بحرِ عرفان و کانِ صدق و صفا
 مقتدائے جانبیاںِ اجل
 کو چو خورشید در جہاں سے یافت
 راہبرِ شاہراہِ علمِ یقین
 بردوشند فائزِ مقاصدِ جاں
 آنکہ مثلش ندید ارض و سما
 دو مصفاکن ز جاہِ دین
 شیخِ یحییٰ امامِ حق و بشر
 مشہور در جہاں بحسبِ اللہ
 اشرفِ دور و اکملِ اقطاب
 قطبِ حق سیدِ محمدؐ اراد
 قبیلہٴ محسبانِ رازِ خدا

بعد حمدِ خدائے بے ہمتا
 وزیرِ مدحِ آلِ اطہارِ شرف
 مے کنم از عنایتِ قیوم
 حضرتِ اجلِ آئشہٴ عرفا
 بادشاہِ اراکِ عرفاں
 شمعِ رونقِ قزائے یزدم کمال
 قبیلہٴ خاصگانِ یزدانی
 سایہٴ فیضِ او بر اہلِ جہاں
 شد مریدِ جنابِ والدِ خویش
 ناصرِ دینِ امامِ ملکِ بیدا
 بارِ دیگرِ شہِ جہاںِ اجل
 فیضِ حق از جنابِ شاہِ یقین
 فخرِ عالمِ غلامِ قطبِ الدین
 اوزِ بابِ شریفِ خودِ فیضناں
 فاخرِ زائرانِ شہِ والا
 ناصر و فاخرانِ دو خواجہٴ دین
 فیضِ بے پند از جنابِ بید
 تفسیرِ اقطابِ حقِ بلاِ استہاب
 فیضِ بردِ اوزِ فضلِ اقطاب
 اوزِ شاہِ مالکِ ارشاد
 اوزِ شیخِ جمالِ صدق و صفا

اوز شیخ قیام دین و دول
 اوز شیخ آنکہ خود دین اللہ است
 اوز خورشید دین بہادر زمین
 اوز شیخ علاؤ دین کہ ربود
 اوز راجو کہ شاہ قتال است
 اوز سید جلال عین کمال
 اوز رکن ولایت کبرا
 اوز صدر جماعت کبری
 اوز قطب ہدای امام عباد
 کہ اخص انخواہن بزاں بود
 اوز شیخ شیوخ رؤفے زمین
 اوز شیخ ہنیاء ملت دین
 اوز عمود امام محمد نام
 اوز کان مکارم سرید
 اوز بحر کمال و کان کرم
 اوز سر حلقہ کرام ورا
 اوز سلطان دین سری ^{مظہری}
 اوز معروف امام اہل کمال
 اوز داؤد فیض بخشش انام
 اوز راعی شہ حبیب عجم
 اوز بھری امام اہل بھہ
 اوز شاہ مالک بوفون
 ذات او ذات حضرت نبوی

مرشد دین مکمل اکمل
 شیخ آدین کہ مرشد راہ است
 آنکہ شد جو نیور از و روشن
 گوئے سبقت ز اہل کشف و شہود
 آنکہ از وصف اوز باں لال است
 والہی کشور جمال و جلال
 رکن دین مقتدائے اہل عفا
 صدر دین کاین عشق بحر ولا
 زکریا ہدای اہل رشاد
 والی تخت گاہ ملتان بود
 قبیلہ اولیا شہاب الدین
 یونجب آں امام اہل نفس
 مقتدائے ہمہ اولی الاہتمام
 مرشد غلق احمد اسود
 شیخ مشاد مقتدائے ام
 مرشد دین جمید شیخ ہدا
 مرشد راہ ہر سحر و لطفی
 عالمے را براہ بزدان دال
 عالی آں پیشواں
 آفتاب سید فضل و کرم
 حسن آں مقتدائے نوع بشر
 نام او نام ایند دنیویوں
 نفس او نفس پاک مصطفوی

از کتاب مجید انفسنا
 وصف آن ذات وال من اللہ؟
 آدم اولیا بلا شک و ریب
 قوت بازوئے شہ تخت آفر
 بانی قلعه و قلعہ و خناق
 در عین دشمنان دین معصوم
 او ز شاہ سریر ما او حی
 سرو آزاد گلشن ما زارغ
 تا جدایہ مالک لولاک
 چین آرائے گلشن طہ
 روشنی بخش دیدہ اسلام
 سرفرازی وہ نگو ساراں
 سبب آفرینش عالم
 قبلہ عرش کعبہ افلاک
 سید الانبیاء امام رسل
 رتبہ عالی کن کمو کاراں
 قائم خلق سوئے راہ ہدای
 عملوۃ خدائے بے پیماں
 جان من خستہ بلایش باد
 نام او بر زبان من باوا
 مراد تو بخش جانم باد
 دل من باد زخمی غم او
 غم او مایہ بخش زحمت من

یر نبوت کلام هست گوا
 مدح او انما یرید اللہ
 فوج ال بدائے شک و ریب
 ماجی کفر قاتل کفر
 قاصح خیر ضلال و نفاق
 یر ریبہ طینتاں حیدر
 رونق تخت آن هو ال علی
 بر دل سرو بارغ زو صد داغ
 حکمران عناصر افلاک
 نخلیند ریاض او آذنی
 خاک پایش عیون ال ظلام
 مرہم ریش سببہ افکاراں
 غلست عالی وجود ہم
 حاکم باد و آب و آتش و خاک
 حاصل از فیض او فصیح و سلی
 شافع زمرہ گنگاراں
 سالک راہ جنت الما و ا
 برے و آل پاک و بریاراں
 دل من بستہ ہوایش باد
 یاد او حرز جان من باوا
 عشق او مونس روانم باد
 داروئے من شواد مرہم او
 درد او مرہم جراحت من

کرمش حل نماے مشکل من
 نغیچہ ام از گلش شود خنداں
 قفل اشکال من سر اسروا
 در راحت بروئے من همه باز
 حاصل جان من همه نامول
 سینہ شاد از سرور سنت او
 تابع اصل و فرع او دل من
 گرد او هر زمان طوالت دم
 بر رو طیبہ جملہ شوق عبود
 گل عشرت بدامن دل چاک
 بود محبہ مات من طیبہ
 از ملائک زجن ہم زانسان

لطف او درد کون حال من
 از نسیم عنایتش ہر آن
 وز کلید فیوض آن مولی
 وز کرمائے آن غریب نواز
 حاجت من همه قرین بحصول
 دل منور نہ نور سنت او
 سالک راہ شریع او دل من
 کعبہ کوسے او مطاف دم
 جان من از سواد بندہ نغور
 منزلہ گلشن مدینہ پاک
 جانے موت و حیات من طیبہ
 باد آہیں بریں دعا پر آن

(۴) شجرہ مبارکہ

بذات خداوند ارمن و سما
 بشان منشا خطہ انقیر
 بانبار فرشتہ ہر زمان او
 ہایہ شجرہ منظم متین
 گرامسایہ تار منہ ہر
 نہ افراز دیمہ جاہ و جلال
 محیطہ کہ ہائے نعمت و عفا
 امام گروہ اعراف بحق
 بماناد بر فرق ہر خاص عام

سپاس و ثنا ہے بے انتہا
 درود و سلام مسرور ہر شمار
 بال کرام و برب آن او
 سس سکنیم ہمجو در تخمین
 شہ ایل آن منظر روزگار
 شہنشاہ اقلیم فضل و کمال
 جہان کرم کمان جود و سخا
 ندیو جہان سعادت بحق
 زلال نال فیوض مدوم

شہنشاہِ دینِ قدوہِ اولیا
 براہِ خدا دستگیرِ بہاں
 درخشاں میرِ آسمانِ کرم
 کہ بودست فیضش جو خوشبختِ عام
 شدہ قطبِ دینِ حاضر در گاہِ حق
 شدہ فائزِ قسطِ اوفائے خویش
 بحق رہنمائے ہندہ حاضرِ عام
 شہانِ سریرِ فیوضِ و کرم
 ضیاءِ یابِ زراں آفتابِ اند
 کہ بودست خوب اللہش نام پاک
 بملکِ ولایتِ شدہ نامدار
 ہندشہرِ کالیسی شکا
 حدیچہ جہانِ جمالی جو جلال
 کہ شد خطہ جو نورش مقام
 امامِ استینِ دینِ ستیں
 سرِ دینِ پڑ وہاں اربابِ حال
 شناسائے رازِ حقیقی و جلی
 مبارکِ سرِ اہلِ عذوق و صفا
 بدر گاہِ یزدانِ بسے محرم
 سرورِ اور اولیائے کبار
 کہ بودست چوں ماہِ شامش مقام
 ضیاءِ بخشِ عرفانِ نگہ عارفان
 این دینِ اندر جہاں پیشوا

ز والدِ ربودست فیضِ خدا
 محمد بنامہرِ شہیرِ جہاں
 دگر بارہ اہلِ جہانِ کرم
 ز ابنِ عمِ خویشین یافت کلم
 بخلقِ خدا ہادیِ راہِ حق
 دے از والدِ پیرِ والائے خویش
 شدہ فائزِ آن پیشوائے کرام
 شدہ ناصر و حضرتِ فخرم
 ز فیضِ پیرِ کاسیابِ اند
 امامِ ہدا قطبِ شامِ پاک
 دے از انفسِ وقتِ قہرِ پاک
 دے از پیرِ خود سیدِ اولیا
 دے از پیرِ خود مرشدِ دینِ جمال
 دے از شیخِ اربابِ عرفانِ قیام
 دے از قطبِ دینِ درویشِ شاہِ دین
 دے از قدوہِ دینِ سیدِ جلال
 دے از سیدِ عبدِ قادرِ ولی
 دے از سیدِ زمرہِ صفا
 دے از سیدِ اہلِ ذوالکرم
 دے از قطبِ دورانِ بدیعِ مدار
 دے از شیخِ عبد اللہِ آلِ فیضِ عام
 دے از عبدِ اولِ شہِ عارفان
 دے از صحبتِ شیخِ اہلِ صفا

دے از خدمت سرور لا فتا
 دھئی نبی نفس خیر الورا
 سپہدارِ دین حیدر نامدار
 جہانبانِ ملکِ امامت بحق
 امیرِ عرب بادشاہِ عجم
 دے از خسرو خطہ اہمیا
 امامِ رسل قبلہ گاہِ امام
 سبب ہر ایجاد کون و مکان
 ز گلزارِ تکوین نختیں گلے
 قدم گاہِ او فرقِ ایمانیاں
 ز خوانِ نوازش فلکِ ذلہ خوار
 فلکِ پایہِ سلم بامِ او
 کلیمِ از رقیبانِ درگاہِ او
 مہ از نورِ رخسارِ او مستنیر
 نوازش گریہا کن خاکسباں
 خدایا بآں سرگروہِ رسل
 بقرب مقاماتِ اہلِ اولیا
 کہ از جرمِ عصیانِ مادرِ گذر
 خطہِ عفو بر حرفِ عصیانِ ما
 ز نفس و ز شیطانِ خلاصمِ وہ
 ز دنیا و جاہش نفورمِ بین
 بسوئے خودم روئے راستے نما
 بخورشم بخواں وارہاں از منم

شہنشاہِ محروسہِ انما
 اخی مصطفیٰ زوجِ خیر العباد
 علی ولیِ شاہِ دلدلِ سوار
 امامِ جہانِ کرامتِ بحق
 ملاذِ دو عالمِ پناہِ امم
 شفیعِ الورا آلِ شہِ ابینیا
 چراغِ رسلِ کتبہِ خاص و عام
 مرا زوئے وجودِ زمین و زباں
 ز بارغِ رسالتِ پسینِ طلے
 نہ بلِ حدقہِ چشمِ روحانیاں
 ز انعامِ عامش ملکِ کارِ گاہ
 قضا بندہٗ او - قدرِ رامِ او
 سلیمانِ یکے بندہٗ جاہِ او
 شبِ از زلفِ مشکینِ او مایہِ گیر
 سرِ افرازِ فرمائے افلاکیاں
 شہنشاہِ والا شکوہِ رسل
 بدرگاہِ او اہلِ عز و علا
 سرِ اسرِ زاتم و خطا درگذر
 بکش از قلمبساتِ جوہِ طلا
 وزیں بر دو دشمنِ مناسمِ وہ
 نہ ہر چیزِ غیر تو دورمِ بین
 مرا راہِ آلِ بارگاہِ نما
 کہ من خوشیتم را بجاں دشمنم

بکن عشق شمع شبستان من
گل داغ در باغ من بشکفاں
بکن اے شفا بخش بیمار من
بتاج محبت سرم سرم فراز
مقیم بداری خداوند گل
زیدعت مرا بند بریا بند
زہر راہ جز راہ آن بادشاہ
بجاں زین عم آتش فشاں آمد
مرا تا نگردم ازین غم ہلاک
بدرگاہ شاہ و رایے فسوس
ہماں جاں سپارم بختندہ جاں
بحق رسول و بال رسول

(۵) شجرہ نقشبندیہ

خداوند زمین و آسماں را
بشاہ انبیا محبوب یاری
بصحب و پیران آن شہنشاہ
بدرگاہ خدا تیس ارجمنداں
چہ نظے دیکھے روشن لالی
در اقلیم ولایت سر فرازاں
صیا بخشائے دیہم رسالت
در حشاں چتر او ادنی بفرقتش
بنامش سکہ لولاک زیبا

زہرت منور بکن جان من
وہم را بدہ داغ خود لالیساں
ز دردت دوائے دل زامن
بشیر نیت عشقت مرا کی توار
بشرع شہنشاہ خمیں بس
براہ سنن پائے رفتار دہ
نگہدار پائے مرا سے الہ
ز شوق مدینہ بحساں آدم
رساں زودتر سوئے آن شہر پاک
کنم تا دم و اسپیں خاکبوس
ہماں جا کنم زندگی شاداں
الہی دعائے مرا کن قبول

شاہا خالق کون و مکان را
دردے باہزاراں عجز و زاری
بال پاک جان آن شہنشاہ
سپیش اسماء پاک نقشبنداں
کنم منظوم سلک نظم عالی
گرامی نسبت این پاکبازاں
ز شاہنشاہ اقلیم رسالت
رموز تاج کا اوحی بفرقتش
بدشش خلعت بس وطہ

مشاہد آنچه در عیش مفضل
متور از وسع انداز بقدر
نخستین گوهر دریائے تکوین
وزاں یازارہ اور اصد دریاچہ
میں از شاہ رسالت فخر تابد
شہنشاہِ رسل را ثانی آئین
شدہ مقصودِ جانِ غوثِ خواہاں
بہار گلشنِ خندانِ صدیق
در حشاں تیر اوجِ جلالت

دو چشم از کحل باز غش مکحل
غبار در گش کحل الجواہر
امامِ علمِ سلیمان ختم النبیین
ز تلمیذش بفرق عرش تلج
رسد اول اہل خیر انصاریہ
ابوبکرہ آن خلافتِ راشدین
وزو سلمان امام دین پناہاں
وزو قاسم گل بستانِ صدیق
وزو جعفر در بحر رسالت

شہنشاہِ سریر قابِ قوسین
بر اوجِ اہمک بدر تامل
چو پیغمبر بعالمِ شاہ و سرور
بر برنگش قیاسِ بل اتامل
نصیب بادشاہِ دو جہاں شد
ذیائے چشم زہرا جانِ جبر
امام جن و انسائے خیر اخبار
ز وصفِ اوزبانِ نطقِ آفرین
نواہیں الاماں راں الاماں

وگر این نسبت از سالار کونین
رسدہ در دل پاکِ امامے
علیؑ عالی آن نفسِ پیغمبر
خداوند سریرِ لافتائے
وزو خطہ آنے انس و جان شد
حسینؑ آن راحتِ بانِ پیر
وزو زین العباد شد پیرہ بردار
وزو باقر شہنشاہِ دو عالم
وزو جعفر گل باغِ امت

کہ باشد بایزیدش در جہاں نام
شہ دین بوالحسن آن پیرِ خرقاں
کہ عالم دیدہ از فیضش برہ دین

وزو شامہستہ دین قطبِ سلیم
وزو بکر معارف کانِ عرفاں
وزو شیخ ابوالقاسم شہ دین

ندیم بارگاہ ذوالحیالی
 کہ بودہ تختگامش شہر بہراں
 کہ بودشش غنجدہں فرخندہ ہوا
 جہاں را در رہ حق را ہر بود
 کہ بد از وے سے بیہود عالم
 امام دین پڑ وہاں قطبِ اعظم
 سناستی قبلہ عرفاں طرازاں
 ہمہ عشق و لا سلطان عشاق
 کہ بود از وے ضیائے دین و ملت
 سر بر آرائے ملک بے مثال
 عبید اللہ شہ اجیار آفاق
 ہمیں دانائے راز نا تھا ہی
 پئے اچھائے دل ہم جسم عیسے
 محیط کشف و عمان کرامت
 امیر ابو علی قطبِ ولایت
 امام خطہ دین نورث یزدان
 اخص خالصگان سر قیل اکل
 شہ کبھی امام عید او آب
 دو نور دیدہ آرام روانش
 کہ ہمت کش ندیدہ چرخ دائر
 رکاز حقوت و کان سجا بود
 معینت آن قبلہ ارباب تکین
 جہاں از پر تو نورش ضیایاب

وزو آن بو علی کانِ معالی
 وزو یوسف عزیز مصر عرفاں
 وزو آن خواجہ عبد الخالق ما
 وزو عارف کہ شیخ رایو گر بود
 وزو آن خواجہ محمد عابد عالم
 وزو رامیتنی خواجہ علی نام
 وزو بابا امام یکبازاں
 وزو سید کمال آن شیخ آفاق
 وزو خواجہ بہائے دین و ملت
 وزو آن خواجہ یعقوب عالی
 وزو آن خواجہ احرار آفاق
 وزو عبد الحق آن ہمیں الہی
 وزو قطبِ ولایت خواجہ کبھی
 وزو عبید اللہ آن کان کرامت
 وزو آن شاہ ایوان ہدایت
 وزو سید محمد قطبِ دوران
 وزو قطبِ دو عالم شیخ فضل
 وزو خوب اللہ ما قطبِ اقطاب
 وزاں شہ آن در اہت بخش جانس
 یکے کان مفاخر شیخ فاخر
 وگر نامہ کہ بحسب اعتقاد بود
 زفاخر شاہ قطبِ قائم دین
 زفاخر اجل آن در جہاں تاب

سر و سر حلقہ صاحب کمالاں
 دگر اجلِ امامِ فیض بخشاں
 ز قطبِ ملت و دینِ فیضِ بزداں
 وز و شریافتِ ابنِ مسکینِ گداں
 خداوند ا بذاتِ لایزالت
 بذاتِ پاکِ شهنشاهِ لولاک
 بقربِ منزلِ ابنِ یاکبازاں
 کہ عصیانم کم از ریگِ صحاری
 فزوں آمد بفضلِ خودِ بخشناں
 کرامت کن بر اوت از گناہم
 گناہم گشت برقِ خرمنِ من
 گناہم گشتے گشت و مرا سوخت
 ز بحرِ مغفرت بر آتشم آب
 بر آرد این گنہ از من و ما سے
 کرم فرما یکے تو یہ کہ زہار
 بشرِ نفس و شیطانم گرفتار
 بخواں از لطفِ سوئے خویش مارا
 ز بیام عشقِ خود مد موشیم وہ
 بعشقِ خویش پرور کن دلِ من
 ز بزمِ عبادتِ تو
 ز بزمِ عبادتِ تو
 دلم کن سر بسہ نور از عبادت
 ثباتِ بخشش تو

امامِ زمرہ فرخندہ حالان
 سپہر علم را ماہِ درختاں
 ر بود و شد ہدایت بخشِ دوراں
 قلندر این ہمہ برگ و نوائے
 خداوند ا بلطفِ بی مثالت
 کہ بہراوست خلقِ ارض و افلاک
 بدرگاہِ جلالتِ سرفرازاں
 ہم از اوراقِ اشجارِ براری
 بلطف و بخششِ بی حد و بخشاں
 کہ آمد بر من آفت از گناہم
 گناہم گشت سیلِ مسکنِ من
 متاعِ دین از سرتا بہا سوخت
 بزن از فضلِ خود اے ربِ ارباب
 ندارم غیرِ لطفِ بیحِ بارے
 نگردم گردِ عصیاں ہم دگر بار
 رہائی وہ مرا زیں مرد و خو خوار
 پدہ را سے بکوئے خویش مارا
 ز فکرِ غیرِ خود فر موشیم وہ
 بعشقِ خویش حل کن مشکلِ من
 ز بزمِ عبادتِ تو
 ز بزمِ عبادتِ تو
 دلم کن سر بسہ نور از عبادت
 ثباتِ بخشش تو

براہ سنتم چالاکی بخشش
 بشوقِ طیبہ می سوزد دل من
 بیک جذبہ مرا زینجا بروں آرد
 جمالِ طیبہ ام منظور گرداں
 منقیم آن مقام انورم کن
 بروں زانجا سیا در پہنچ گاہم
 بکن موت و حیاتم در مدینہ
 بروئے این دعا باد از باری
 ز اہل بد عتم بے باکی بخشش
 نہ تنہا دل ہمہ آب و گل من
 رساں تا در گہ آن خیر اختیار
 ز دیدارشس مرا مسرور گرداں
 بجان و جسم خاک آن درم کن
 رواں زانجا کن برپسح راہم
 کہ تا یابد دل و جانم تسکینہ
 برنگ استجابت غازہ کاری
 شجرہ بابہ برکت سبحانہ باری با تمام رسید

در بیان احوال ارادت آوردن خلفائے آنحضرت از زمرہ اہل سادات
 قریش کہ از اقربائے جناب حضرت چو اند

شمع شہستان این احوال چہرہ افروز بیان چہیں مے گردد کہ صاحبزادہ ہمت بلند طالب مطالب
 ارجمند نور حدقہ مراد نو بادہ حدیقہ رشاد شجر امید را بار گلین فیض را آبشار مرتج نشین چار بالمش تمکین
 صاحبزادہ غلام محی الدین طال اللہ عمرہ و زاد اقبالہ مرید پیر بزرگوار خویش است بعد از انتقال د
 ارتحال آن صاحب کمال از بس دار فانی و سیرائے جاودانی کہ سہرائے سرور صاحب دلاں است جانشین
 سجادہ ارشاد پیر شریف یعنی قطب بلا اشتباہ حضرت قلندر شاہ قدس سرہ گشت سہ

مبارک باشد آن پور گرامی کہ دارد از پیر بہرہ تمامی

چو گردد بعد او سجادہ آراے شود نام پیر را عزت افزائے

آن نقاوہ خاندان عظمی و سلانہ دودمان کبرے را اندرین فضل خدا شامل حال است کہ با وجود امور
 دنیا کہ اجتناب از آن لاچار است باز رجوع خاطر و رسوخ باطن برہماں راہ مستقیم کہ ورثہ ابائی
 است مے دارد سہ

ز افراد جہاں یگانہ مرے است شلش چہ دم عجیب مرے است

نورے است پدیدہ جہاں ہیں
در ہر سخنش لطیفہ ظاہر
از طہنت او صفا نمایاں
در خلوت خاص با خداوند
بیرون چو رود ز خلوت لے آیا
با خلق خلیق پیش آید
پیچید نہ گئے بوسع امکان
گویند تو اب حج دارد
شخصے کہ بفضل حق تعالیٰ
مے داں چه قدر ثواب دارد
باہے است یہ آسمان بیفتیں
پر معنی و بس لطیف و باہر
چوں صبح بہار نور افشاں
دارد ہمہ حال انس و پیوند
با خلق خدا برائے ہر کار
بے روئے ریا چنانکہ شاید
سہراز کسے بلطف و احسان
انکس کہ دے بدست آرد
خوشنود کند ہزار دہا
باہر دے حج مے گزارد

بر جوہر فروشان این گفتار پوشیدہ نماید نتیجہ دودمان والا چرا چہ نہیں نباشد کہ فرزند ارجمند
آن جمع الکملات و مصدر حسنت است کہ در باب خلق و کرم و بذل وجود در زمان خویش
عظیم المثال بود و بر دُور بیناں مخفی نماید کہ از کمان لعل لعل مے بر آید۔ فرد
ہر قطرہ کہ افتد در آب دُر نگردد فیضان این نیساں غیر از صدف نباشد
از تاب نہ نور جوہر شود بصدن ہر سنگ دریدنتشاں از لعل پُر نگردد
و آن قوت باصرہ این خاندان علیار ارتکاب بعضے امورات ظاہری لازم احوال افتاد چرا کہ
آزادگی محض از تجرد پیشگان روزگار کہ از تعلقات آزاد تجرید خویش حاصل ایشان شد و باشد
مکن۔ و کسانیکہ در ارادت اللہ قاسم از ذاق ابالی و موالی و غیر ہم باشند تجرید کمال از آن
چطور صورت بندد۔ باز ہم آں نوگل گلزار ہائیں باہمت عالی و جوہدہ ذراخ دل با یار و دست
در کار دارد دل دارد ذاکر و جاں دارد متفکر حساب انخاس را بقید قلم انخلاص رقم در آورده امید
بر ذات ستار العیوب و غفار الذنوب آنست کہ غشی وقت خوابد ساخت۔
دے دارد آن بندہ حق چہ دل ہمیشہ بیاد خدا مشتغل
نہ بیرون زند کینفس از دروں کہ باشد نہ سوئے خدا رہنمون

نباشد وگرسو بغیر از خدا
 بہمت بلند است آن دور میں
 رود مقبل حق بریں راہ راست
 برم دست پیش جہاں آفریں
 کہ اے خالق شر و خیر و صواب
 بلطف و عنایت اجابت نما
 یا ولاد و اصحاب و آل رسول
 محفل نشینان خلوت گزین
 بروں آید از آہ دامن کشتاں
 بصافی درونان از لوث پاک
 بستی گزینان جام ازل
 بدار آمد از شوق بازی کناں
 بیدار معشوق سرگرم ناز
 بشیریکہ در جامہ جان پخت
 بچشم غزالے کہ خود کردہ دم
 یاواز بلبل بصوت ہزار
 بامستہ گوئی طبع سلیم
 کہ گیرد بنار تجلی گداز
 کہ بر شمع جاں سے نماید نثار
 بہشیاری مست راز دروں
 کہ تو رب ماگفتہ گشتہ مست
 باعزاز بیثرب بدین کرام
 بجائیکہ در بند فرمان تست

رجوع دستش در خلا و ملا
 چہ درکار دنیا چہ درکار دین
 بلند ہی ہمت عطائے خداست
 ہماں یہ کہ در حق این حق گزین
 دعائے اجابت کتم ز آنجناب
 بعرض آورد ہر چہ این بے نوا
 بشان محمد بصدق قول
 باسرائر باطن باطسار دین
 بدودیکہ از سینہ عاشقان
 باہ حزین دل درد ناک
 بخامش نشینان سرور بخل
 بستریکہ منصور برز و عیاں
 بچیرانی دیدہ ماندہ باز
 بخونیکہ از تپشہ فرہاد ریخت
 بمخون لیلایے راز قدم
 باد خزاں و بابر بہار
 بشیرینی گنگوئے حلیم
 بجاں سوزی شمع محفل طراز
 یہ پروانہ بلبل بیقرار
 بستی کہ از خوشی رفتہ بروں
 بستی مستان روز است
 بظہیم مصحف بہ بیت الحرام
 بشکریکہ در خورد انعام تست

بفصل و کرامت بچود و کرم
 نگہدار از گردش آسماں
 کہ این سفلہ را دور بردور نیست
 نگردد بیک حال یل و نہار
 غلط خوردہ ام دامن بر عقل ما
 کہ افکستہ را موسیائی دید
 ترا حاجت از چرخ دوار نیست
 کہ خود چرخ در چارہ کار خویش
 سمانا سہک جملہ فریان اوست
 چو افلاک را آسیانگوش
 فلک کیست تا دست بازی کند
 زمین را چہ یار کہ یک برگ بگاہ
 چو یک ذرہ بیرون نہ از حکم اوست
 رجوعی کہ کردم سوئے آسماں
 دگر بار از وی دعا آورم
 بہ تمنیج خویش اے خداوندگار
 خداوند مانی ز راہ عطا
 کہ رسم است بر خواجہ نیکنام
 حیا کن مکن کذب اے یادہ گو
 کہ نالا بہ پیری ہی عند پیش
 چنین عند کہ دن ز راہ دروغ
 چو گویند عند گنہ خود خطاست
 نہ سر بسجده بہ عجز و نیاز
 بہر دو جہاں دارشیں محترم
 بطل خود اے خالق انس و جہاں
 نہ بر وضع یک بر دگر طور نیست
 گے با موافق گے سازگار
 بہ میں ہاں دگر کیست غیر از خدا
 دیا تگاہ سے حاجت روانی کند
 بجز فضل حق یاور و بایہ کیست
 بگرد شب و روز با جان ریش
 زمین و زماں نیز جہان اوست
 یہ قدرت او بگرداندش
 بجز حکم او سرفرازی کند
 بروں آورد جز بحکم الہ
 برو حاجت خویش بگردن نکوست
 بہاں بہ کہ اندر مکافات آن
 بدرگاہ حق التخب آورم
 مکن شرمسارم بروز شمار
 گنہ بخش این بندہ پیر را
 کند رحم بر پیر گشتہ غلام
 جواں چوں کہ بودی چہ کرے کہ
 روز نیست این بندہ در توجہ کشش
 چراغ است گوئی نازد فروغ
 بدان از کتاب خطا کے اوست
 بدرگاہ آل قادر کار ساز

یا خلاص باطن بصدق و عفا
 ادا کن دریں بیت سعدی دعا
 ندایم غیر از تو فسر بادرس
 توئی عاہیاں را خطا بخش و بس
 اے داعی کافہ انام چونکہ وارندہ زمین و زمان بر آزندہ حاجات این و آن ذاتِ قدس تعالیٰ است
 و بہ احوال نہاں و آشکارا دانا و بینا۔ فرد

عرض حاجت در حرم حضرت از اہلبیست
 مشرف بیات دل را حاجت اظہار نیست
 باید کہ عنانِ گلگونِ قلم را سبک تر ازین میدان چمیدہ در عرصہ بیان جولاں ندی۔ آن نتیجہ دو دمان قلندر یہ ہر چند
 حسب الضرورت قبا پوش است۔ اما از ابا و بریا نیز دست بگوش۔ بفضل الہی نظر بسوسے کیا ندارد۔
 و بریائے فقر ابائی را عزت و شان خود سے شمارد وَالْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ موبد این کلام است۔
 فقر بدل تعلق دارد۔ نہ بہ این جامہ رنگین زر و گل از فقر در لباس سبز و خاکستری پردے ہم بکس را جز
 طوطی و فاختہ در فقر نہ ستودے۔ قطعہ

خواہ در خمخانہ باشد خواہ اندر بستکہ
 نیت اول چوسوسے کعبہ دار و مسلم است
 در عصا دارد بدست و دلق دارد بزر فام
 دل بود خالی نہ یاد حق نہ از کافر کم است
 چنانچہ حدیث حضرت علیہ السلام کم موعن قتی قبا و کم کافر قتی عبا بیت
 گوش کن از من این ستودہ سخن
 دل نگسار ہر چه خواہی کن

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن برادر گرامی قدر گل گلزار طریقت سر و جو بہار حقیقت

شرف پناہ میاں امیر شاہ سلمہ ربیہ و البقاہ

عمرزادہ محقق و از اہل انائے نوح اول از ارادت مہداں است۔ از ایام طفولیت محبت دلی و سرور
 قلبی در جناب حضرت جو داشت۔ چونکہ بدرجہ بلوغت رسید تمیز بیاہ و سپید گردید۔ جبہ انقیاد و
 حسین نیاز بر پائے مبارک آن سر حلقہ اہل راز سودہ بردست آن ذات شریف توبہ کرد۔ روزے فرمودند
 اے محبت بے ریا و اے عمرزادہ این بے سرو پا علم جو بہر بیت بلکہ الطف۔ باید کہ در تعلیم آن
 تساہل را کار نفرمائی۔ و جاہ ندری۔ جناح پرواز شہباز فقر ہیں علم است۔ چنانچہ گفتہ اند۔
 فرد

کسے کو زاہد بے علم گردد شود دیوانہ یا کافر بگرد
 چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند: *مَنْ تَزَاهَدًا تَغَيَّرَ عِلْمُ بَيْتٍ فِي آخِرِ عَمَلِهِ وَأَوْعَاتُ كَأَقْدَامٍ*
 علم شمعے است روشن کہ خانہ باطن را منور سے سازد۔ و در سیاہ و سپید امتیاز کے لئے بجشد۔ خستہ بے علم
 بد اں مانند کہ گور کے راتل بمانی بدست آمد و یا نور کے را خزانہ سلیمانی دست دہد۔ ایں در پردہ ازل
 خزانہ عاجز۔ و اں در شناختن ماسیت محل قاصر۔ ہر دو ازیں دولت کبر کے لئے بہرہ۔ نہ اں را ازاں
 سود سے نہ ایں را ازاں بہودے۔ پس فقیر را اگر زیادہ نباشد۔ ایں قدر علم لابد و لازم بر خود است
 کہ متمیز کفر و اسلام گردد۔ و از اشارات شیخ کہ جامع علم است نمہ کند۔ و الا جہول مطلق را فقر
 حاصل کے نشود۔ پوشیدہ مانند کہ ہر کہ تقسیم رموز شیخ نکند۔ لذت کلامش نیابد۔ ہر گاہ نسبت
 نیافت۔ قصورہ عقیدہ کہ سرمایہ مرید است۔ دست داد۔ چونکہ عقیدہ ناسد گشت کساد است
 ارادت نہ نمود۔ پس ازیں سوراندہ و ازاں سومانہ کنایت ازاں است نوذ باللہ منہا۔ اں بلند

ہمت حسب ارشاد جناب حضرت جوہدیت مدید در مدرسہ لاہور کمال علم حاصل نمود۔ بیت
 نے شود از فیض اں فیاض از ہر اں مرید
 حکم اورا ہچہ ذوق عین بر خود از یقین
 ہر چہ فرماید بجا آرد بصدق دل تمام
 باطنش گیرد صفا و ظاہر شش پاکیزہ تر
 شاید مقصود بنید ہر زمان اندر کنار
 دیدہ روشن دل منور، ہچو در آبدار

اں نوکل گلستان مراد یعنی اخوت پناہ میاں امیر شاہ در اندک زمان گوئے یقین از
 سعادت چوگان ارادت در بود۔ چنانچہ جناب حضرت جوگاہ گاہ سے فرماید کہ اں نوکل
 ارادت در سوخ عقیدت سدایت روئیں بہ آئین و سلوک باطن و یقین۔ و فی الحقیقت کمال
 یقین آنست کہ اگر ہزار دلیل باطل نفسانی در ابطال یقین رونماید۔ و پیش آید۔ بر ہمہ دست زدہ
 یقین سبب یقین نقصان نپزیرد۔ بیت

بصارت بخش نور چشم جاں است
 برائے حفظ فی مابین و الناسیر

یقین ہر سیر طالب ال است
 یقین سدے پئے یا جورج خاس

یقین دامن را مبر کامل درین راه
یقین درو حجاب از دیده دل
بماند محو با ذات الهی
یقین سر پای دین است و ایمان

ازین بیت الحزن تا در گه شاه
نماند در میان یک پرده حائل
کند آگاه از راز کماهی
یقین بر تو کتاید یاب عرفان

جناب فقیه آب همواره متوجه امور دینی و دنیوی آن ستوده صفات معنی بودند و میداست
که خوشنودی پیرو مرشد سعادت ابدی مرید سعید است - بر آورنده حاجات آن اخوت پناه
را پیوسته در ظل عاطفت خویش سلامت دارد بفضله -

در ذکر خیر سلاله دودمان کبری زبده خاندان اهل صفا برادر نیکو روش میان نبی بخش طال الله عمره زادشوقه

عم زاده جناب حضرت جو است - مرید عم خود است و خرقة فقر ابائی ازین جناب
یافته و از ارادت قلبی در سوخ باطنی توبه بردست این حق پرست نموده در طریق طریقت قدم نهاده
و کرمیت در طلب خدا و راه هداچست بریست حضرت جو را بسبب توجه کثیر بر آن مسترشد ارشد
بدوجه بود - یکے حقوق اخوت و دوم محبت ارادت که افضل ترین بچتهاست بر آن ستوده صفات
را تعلیم بعضی ذکر و شغل ممتاز ساخته فرمودند در وقت هر کارے بکثرت کار است - چنانچه بخارے
اگر خواهد که آدل روز نقاشی کند صورت نے بندد و اگر کلاے دست اول کوزه گلی را مصفا تر خوبتر
کند نے شود طالب را شاید که در ذکر قلب کوشش بلوغ بکار برد - بیت

جز ذکر عوز سینہ بر آرد نہ بیسج دم
عقائے معرفت قدش زود تر بدم
پرے شود زباده عشق آه جام او
از خود گذشتن است زمستی حد شدن
ہاں غیر حق بگیر محبت بر بیسج کس

ہر طالبے کہ در طلب حق نہ قدم
ہائے صورت اربدش جا کند بدم
واقف شود ہر آنکہ زمعنی ہائے جو
اں باوہ چہیت نحو بذات خدا شدن
اے طالب خدا بخدا باغش ہر نفس

فی الحقیقت طالب خدا را محبت غیرے ہاں ماند کہ کیمیا کرے کسب کتاسی اختیار کند دیا

زرگر آہن کو بی۔ اے طالبِ مطالبِ ارجند العبتہ ہر نفسے از انفاسِ خویش بے حساب نے گزارد۔
وہروے بے یادِ خدا نہ پردازد۔

ورنہ کمتر نہ دانیش رہمساد	بندہ از بندگی رسد بر شاد
شر مساری جاوداں کشید	بندہ کز حکمِ خواجہ سر پہچید
ورنہ عہد گوید جائے حران است	کار بندہ بقولِ فرمان است
مست ہر گونہ منقل و مولا	بندہ فرمان پذیرے دانا
بالیقیں داں ز خویش در ماند	بندہ در بند خویش گراںد
عزت بندہ خدمت است بدام	گوش کن گوش اسے نکو فرجام
ترس دارد ز سطوتِ مولا	بندہ اے کہ در غلا و ملا
سر زباں خالفت و خریں ماند	دام اندر حضور خود داند
وانکہ بے خوت ماند خود را	ہر کہ خالفت شد او ز خوفِ برست

صدا بیج مطلق کہ بصفتِ کاملہ خویش بشر را کسوتِ آب و گل دادہ بندہ نامے نہادہ ہیں معنی دارد۔
کہ از دائرہ عبودیت قدم بیرون نہ نهد و عبادت کہ لازمہ عبودیت است بیجاہ فرو نگذارد۔
تا شریفین عبودیت را سزاوار آید۔ اے سعادت منشی یعنی انوی اعزلی میاں بی بخش زاد اللہ شوق و
ذوق اندریں میدان سعادت اقرانِ خنک آنگ بخت را شب و روز میراند و از مدرکس عشق
سہن زاد شوقی نے خواہد و بر لحظہ در استدعا کے وصل الحبيب . صل الحبيب می ماند۔

طالبِ حق را عقیدت در جنابِ پر خویش

در زباں ہستی عالم ہمہ بر باد کشد

ہر چند بسبب کثرتِ عیال و اطفال کہ باعث گرفتگی خاطر و آشفتگی دل تالیب است، ظاہر احوال
در تدارک امور است لاجہی کہ لازم عیال داری است لاچار۔ اما رجوع دل و حضور باطن تمسکی
معدودت با خداوند گہراست۔ جنابِ حضرت جبرائیل فرمودند۔ برادر من بی بخش کہ از بخش
محبت حاصل دست جوئے است با محبت صدای و نیک بخت در عقیدت ارادت
بسا محکم ثابت قدم۔ بیت

طالب حق را عقیدت در جناب پیر خویش
سینہ روشن مے شود مانند فانوس از چراغ
لذتے ملکیت گردد حاصل کام و دہانش
لیک آن مستی کہ سازد بے نیاز از خوشن
منگشفت گردد برو عین ایتقین اے مرد راہ
زانکہ مرات است ہر اشیا بنزد سالکان
لازم و ملزوم اند چون ہم ذات و صفات
لیک از چشم حقیقت بین ہیں اے مرد دیں
مدبر کے گوید اگر از چشم سر دیدیم جمال

می فرزند نور باطن شمع ساں از پیش پیش
ساقی بزم حقیقت مے دید پر پر آبارغ
مستی گردد نایاب در دل و جاں و دہانش
مخوساز و نکتہ از عین مانند عین
جلوہ گر بنید خدا از ذرہ تا خورشید و ماہ
صورت آن بے نشان گردد عیاں از مرعیاں
پس تجلی سفائی ہم بود خود عین ذات
نیست چشم سرازیں اعنی چشم حق گزیں
موجب ادبار ایمانش بود فی کل حال

اللہ تعالیٰ آن برادر ارجمند اطلال اللہ عمرہ را در ذوق و شوق و محبت خویش سلامت باکرامت
داراد برہمہ -

اولاد انخوانان جناب حضرت جیو بر خوردار سعادت اہوار راحت جاں میاں علی الحق خلع
کلاں برادر گرامی قدر حقائق آگاہ میاں امیر شاہ و ہر دو برادرانش میاں حسن بخش و حسین بخش احوال تعمیر
دو نور چشم راحت جاں میاں غلام محمد و ہر دو برادرانش (محرر شاہ و اکبر شاہ) فرزندان اخوی اعزی
معارف نش میاں بی بخش جیو و اولاد اخوت مرتبت میاں کن شاہ جیو و فرزندان حقائق آگاہ اخوت
پناہ میاں وزیر شاہ جیو در جناب حضرت جیو بیعت دارند -

ذکر حیر حقائق آگاہ معارف دستگاہ برادر عزیز میاں محبوب شاہ

از اولاد امجاد حضرت شیخ محمد فرزند بزرگ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین فرزند
ثانی جناب قطب الاقطاب حضرت بندگی جو پڑ اند - مردے ستودہ صفات خوش اوقات
عابد و زاہد از سلسلہ عالیہ سرور دیہ کہ ابا و جد او شیخ بخش شمع شہستان خاندان است مرید
حضرت گیلانی ست علیہ الرحمۃ - و تعلیم اذکار و اخفالی و آداب عبادت و ارادت از جناب
ارشاد ماب حضرت جیو یافتہ و خرد فقر پوشیدہ ہجو صافی در زمان نیک روش در یاد خدا مے بود -

ہر کہ عبادت کند از سر صدق و صفا
سینہ کند پاک صاف آنچه بیداران
از رخ بیگانگان چشم بدوزد اگر
ہر کہ بریں راہ رفت دانکہ منزل رسید
چشم سر خود بہیں دیدہ دل باز کن
دل ز تکبیر تہی بے غل و غش ریا
روشنی نو دید شمع دلش اندراں
شاید مقصود را زود در آرد ہر
وانکہ ازیں راہ ماند دست تاسف گزید
جلوہ اسرار حق باز بہیں بے سخن

آن ستودہ صفات یعنی برادر مہیاں محبوب شاہ اندریں باب حاصل تمام داشتت و در ارادت آداب
بہرہ وافی داشتت۔ چنانچہ در خدمت پیر و مرشد خویش ماندہ گاہے از فرماں برداری آنجناب سرنہ
پیچید و ہرچہ اشارت میرفت سعادت خویش میداشتت۔ جناب حضرت جو فرمودند کہ برادر مہ
میاں محبوب شاہ مرید یا مراد است۔ شرط فرما برداری بنجے اداسے کند کہ امکان دیگرے
نیست۔

ز بے سعادت دارین آن مرید بود
چنین مرید و لیکن درس زمانہ کم است
اندریں زمانہ آن مجموعہ مکارم اخلاق عدیم المثال بود۔ گویند ہر کہ استر فنانے شیخ حاصل کند۔ کہ
رضائے خدا و رسول محصل نمودہ باشد۔ فی الحقیقت مرتبہ فقر آن را حاصل مے شود کہ این خصلت
داشته باشد۔ آن نیکو روش از راہ فقر بہرہ تمام داشتت

بفقر و غنا یکہ روزگار
ستودہ صفات و ستودہ ہر
بمردانگی تا کجا مے ستود
بحکم و جیا، چو کوہ بردبار
بہ شریفیت آداب بد مفتخر
کہ بد ہرچہ مقبول دارین بود

نداوند تعالیٰ و تقدس عاقبت بخیر کند۔

ذکر خیر گذشتہ آمانی و آمال فرخندہ اختر نیکو خصال حقائق و معارف آگاہ میاں قطب شاہ

ابن اخوت پناہ میاں محبوب شاہ مرحوم مرید و ہمیشہ زادہ حضرت جیواست و از آیام رفاعت
در ظل دامن عاطفت جناب اشرف واعلیٰ پور نفس یافتہ اکثر اوقات متوجہ احوال آن نجستہ

خصال سے بودند۔ سرگاہ بحد بلوغت رسید حالت عجیب بردش مکثوف گشت کہ اگر در تکبیر اللہ اکبر بلندے گفت از موشسے رفت و از دیر در تو اجدے ماند سے

تو جبکہ بزرگان بسوئے خاک کنند
 کند جو صمد ہر کدام فیض اثر
 رسد ہر گل و گلزار تابش خورشید
 ہر آنکہ قابل کار است کار ازاں خیزد
 کند ہمت عالی ہمیشہ شیر شکار

عزیزا ز زبان این یام بلند و وسیلہ این مطالب ار چند ہمیں ہمت عالی است۔ امانی الحقیقت ہمت ہم بجز دست یاری محبوب دست نئے دیر و رونمے نماید۔ پس باید فہمید کہ تغیر و تبدیل احوال بشر در پیدائش اوست۔ ہر رنگے کہ خواہد بگرداند۔ چونکہ تبدیل احوال در مشیت ایزدی مرقوم ناہیہ آں بر خوردار بود۔ بعد مرور ایام بسبب و استلک خاطر باورات دنیا و در عالم شباب یکایک در احوال سابق و اوقات ماضی تغیر راہ یافت یعنی از دائرہ شریعت قدم بیرون نہاد و در طریق رندی رو نہاد و از طور و طریق مرشد خویش انحراف ورزید۔ آں روشن فہمیر یعنی جناب حضرت جیو اصلاً ازاں طرف کدورت را بر خاطر عاظر راہ نہادند و گاہے ابواب نصاب را بروے مفتوح فرمودند۔ گفتہ اند خموشی معنی دارد کہ از گفتن نئے آید۔ ہر چند ظاہر احوال سکوت سے داشتند اما توجہ باطنی ہموارہ بجانب آں شوریدہ سرداشتہ دست بدعا بودند کہ اسے بر آرنده حاجات برآں این جوان رحم کن و بر جادہ مستقیم شریعت از شاہراہ فطالت رہنمائی بخش۔ ہمت

تا ہدایت نکند ہادی مطلق یکے
 از ہوسے بیچ کسے کہ ز سیدہ ہمداد
 دیدہ باشتی بجاں زین مطای آہیے

سرگاہ زبان اجابت دعا در رسید۔ چونکہ تصرف اولیا در پیش و پس مساویست۔ بعد انقضائے مدت شش سال از ارتحال و انتقال جانب سرائے سرور اہل اللہ شجرہ خموشی جناب حضرت جیو رویہ بہار آورد سے

تا در نزد وعدہ ہر کار کہ ہست
 سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

بداں و آگاہ باش کہ اللہ تعالیٰ از راہ بندہ نوازی بر بندگان خویش آنچنان رحیم و مہربان است کہ پیوستہ دروازہ توبہ را مفتوح داشته ندائے کند - ^{قطعه}

باز آء باز آء ہر آنچہ مستی باز آء
گر کافر و کبر و بت پرستی باز آء
این درگاہ ما جائے توبہ نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آء

چونکہ وقت قبول توبہ اش نزدیک آمد از ابر کرمیت حمدی مطلق قطرہ افشانی ہدایت رونا گردید۔ آن نو بادہ گلشن امید یعنی میان قطب شاہ خود بخود از آردکاب امورات مناسبی کہ سرمایہ گمراہی بود سرچیدہ نعل و غیش قلبی را با ب توبہ پاک ساختہ شست و شو دادہ رجوع براہ راست آوردہ طریق آبائی را اختیار کرد و راہ پیرو مرشد خویش گرفت۔ البتہ از یاد خدا خالی نماند۔ گویند۔ مہر عہ زگندم جو ز جو گندم نیاید

فرزند ارجمند آن عارفہ زمانہ است کہ مادر دہر اندریں وقت از عالم نساء دیگر سے زیادہ بود۔ ایات
آن رابعہ زماں مریم دہر۔

بایاد خدا مدام خرم ماند بطریق عارفانہ
از نہی دلش ہمیشہ ہزار مسرور یا مرتجا و دانہ

ہمیشہ حقیقی و ہم پیرہ طریقتہ حضرت جو است و دیگر فیض ازین جناب یافتہ۔ اگر تخیل احوال
آن رابعہ زماں پر دازد تا دفتر سے درازے باید۔ باختصار کلام مختصر نمودہ شد۔

ذکر خیر حقائق آگاہ مکھن شاہ

از اولاد ولی ابن ولی سید علی نمبرہ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ در
میادوی احوال کہ نور شباب غازہ بخش رخسارہ مراد او گشت قائد حقیقی دل اورا جناب میلان
کلی داد البواب ذوق و شوق خدا و محبت اہل اللہ بر روی خاطرش مفتوح گشت۔ طلب مرشد
ہاں در ہر مکمل درد دلش جا گرفت قیاس دور بینش ہر سو کہ گذست تسلی نگرفت۔ مگر بذات
حضرت جو سے

گشت رواں ساختہ از سر قدم جانب آن منظر جود و کرم

کوکبِ نختش چونہ برجِ سعید
یعنی شرفِ یابِ جنابِ کرام
برقدت شد ز ادبِ جبہ سا
عزمِ ارادت تو آورده ام
لیکن نہ آن سجدہ کہ کف سر آورد
سجدہٴ آداب برسم میر
گشتہ لیم شہ نہ لیم شہ لب
آب صفا زود بحالم بریز
آبچہ بادہٴ مستی طراز
تا کہ ازاں مستِ حقیقت شوم

طالع شد زود بطلب رسید
شد پئے اجرائے تمام مرام
گفت کہ منظر نور خدا
سجدہٴ امید بتو بردہ ام
رونقِ اسلام ز جانش برد
کرد ادا از سر صدق آن سعید
تشنگی ام را بخدا شو سبب
در گذر از جام یکامم بریز
ہوش برو جملہٴ مستی گذار
دست زودہ حبیبِ نائل دم

ہوید است کہ ذرہ بے مقدار بزورِ بازو کے محبتِ آفتابِ نور را باو جِ اعلیٰ مے رساند۔
پہچیں تا کسارے محبت پر ہر نظیر کہ بچو خورشیدِ نورے فیضِ رسانِ عالم و عالمیاں با شد
وزد بے غائب رہیبِ مقصدِ اعلیٰ فائز گردد۔ چونکہ جنابِ حضرت جو اں مستِ بادہٴ محبت
را محبتِ خاص و شائق یا اختصاص پیدا شد با توجہ خاطر باحوال او برداختند برابر اب
طلب پوشیدہ مانند کہ لطافتِ شیخِ کامل و مرشدِ مکمل را برائے طلبِ راہِ حق و محبتِ محبوبِ مطلق
اہنیاں مے تو ان گفت کہ بدرغیر نکاتِ اسرارِ حقیقتِ سینہ اش را پڑ مے سازد و ازلماتِ
بوارقِ تجلیاتِ دل طالبِ را نورے بخشند۔ بیت

شمعِ محبتِ جو اں فروزاں شود نوردہٴ سینہٴ سوزاں شود

آن محبتِ قلبی بعضی مکھنِ شاہ را ارشاد فیضِ رشاد در ادا مے بعضے و ظائف کہ رفت بالراس و العین
درجا آمدنِ آن قصور نکرد و آنچه تعلیم بعضے ذکر طریقِ طریقت فرمودند در ادا مے ان سچ گاہ تجاویز
نکرد باوجود بے علمی کارش بجائے رسید کہ در مردمانِ ان دیار جائے عقیدت و ارادت گردید
و اکثر با بتندانِ ان ذاج را عقدہٴ حاجت بدو مے افتاد کتاشِ ان بدست او ظور مے نمود۔
تکہ زندہ ماند از فرا برداری مرشدانِ خرافات نوزید و آنجنابِ حضرت جو اں مدام ثنا خواںِ روحِ عقیدت

او بودہ سے فرمودند کہ از قریشیاں اولادِ جد من بہذا والدین در صدق ارادت عدیم المثال است۔
 زہے مرادت ان مرید کہ از و پیر را ہنسی باشد۔

ذکر خیر ارادت آوردن سالانہ دو دمان کبرے ^{است} سخت پناہ محمد شاہ رئیس نبی پور

فرزند خواہر عمراوہ حضرت جو است از اولاد اچھا حضرت شیخ محمود فرزند تان حضرت پیر بہاؤ اللہ
 جو بعد انتقال پیر شریف خویش بر سید ریاست نبی پور کہ مکان سجادہ نشین تمام اولاد پیر محمود علیہ الرحمۃ
 است نشست۔ مرید عمومکان خود است و در طریق فقر ابائی دست در دست جناب اشرف
 حضرت جو دادہ و ارادت و عقیدت بر پائے ان ذات سودہ دولت جاودانی حاصل ساختہ
 سرمایہ سعادت ابدی ارادت است دار و ارادت آنکہ زایل سعادت است
 بر آردہ حاجات مصلحت دار او۔

ذکر خیر ارادت آوردن شرافت پناہ میاں احمد شاہ

ابن حقائق آگاہ پیر بہار شاہ عمومکان میاں محمد شاہ در ایام خود ساکنی پیر بزرگوارش بعقیدت تمام
 در جناب حضرت جو آوردہ دستش در دست این جناب دادہ داخل طریقہ جدید سروردیہ ساخت
 ازاں روزیکہ ان نتیجہ دو دمان قریش یعنی میاں احمد شاہ بجز بو عنت رسیدہ ہجو عقیدت نشان
 نیکو سرشت بارادت تمام سرباز و رجوع دل بر آستانہ پیر و مرشد خویش سے دارد و افتخار و مبارکات
 خود سے شمارد۔ بیت

آستان پیر و مرشد حاصل ہر دو جاں است ہر کہ سردارد بر آں در از بلا انہ
 قاضی الحاجات آں را ہمیشہ حافظ باد۔

ذکر خیر حقائق آگاہ معارف دستگاہ سید حمزہ شاہ المشتمر مرزا حمزہ

نی الاصل سید گیدنی است از ولایت بخارا منوطن بیت نبی بدین۔ چونکہ در ایام طفولیت و
 معززین مدت کثیر در رفاقت زمرہ منول ماندہ و پرورش یافتہ ازاں سیرب بدین نام است شمار کردہ

چونکہ نشوونمائے فقر آن گل گلشن سیادت دریں ملک مرقد تم تقدیر بود در رفاقت یکے مغل شامل اردو
 محلی در دوران حضرت شاہ زمان والی کابل کہ مرتبہ اول بحجت جہاد در دار السلطنت لاہور شرف
 نزول فرمودہ رسید۔ روزے حسب الاتفاق زیارت حضرتین کاملین یعنی حضرت شاہ مراد بخش
 و ذات بابرکات حضرت جو مشرف و مفتخر گردید بجز وصول حضرت زیارت محبت این بزرگواران
 در دلش جا گرفت۔ اکثر اوقات در مجلس حاضر مینماید کہ برکت تاثیر صحبت ایشان محبت دنیا و مافیہا
 از خاطرش برخاست و آتش شوق الہی زبانہ زدن گرفت و نثارہ آتش عشق در استعمال آمد
 ترک رفاقت الہی شکر دادہ سر ارادت و جبین نیاز بریں آستان فیض نشان نہاد۔ فرد
 حب دنیا کہ بدل داشت ہمہ پاک بخت چشم امید را سبب جہاں در ہم دوخت

خدمت سرد و صاحبان را از منجزات از گناہتہ ہکی خود را در فرمان برداری ایشان گماشت۔
 از بس کہ رفیق القلب بود در اندک روز کار حالت خستہ و بکا کہ شبیوہ درد مندان حق پرست
 و جان پستان عقد الست می باشد بدول آن بیابان کشوف گشت۔ بعد از سفر سرائی آخرت
 حضرت کلاں قدس سرادت کثیر در جناب فیض اکتساب حضرت جو از خدمت گذاری و
 فرمان برداری کہ شبیوہ خادمان عقیدت کشیش و مستر شدان و نا اندیش است سر نہ پیچیدند حضرت
 حافظ علیہ الرحمۃ دریں باب نے فرماید۔

شبان وادی امین گئے رسد بباد کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند

چونکہ در عبادت حق و ریاضت مجاہدہ ہمت کافی و سعی دانی بجا آورده و جزا ستر شاد پیرد مرشد
 خویش گامے نزد مقبول خاطر اشرف اوقات۔ چونکہ آن نو بادہ گلشن سیادت را متحمل بار امانت یافتند
 از سر لطف و مہربانی بخرقہ خلافت و کلاہ و فقر ممتاز ساختہ فرمودند۔ در جائیکہ لذت یاد الہی دست
 دید۔ در اقامت آن مکان اختیار گشت۔ آہر جاکہ باشی بیاد حق باش آن مرد میدان تجرید تا ہذا
 در محبت خدا و یاد بولا شاد۔ و از اہل دنیا و مافیہا آزاد۔ شعر

گے آید از مو ابر دست چوں باز
 گے نا خواستہ گردد بیرواز
 گے بانگ و بد یکساں بماند
 گے برہر دو دست رد فتاند
 گے دیوانہ گردد گاہ ہشیار
 کشد از درد دل گے نالہ زار

گے درخندہ آید گاہ گریاں گے خاموش ماندگشتہ حیراں
 غرض با یار ہر دم کور دارد بدل جوشن خیال یار دارد
 آن بلبل چمنستان عشق پیوستہ از درد فراق و سوز اشتیاق ترانہ سخن کلمات درد سلمات مے ماند بیت
 درد دل دارد چنان کہ درد او بیدردا درد پیدا مے شود از درد بیداری رید
 ما ہے است زیر ابر پیمانہ و آفتابے است در پردہ مینخ نمان ہر طالب حق کو از ارادت قلبی
 رجوع آوردہ البتہ بہرہ اندوز حصول مرام خویش گردیدہ ۔

ذکر خیر در ارادت آوردن شرافت مرتبت سیادت منزلت ستودہ آفاق

مجموعہ اخلاق سید فضل شاہ ساکن موضع سانڈے متصل شہر لاہور

در عمد شہاب کہ عالم تخیلات مے باشد بدل خیال بست کہ ارادت آن بزرگوار خود ہم کرد
 کہ اول از ادائے شرط بعت در باطن از خود خبر دید و بزیارت خویش مشرف سازد۔ چونکہ بدستے
 بریں گذشت و حصول مدعا بش صورت نہ بست خلل خیال باطن در عقیدہ اش راہ یافت۔ اثر دور
 خاطرش خطور مے کرد کہ شاید بہ سبب قرب قیامت مردان خدا از دار نما سفر گزیں دار بقاشدہ
 باشد کہ بیس کس بردارہ امید من انگشت مراد مے نہر۔ مچنیں ما بین امید و یاس بودہ حیران
 کار خویش مے ماند کہ روز مے آفتاب مراد از افق مدعا بش طالع گردید۔ یعنی در عالم رو یا چہ
 مشاہدہ کند کہ جوئے پاکیزہ صورت فرشتہ سیرت از در مسجد در آید۔ سید موصوف تاب
 جمال با کمال آن بزرگوار نیادردہ باد تمام بر نماستہ عظیم عظیم بتشانہ۔ اندکے نشستہ ذہن
 کہ سید فضل شاہ بیابرون رویم دست اورا گرفتہ بسمت در یار و کردہ بے وسیلہ۔ سید فضل شاہ
 در مہیں واقعہ بود کہ خواب از غانہ چشم آن بیدار دل رخت اقامت بر بست از دیدن این سوانح
 غریب و عجیب برخاستہ بنشت و بانو دگنت کہ قبل ازیں گامے این جنس واقعہ ہجرت افزائے
 در عالم رو یا وقوع نیادہ کہ در عین بیداری از تخیل و فکر داشتہ باشد۔ باید دید کہ عنچہ این خواب
 بیدار بخت از کدام نسیم رویشفتگی آرد و ناخن آرزو خاطر تفکر از پاسے این خیال محال کے
 مے بر آید۔ چون در مشیت ایزدی زمان ظہور آن خواب کہ صد شرف بر بیداری مے داشت

قریب رسیدہ بود۔ روز کے اندر دویدن ارادتمندان موقع اناری چوہانوں کے قبل ازین گاہے در
 آن مکان تشریف بردہ بودند در خاطر شریف گذشت۔ قفزار اور سماں مسجد کہ سید موصوفت معلم بود۔
 اتفاق نزول راحت شمول افتاد۔ چونکہ دیدہ دل سید فضل شاہ بیدار فیض انار حضرت جو منور گشت
 درنگاہ اول بصد جان خریدار آن جمال گردید۔ نظم

چو چشمش منور بیدار گشت
 نظر بانظر دل بدل پار گشت
 ہماں صورتے دیدگان دیدہ بود
 بخواب اندرش دل زہد بود
 چنین گفت با خود بچشم پر آب
 ہمیں است صبح مرا آفتاب
 ہمیں است مطلوب این نا تو اں
 کہ دل برد از من عیاں در نہاں
 ہمیں است عقدہ کشتائے دم
 ہمیں رہبر و رہنمائے من است
 ہمیں است لمجا و باوائے من
 ہمیں است در دلم را دوا
 ہمیں است شیخ من و پیر ما

چونکہ اثبات خواب بطور پیوست و دیدہ یقینش تصور آن صورت بست۔ آچنان محو گردید کہ کار بہ
 بیوشی کشید۔

شراب محبت بدل جوش زد
 چو گوتم سر اپارہ ہوش زد
 در اں ہمیشگی گفت آن بہر با
 کہ اے بادہ شام وصل خدا
 بیک جرعه زان مئے پر اثر
 لب خشک این تشنہ را سازد

فرمودند ہنوز از تسلی شما چیزے باقی است؟ چونکہ از کمان دہان مبارکش این ناوک دلدوز بر ہدف
 سینہ آن عم اندوز رسید آہ دردناک بر کشید و عرض کرد کہ سالہا سال منتظر جمال آنصاحب حال بودم
 حالاکہ بہمن طالع ویاوری بخت این دولت بیدار در کنار خویش یافتہ ام رجا واثق کہ این گم گشتہ
 وادی فراق را بمنزل مقصود رساند۔ فرد

بفتراک از ہی بندی خدا را زود صیدم کن
 کہ آفتناست در تاخیر طالب را زیاں دارد

فرمودند کہ اے سید اگر ارادہ رسیدن منزل مقصود داری از جادہ اشکبار بہارت بیرون آمدہ بندہ
 لہ موقع ساندہ کماں میں رسید فضل شاہ کے متعلق کچھ پتہ نہیں ملا۔ شاید اناری والے بتا سکیں (نامی)

خدا باشی کہ بندہ را اگر قارحیت انذن از بندگی دور می اندازد۔ پس بندہ باش تا مقبول در گاہِ خواجہ
 شوی و تن بخت درده تا جامہ محبت بردامت تو راست آید۔ بدان و آگاہ باش ہر کہ در دارۂ محبت
 در آید و از محنت رود درم کشد محنت گردد۔ و از تاثیر ارشاد زبانی فیض ترجمان آن سیادت مآب
 دریں یاب گوشش بلوغ بکار برده گوئی اذکار و اشغال را بچوگان تسلیم در بود و در صدق و وفا کیہ
 روزگار بر آمد روزے جناب حضرت جو بایشانست تمام بر چار باش ارشاد تکیہ زوہ نشسته بود۔
 ہمدرا وقت پید موصوف را دولت پاپوس حاصل گشت۔ چونکہ وقت آن رسیدہ بود فرمودند۔ خوش آمدی
 بروقت آمدی فی الفور داخل طریق فرمودہ بکلاہ فقر متماز ساختہ از راہ توجہ باطنی و مطلقہ قلبی فرمودند کہ لے
 قفس شاہ تا توانی در رضا جوی بگوشش و ہمیشہ خوش باش در خانہ اگر کس است یک حرف بس است
 فاتحہ خیر خواہ رحمت ساختند۔

ذکر خیر در احوال ارادت سید کریم شاہ

برادر حقیقی حقیق آگاہ سید فضل شاہ آن جو تبار سیادت را سرد آنا یعنی سید کریم شاہ میردے۔
 جوان صلاح آثار تقوی شعار در ابتدائی عمر در صوم و صلواتہ تسایل نہ کرد۔ و پیوستہ طریقہ تسلیم
 علم دانستہ کہ یکایک شورش عشق الہی در سرش افتاد و فلق قلبی رونما کردید۔ چونکہ جز حکیم ہانق
 و طبیب ہادق یعنی شیخ کامل چارہ کار خوش ندیدہ ناچار جو یک سالک سالک طریق طریقت کہ
 را ہر این راہ مشکل نما باشد در ہر جا کہ از بزرگی نشان یافتے بلاتامل زیارت او بنشانتے اما قاسم
 ازل قسمت ہر امدی وابستہ یکے از بندگان خویش دانستہ کہ عقدہ کشائی کار فلاں در انجمن
 دست فلاں است و در مشیت خاص نسبت سید موصوف متعلق بہت جناب سید کریم شاہ
 دانستہ بود۔ ہر گاہ آوازہ غنی حسن خلق و اوصاف حمیدہ این جناب در گوش جانش رسید
 دریائی شوق لازمست گرایش بجوش آمدہ موج زدن گرفت و نازہ اشتیاق در اشتعال آمدہ تابانہ
 از دارۂ تامل بدرجبتہ بعقیدت تمام در سوح مالا کلام آمدہ بہرہ یاب خدمت نبض مہبت گردید۔

ہر گہ زیارت گرامی آمد بعقیدت نامی
 دید آنچه شیبہ بود کسیر بقدم فیض پر ز گوہر

در کیسہ آنخلادہ خاص
 میگردم کرم سر کہ می بود
 از درگاہ او کسے سوالی
 می برد سرانچہ داشت قیمت
 اندر خود خویش ہرچہ بود
 در پائے محیط پر زلالی
 از پایہ خود زیاد افتاد
 از لطف شوی تو رہبر من
 جز تو بجاں دگر ندانم
 سیراب شد است لے نکو
 لطف تو بجاں چوں منے کن
 پنحالہ بدل فتاد زانم
 کن چارہ کار من خدرا
 درد و غم دل بجاں کشد
 ہر کوچہ و خانہ در نوشتم
 تا دارونی در دمن کنداں
 گوئی کہ بتن روانم آمد
 سر از قدم تو برندارم
 دست من زار و دامن تو

ہر یک گروہ در ز اخلص
 از راہ عطا و بخشش وجود
 گاہی ز درش زلفت خالی
 ہر سائل دولت طریقت
 ہم سائل دنیوی بودے
 چون دید بصد شگفتہ حالی
 سر در قدش نہ صدق بہاد
 گفتا کہ بیائے تو تو ہر من
 رحم آر بحالت زارم
 سر نشنہ بے ز چشمہ تو
 پیشنگیم ترحمی کن
 از نار فراق سوخت جانم
 زد عشق رہ من اسے دکار
 افسرد گیم بحد رسیدہ
 مانند فلک بدہر گشتم
 جنتیم طیب در دمنداں
 نام تو بگوشش جانم آمد
 تا دل ندی بجاں زارم
 تا قام قیامت اسے نکورد

جناب حضرت جو راطرق عقیدت میدکرم شاہ بسا پسند خاطر افتاد و نو دند کہ اسے سید علی نسب
 دای غلوی والاحسب مسلمان آنگاہ بدرجہ اسلام برسد و مسلمان مے گرد اول بر معنی کلمہ طیبہ کہ
 کلید باب وصال محبوب مطلق است عمل کند یعنی اول یعنی بر جمع ممکنات ماسوائے اللہ باقیات
 رساند ہر گاہ برین قیام درزد از در الہ و آملہ در ذات اللہ خود را نیست و نابود سازد موافق این مقام پابندی

کشت نیمچہ لاؤ بر سر ز تن غیر آواز در آلا و یالند مکن سیر
 ہر گاہ بحق امی غیر بگشتی شد کعبہاں دل گر بود پیش ازین دیر
 بیاید کہ از یاد نخوت سیادت و نجابت و باغ خود را پاک و صفات داشتہ فرودستی و خاکساری شمار
 خود داری تا جاہ عشق و محبت بر بالائی تو راست و در دست آمد - ۵
 دعوی عشق و محبت بر کسے آند درست آنکہ حسب این و آن از لوح خاطر پاک شست
 ، چہنیں بانکات امر از خبر دار ساخته با جہانت بعضے و طالبان کہ محمود و مشائخمان کبار و صدقیان نامدار بودند
 سرفراز کردہ فرمودند کہ این نعمت عظمی را یکے از نعمتات ازگاشتہ در مواعظیت و مداومت آن تساہل
 نکنی و تہادون نہ درستی کہ ثمرہ آن در آخر کار اظہار خواهد کرد انطالب مطالب اجتناب و درینکار روزگار
 صرف کرد و ارشاد فیض رشاد حضرت جیو بجا آورد کہ بر بہت او آفرین مے کردند - دریں باب
 حافظ گوید - فرد

ہمت بلند دار کہ پیش خدا خلق باشد بقدر ہمت تو اقتدار تو

بعدت چند سال کہ اندری بسا مرتبہ سید کریم شاہ استدعائے ادائے شرط بیعت کرد - جواب
 میفرمودند کہ بروقت موقوف است روزے انعقدت کیش را دولت ملازمت دست داد - چونکہ
 وقت رسیدہ بود - با توجہ تمام شرط بیعت ادائے فرمود بکلاہ فقر متماز ساخته فرمودند کہ فقر در یاد
 خداست و آن دست ندید - مگر بیاس انفاس و نگداشت وقت پس بہر حال حافظ وقت
 خویش با ند بود - و از غیر حق اجتناب ورزیدہ مشغولی بہ حق باید جست چندانے این کلمات فیض
 کہ ہر یک در غرور بودہ در گوش جاننش انداختہ فاتحہ خیر خواندہ ترخیص فرمودند -

ذکر خیر در بیان سیادت پناہ معارف دستگاہ الحمد للہ شاہ

آن توکل کلین سیادت سید حسینی است متوطن شاہ بہاں آباد نود سال کہ پدر شریفش ازین مکن
 ، اربیتہ بمنزل اصلی شتافت چونکہ اندراں خاندان فقر ابائی بود سید موسوف از تربیت پدر بیتر
 ماند - بقولیکہ گفتہ اند - مہرکہ

ز گندم جوز جو گندم نیاید

بمهر پیار و سادگی از خدمت والدہ شہ لطف نصرت گرفته در تلاش و طلب خدا و مرشد با صفا بر خانہ
پشت داده، همچون فلکِ دوار سیار بوده در بلاد ہندوستان گردید۔ شخصے مثل نقطہ پر کار در دائر
ارتداد قرار گرفته و قطب وار بر مسند تلقین تکیہ زدہ بدست تارہ ہرے گم گشتہ وادی فراق اور آتش
اشتیاق آبِ نسلی زدہ نائرہ آن فرو نشاند اما حسب انظن خویش کہے را ندید۔

در تلاش ہر قدر کہ ممکن بود
آسماں وار روز و شب گردید
وقت بر کار تاکہ در زسد
سر زمان در جناب ایزد پاک
ملتی بود کای الہ ہمہ
غنجیہ این دل شکستہ ما
یعنی میخواید از تو این حیراں
تا کند لطف و پرواداری

قدم جستجو ز حد سر سود
لیک بر آفتق مدعا ز سید
طالب کارے بدان نبرد
بادل چاک دیدہ نمناک
ورگہ پاک تو پناہ ہمہ
از نسیم مراد وافر ما
خواہد خویش رہرم گردان
این دل بستہ را کنڈیاری

چونکہ وقت اجابتِ مناجات رسید عزم دیدن لاہور و ملک پنجاب در حاضرش افتاد۔ بطریق
نزدت نہضت این صوب صواب اختیار کردہ در ہر جا کہ شب باشے شد و مقامے کرد از سک
آن مکان استفسار احوال فقرا یمنود و ہر گرامی شنید۔ البتہ زیارت آن می رفت تاکہ آوازہ بزرگ
جناب حضرت جو سابع افروزہ این غم جان گرفتہ گردید و دل حزین کشاں کشاں در جناب حضرت
جو رسا نید بعد حصول دولت دیدار پروانہ وار شمار جمع غبستان مراد گردید و همچون بلبل مستانہ بار
ترانہ مترنم گشت۔

یعنی شد شاید مقصود دو چارم امروز
گشت آن مونس جان و دل زارم امروز
خوردہ بر من کہ چہ خوش طایح دارم امروز
بہ سج گونہ غم و اندوہ نزارم امروز
روشنی محفل من بہست نگام امروز

دولت سردی آمد بکنارم امروز
آنچہ حقیقہ ہمیں یافتم از فضل خدا
گر بزم فخر با سکندر و جمشید بگیر
ساقی نیک روش بزم طرب حاصل باست
فرخت تازہ ازان ست مرا بر بہرہ

حسن عقیدت ان نو باده حقیقہ اخلاص و محبت آفرینا کردہ فرمودند۔ اسے سیادت مرتبت
 ن تحقیقت حق عقیدت ہیں است کہ از تو ظہور می آید ان نیکو سرشت مدتی مجاور اس استان
 میں نشان بودہ فیض دو جہانی حاصل ساخت ہویدا است کہ شیخ در باب طالب ہجرت کیا گریست
 رگاہ میں قلب طالب بکد اختِ کامل میرسد۔ بکسیر فیضان زود زرخاں سے سازد۔ چونکہ بباد
 نیادت کہ سعادت کو بین است و بدست بازی ذکر و فکر کہ بہ تعلیم و مرشد لعل آورد۔ سینہ بے کینہ
 من نور عرفان و ايقان روشن و نور گشت۔ ان زمان و اصل طریق چشتیہ عابریہ ساختہ بہ
 شرف خرقہ و فقر مشرف ساختند بعد چند سے ان نور دیدہ یقین را شوق زیارت خرمین شریفین
 در خاطر جا گرفت۔ روز سے وقت دریافتہ بآداب تمام استدعا کے ادا کے فریضہ حج نمود فرمودند
 اگر بہت شام بر سفر وفا کند حسن است ہر جا کہ باشیہ بیاد حق باشیہ اجازت دادہ دست
 بدعا شدہ گفتند حافظ حقیقی شہار در حفظ و امان خوش برد و باز آورد بفضلہ و کرمہ ان بہت بلند از
 بند تعلقات و اسیر بجزوانہ عازم انصوب صواب گردید بعد انقضائے چند سال از
 زیارات بابرکات بیت الحرام و مزار فالقن الانوار خیر الانام علیہ التمجیہ والسلام فارغ شدہ
 عمان گلگون عزم بصوب وطن مالوت پیچیدہ چونکہ بحیدر آباد بلوچیاں رسید زمین ان مکان را
 بہ بزرگی انجواں اعتقاد کامل دستداد بطریق علمے پیش آمدہ زخصت وطن نداد پیوستہ
 بعقیدت درست در خدمت آل سیادت مرتبت حاکم بہماند و اکثر مردمان آل مکان را
 از ان بزرگوار فیض دینی و دنیوی حاصل شدہ تیانہ و رسوخ خلق اللہ حسن عقیدت زمین اقامت
 حیدر آباد اختیار نمودہ اللہ تعالیٰ ان نیکو نھارا در ظل حمایت خویش داراد بجزمت الہی دالہ
 الامجاد۔

ذکر خیر در بیان احوال ارادت سید رحم شاہ ساکن حیدرآباد انھماں

چراغ دوواں سیادت و نجابت در ایام خورد و ساکنی بسبب رشتہ داری کہ مشیرہ اشش
 در خانہ شاہ مراد بخش علیہ الرحمۃ بود برائے خواندن علم ظاہری آمدہ مشغول بکار خویش یعنی در
 خواندن گشت بعد مرد در ایام تاثیر صحبت جناب ارشاد تائب حضرت جوہر بدوش کار کرد یعنی

سے آہ حیدرآباد میں ۱۹۲۷ء کی تعمیر تک میں بھارت سے ملحق ہو گیا۔ (نامی)

پر تو انوارِ عشق و محبت شاید مطلق بر دل آن سیادت مرتبت نہاگر دید و ذوق و شوق طلبِ خدا ہویدا
گشت۔ از مدرسہ تدریس برخواستہ و خواہش علم ظاہری از خاطر محو ساختہ سر ارادتِ جس میں نیاز
بر پائے آن سر از نہاد۔ عرض کردہ

ہر مہین عشق را در گاہ تو دار شفا
لطفِ عامت می سز و ساز و دو آ در و ما
از رہ لطف و کرم در دم دے عیسے بلا
غیبتِ غیر از وصل دیگر چارہ زخم مرا
اے نسیم فیض و اکن این گلِ نشگفتہ را

اے طبیب در دمنداں داروئے دردم نا
وسیم ہاں مینماہد درد دل را و عدم
جان لب دارم رسید اے سبحانی زماں
زخم بر زخم است از تیغِ نفاقِ لائے ہاد
بمچو فرحتِ اعلیٰ چہ امید آ در دم برت

التجاء اخراج آن طالبِ مطالب از چند آ درد و اظہارِ ذوق و شوق و افتاد رسوخ عقیدت کہ از
سیرتِ شاہِ بظہورِ پیوست بسا مقبول خاطر اشرف جناب حضرت جو افتاد فرمودند کہ اگر طلب
راہِ خدا در سرداری اول بمصقلہ ذکر پس انفس و نفی و اثبات دل خود را مصفا ساز و شجرِ تخیلات
ما سوسے اند را کہ موجب امتیاز نور و ظلمت است از بیخ برکن تا ہمہ نور ماند حس و نما کثاک
ہوا و ہوس کہ باعثِ پراگندگی است بائش اطمینان در سوز تادل البتہ صفا کلی یافتہ سزاوار
مشاہد شاید حقیقی شود۔ و درود تجلیاتی رحمانی گردد۔ ہمچنین بانکات اسرار بہرہ و رساختہ
برائے استدعائے سید موصوف کہ طاقت انکارش نماندہ بود داخل طریق فرمودند ان عاشق
سر مست ارشادات پر در مشد خود را بالراس و اعین قبول داشتہ اندرین باب تاکہ توانست
قصور نکرد و عمرے کثیر در اشتغال و اذکار بسری نمود تاکہ جاذبہ عشق اورا از جادہ ددر
تر بود آنچنان محو حقیقت ساخت کہ گاہے مست و گاہے لے ہوس می آمد تا آن ہم ہم مست
اخر کار سر مشرب رندی کشید چونکہ پڑ و پیش احوال اسرار فقر اک گاہ چنان دگاہ چینی می باشد
کردن و بر عوام من ای یا بقوس ادراک پیے بردن بدان ماند کہ ایسے باد را بشت پیامد و کورے
دعوی را ہری نامد۔

باشد اندر حال خود اے مردمان
کہ بکار خویش پیے کمتر برند

حال فقر کہ چینی گاہے چنان
کہ ز باسرا بہ نہاں اگر کنند

کہ ز جرم نہ فلک سازند خم
 کہ بزم شرع رونق میدهند
 کہ آنا عیدی سرانند اے عزیز
 حال ایشان آہ بریک حال نیست
 اشوب ادراک مد این راه رنگ
 فلسفی را آگهی زین راز نیست
 صد فلاطون در خم اس راز کم
 خز دلی غیر از ولی آگاہ نیست
 تو کجا و طاقت این گفتگو
 تاکہ ناری آب از دریا بدست
 اندرین رہ جملہ پویدن خطا است
 چون بخوردی آہ زین پیازے
 لذت مے را زخے کردن تمیز
 تاکہ زین خم جام مے ندی بدست

اے حاکی حکایت ناشنیده و ساقی جام مے ندیدہ این گفتار تو بدیدن خواب مے ماند و
 یا باب سراب کہ فی الحقیقت اسچ نیست - نظم

نشنیده روایت بشنیدن کردن
 مرد عوی کذب ہاں کشیدن کردن

اے گلخن نشین بے برگ و نوا ترا بگل چینی کلبن اہل صفا و مردان خدا در مے آوردن چہ نسبت
 باند کہ از گل چینی این بیان دست کشیدہ و دامن چیدہ بہ تحریر احوال باقی از آل نیکو خصال
 پیر پروانہ آن شوخ چشم بادہ محبت خدا و شوق مومے حالتے وارد عجیب و احوال وارد
 غریب در جناب خدا مے ہتا یا نیاز و از عرض گزیناں اہل دنیا بے نیاز زندگان سیکند
 اگر گاہ مے بسبب سخن نیک و بد از زمان او صادر مے شود البتہ بظہور مے پیوند

یہ موضع الشوریگان شریف جہاں تہذیب و تمدن کے عہد سے تہذیب و تمدن کا زرا اور اظہار بادشاہی اور جہاں حاجی صاحب کے پوتے کے پوتے تہذیب و تمدن کا خانہ

بنا بر طول عبارت اختصار احوال ان صاحب حال اختیار نموده شدہ - فقط
ذکر خیر و بر بیان سیادت پناہ معارف دستگاہ ہاشم علی شاہ ساکن موضع زرچہتر
مردے معبد و مجاہد بحسن خلق آراستہ و بہ زیور معنی پیراستہ ازاں روزیکہ شرفیاب
جناب فیض آب حضرت جو شد و جبین نیاز بر آستان این اہل راز نہاد - البتہ جز خلافت
نفس گرد کاری نگردید -

رباعی

ہر کس کہ خلافت نفس را کرد عمل کہ درین کار او نیفتادِ خلل
نفس است کہ موجب خرابی است کن گوشش زمین کہ بیفتی بذلل

رباعی

ہر کس بخلاف نفس پیاید راہ بنا پاشد کہ او نیفتد در جاہ
اں کس کہ براہ نفس یک گمانے د افسوس کہ در معاک افتد ناگاہ

رباعی

نفس است کہ سر پای صدیج و بلا است ہر کس کہ پئے نفس بود نا بیناست
گوئید ہر آن کہ بر خلافتش عامل آرائش نشاتین بر خود آراست

رباعی

ہر یوست قوی ز نفس باید ترسید ناداں بود سر آنکہ گردش گردید
ہر یو الو سے کہ بزرگ او مال گشت میدان کہ بجز گزیدنش ہیچ ندید

اں طالب راہ حق و عابد معبود مطلق اکثر از روح ولی و محبت قلبی در حضور لامع النور جناب
حضرت جو حاضر شدہ و استفادہ و استفادہ ... سے گرد ... است ... کے
آشنائے عطار باشد البتہ جامہ او خالی از عطر نتواند بود - ہمچنین ہر کہ محبت صاحب
کمال در زد بلا ریب از حال برہ ور شود - چونکہ در دکان جوہری بجز جوہر و لالی جنس دیگر
نباشد سید موصوف ازین جناب دولت دو جہانی حاصل کرد - بعد از تعلیم شر الط آداب
پہ مسجد اور مکانات عالی واقع تھے اور جو سلسلہ نقشبندیہ کے پیروں کا ساکن تھا۔ افسوس ۱۹۲۷ء کے انقلاب میں ضلع گورداسپور

بنا بر طول عبارت اختصار احوال ان صاحب حال اختیار نموده شدہ - فقط
ذکر خیر و بر بیان سیادت پناہ معارف دستگاہ ہاشم علی شاہ ساکن موضع زرچہتر
مردے معبد و مجاہد بحسن خلق آراستہ و بہ زیور معنی پیراستہ ازاں روزیکہ شرفیاب
جناب فیض آب حضرت جو شد و جبین نیاز بر آستان این اہل راز نہاد - البتہ جز خلافت
نفس گرد کاری نگردید -

فقر و طریق عبادت فرمودند کہ ہاشم علی شاہ ہر چیز شان سیادت مرتبہ البیت بلند
 اما حدیث نبوی علیہ الصلوٰت والسلام الْفَقْرُ فَخْرٌ حَسْبِي وَالْفَقْرُ مَعِيَ نَبْرٌ وَرِشَانِ
 فقر و ارد است و فقر بجز عجز و انکسار و فروتنی و خاکساری بحصول نمی انجامد باید کہ این شیوہ
 را از دست ندہی۔ و در بیخ حال چون نکتہ پرکار درس دائرہ قرار اختیار داری۔ عزل

فخر بنی آدم است از فقر بدینا و دین
 بسین کہ نبی گفته است فقر بود فخر من
 نیست بجز انکسار عادت مرد خدا
 موجد فقر است عشق موجب فخر دو کون
 در دیکہ چیز از وفرت اہل دل است
 نوزیں شیخ بیافت دیدہ اہل یقین
 گر تو بنی آدمی فخر خود فقیر بین
 عجز قبول ہمہ نزد جان آفرین
 مبنی این ممکنات منظر از است این
 بہ کہ چنین درو باد بادل و جام قرین

در ابتدائے احوال سید موصوف در حضور حضرت جوہر حاضر شد فرمودند کہ اسے گوہر درج
 سیادت اگر عزم طلب راہ خدا داری باید کہ چندے از کشاکش زمانہ و اہل آن عزلت
 کنارہ جوئی و در ہر جا خاطر قرار گہ دتہا نشین و بیاد حق مشغول باش۔ مہر
 تنہا نشستہ باش و خدا را یاد آ۔

آن صاحب ہمت ارشاد فیض رشاد پیر و مرشد خود را سعادت ابدی و دولت سرمدی تصویرید
 عصر دوم سال بر کنار دریا متصل کوٹ خواجہ سعید در نیشن تنہا نشستہ در عبادت خدا متوکل
 مشغول گشت و دو سہ روز بے طعام بہ استقلال تمام مے گذرانید و توکل را از
 دست مے داد و بفضل خدا بامداد توجہ پیر و مرشد دہان ملوت کبارش بجائے
 مروبان آن سواد از راہ عقیدت پیش آمدہ متطیع و منقاد آن نیک نگاہان شد۔ یہ سبب
 روح با شندگان آنجا سید موصوف اقامت آن مکان اختیار بود۔

ذکر خیر در باب ارادت آوردن حقائق آگاہ سید محمد شاہ ساکن بسا نوالہ

از اولاد و امجاد میراں محمد حسین آن والا کو بہر سید حسینی است در عمہ خورد ساگی کہ نزدیک شباب
 رسیدہ باشد کہ ہوائے صحبت این جناب و باعش جا گرفت و آرزوئے ملازمت کیمیا خالصت

مے غالباً آب کا منرار بھی کوٹ خواجہ سعید (مضامین ناہرہ) ہی میں سے ہوتا ہے

در سر اقتاد۔ ہویدا است ہر جوانیکہ محب اہل اللہ باشد البتہ جامہ صلاحیت و اہلیت بر قامت او درست راست خواهد آمد۔ فرد

در دل ہر کس محبت افتد از اہل صفا
دوستی بادوستان حق راست است
در جوانی ہر کہ ورزد دوستی با اہل دل
پارسا ز اہل صفا کمتر نیاشد اسکے اخی
تو ازین ہر دوستی افسوس اسکے فرحت تو

نزد این و آن بلا شک ہست مقبول خدا
نیست غیر شاں بدگرہ دوستی کردن سزا
اولیا گردد و گرنہ مے شود او یار سا
آن صفا حاصل نماید این مبرا از ریا
نے باں مے مانی وہاں نے شدی زین آشنا

روزے آن جوان صالح یعنی محمد شاہ در ساعت سید رسیدہ از روح باطن و عقیدت دل دست ارادت بردست جناب حضرت جو نہاد۔ چونکہ جوان سلیم الطبع و حلیم خو بود۔ موافق مزاج مبارک خویش یافتہ ہماں روز از بعضی وظائف کہ معمولہ بزرگان قدیم و روندگان راہ مستقیم بودند اجازت دادہ فرمودند کہ این دولت کبریے و نعمت عظمیے کہ تو از زانی داشتہ ام دیگرہ را دست ندادہ باید کہ با شرائط تمام در ادائے آن تساہل نکنی و تہا و ن فواری۔ اگر در این امر قصور نکردی فائدہ بسیار تو مترتب خواهد شد و دست دعا برداشتہ عرض کردند کہ اسکے قاضی الحاجات و اسکے مکفل نہات این جوان سعادت نشاں را پیوستہ بہ ثمر شجر مراد شیریں کلام داری بفضلہ ذکر

ذکر خیر شرف یاب شدن سیادت پناہ سید عزیز شاہ ساکن خطہ کشمیر

مردے نیک بخت و صالح ایزد پرست صاحب خاندان کرامت چونکہ اندرین ملک برائے دیدن ارادت مندان خویش وارد شد چونکہ خاطرش شائق دیدن اہل اللہ بود اسم مبارک جناب حضرت جو شنیدہ بشوق تمام ادبہ ملاقات حاصل کرد۔ در صحبت اول بر حسن اخلاق و اتفاق کہ در بارہ صادرہ وارد نمود مزاج شریف بود سید بوضوح از دل و جاں مطیع و منقاد این جناب گشت و در دوسہ بار یافتن در مجلس شریف تاثیرے بر دلش پیدا شد روزے با نیاز تمام و عقیدت تمام اولبانہ عرض کرد:-

اسے ستودہ بارگاہِ خدا واسے برگزیدہ اہل صفا

لے ناظر حسین رنجانی جولہ بر میں بیٹھ کر اپنے بزرگوں کی روش کے خلاف رسالہ آئینہ قسمت میں کی تبلیغ کی

ایں فقیر بے برگ و نوار از فیضانِ خویش نوالے بخشش نما از جوعِ قلبے و تشنگی دلی میر
شود و تسلی و زرد کہ گفته اند۔ بیت

برکہ یماں کار پا و شوار غیبت
سائے از در شاں عاز غیبت
برکہ دستے پیش آرد بر کرم
ردن سازد دستش از لطفِ عمیم
منکہ دست افراشتم اے قربان
کن کرم بر حال ایں افسردہ جاں

جناب حضرت جو استدعائے سید عزیز شاہ سمیع رضا جاو ادہ پر تو نظر توجہ بر عائن انداختہ مستفید
رحمت و جہانی ساختہ فرمودند کہ اے برگزیدہ طلب و اے زیدہ اجاب یکدم از یادِ خداے مطلق
عائن نباشی۔ اگر بدیں روش رفتی بمنزل پوستی و تصور صورت فقیر کہ مصقلہ خاطر طالب است
از زیر نگاہِ محکمینی سے

ہر کہ بر فرمانِ پیر خویش قطعِ راہ کنی
از خللِ مصیون و میں مامون بر منزلِ رسد
در خانہ اگر کسی است یک حرف بس است بریں قطع سخن فرمودہ دستِ دعا در جناب و اسب اعطایا دراز
کردہ دعائے کردند کہ اے برآرندہ حاجات سید عزیز شاہ را پوستہ در ظلِ حمایتِ خویش داراد
بالنون و الصاد۔

فصل پنجم در بیان احوال ارادت آوردن از فرقہ علماء و غیرہ

استادِ دستانِ ایں احوال سنن آموز چینی سے کرد کہ ارادت پناہ عقیدت و تنگناہ میانِ خود
عرفت باغبانِ متوطن موضع فتوتہ نیکہ واقعہ ملک دو آبہ در میادی احوال کہ نور شباب از چہ شد
روز جلوہ تازہ میداہد و نشاء عجب و استکبار سرستان باد جوانی را از جامی بر آید و سبسی سہلا کتر
بر حسب سفاہت کہ در مزاج او استراج پیدا کردہ در کمال فقرائے صاحب شریعت عقیدہ فاسد است
بلکہ مرکب استراگشتی و نیگفتی اینہا مکارانِ زمانہ می باشند۔ در باب ہین فریق حضرت حافظ
گوید۔ فرمودہ۔ بیت

بزرگ دلق طمع کمند ہا دارند
دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بین
و موافق اینہاے روزگار خلوص نیت و رسوخ باطن در جوعِ ظاہر با فقرائے سفاہت پیدہ کہ مرکب

تو اسی و منکر او امر الہی اندمیداشتت و در ارتکاب منہیات مستنسا بہ ہرشتاں لیل و نہار بود۔ و در
 ہیچگاہ جز او و حب کارے نداشت۔ از آنجا کہ در مشیت ازلی توبہ در نصیب او بود۔ اما اقبال آن
 نیز متعلق صحبت حضرت چو در پردہ تعویق پناہاں بود و متواری۔ چونکہ ہر امرے مقدر حکم حدیث نبوی
 علیہ الصلوٰۃ و السلام کل امر مرہون باوقا تہا جز زمان ظہور خویش از کتم عدم در عرصہ شہود موجود نمے شود
 دروئے نماید۔ ہر گاہ ایام ہدایت و روز توبہ آن تائب عقیقہ یعنی محقق بر نزدیک رسید نوئے
 بیقراری در باطن او طاری گشت چونکہ ظہور آنرا سبب ندید۔ بہت زدہ در زویش احوال حال خویش
 گردید۔ اما خورد خوردہ دان ہیچگونہ بسبب آن پے بردہ پیوستہ مستحیر و متاثر منتظر لطیفہ غیبی کے بود
 کہ ہمدراں روز ہا منہر شوہات ظاہرہ معملہ کمالات باہرہ افضل زماں اکل دوران قطب بلا اشتباہ
 حضرت قلندر شاہ افسیر دیار ہندوستان مراجعت فرمودہ بہت دار السلطنت لاہور کہ وطن بالوئی
 بود منزل بمنزل تشریف لے آوردند۔ روزے بوفیض قوتہنیکہ در باب شش اہل دنیا کہ سخت دلی ایشان
 بر آہن و فولاد تزجیح دند۔ مفاطمیس کے تو ان گفت ہر گاہ آوازہ حسن خلق کہ عادت مردان خدا لارم اہل
 صفاست سامع افروز این دایاں گردید۔ بلکہ ان مکان مثل جاہان عقیدت نشان رجوع آوردہ در خدمت
 گذاری حاضر گشتند میاں محرفیض را کہ فی الحقیقت مورد فیض بود نیز جاہانہ حقیقے بریں آورد کہ آوازہ
 سخن خلق این بزرگوار در دل صفا رکبار جا گرفت زیارت آن باید رفت و ملاحظہ باید کرد کہ کاسہ پر است
 یا طاس ہی است۔

پے دیدن آمد دے پڑز شک ز رصاف دارد نہ ترس از محک

غرض آنکہ بہر حال تدبیر و پراگندہ خاطر خدمت فیض موصیبت آن والا در حث حاضر گشت۔ چونکہ
 در ان ہنگام وقتے خوش داشتند نظر حقیقت و مرحمت فرودند۔ خوش آمدی لفظ خوش ہنوز بر زبان
 فیض ترجمان بود کہ خم دلش مملو بادہ شوق گردید سے

اول نظر یکہ بردے افتاد ہوش از سر برقت بر باد

آن کبر و منی کہ داشت در سر شد محور سینہ اش سر باد

فی الفور چین نیاز بر پائے آن سر فراز سودہ چون بلبل مستانہ بایں ترانہ مترجم گشت سے
 دل گر بودی از من صا جہد لا خدا را بر حالت تباہم رحمت کن آشکارا

جز فضل عاطفت توحیدے و گرناند در چار سوئے عالم شاہا من گذارا
 مرغ جانفش کہ پروردہ ناز و نعمت عمرافنی بود یک جیلہ اسیر کند عشق و محبت حضرت جو گوگردید بے تابانہ عرض
 کرو یا خداوند اولیا نقد گرانمایہ عمر کہ بسودا سے لہو و لب گزارده ام از ان بوج سودے دست نداد
 مگر حیرت و ندامت چو عمر گذشتہ و سخن از دہان جسنہ باز بدست آمدن ناممکن امید کہ افتادہ
 خاک مذلت را بدستبازی امداد خویش برداشتہ بمنزل مقصود رسانند۔ مہر عمہ

دسترس دادہ خدا افتادگان از دستگیر
 حضرت جو را بر احوال شوریدگی آن شہید امیر مورخ نیم سہیل بر ضمیر بے قرار بود رحم آمد کہ گفتہ اند بہریت
 تا نگرید کود کے علوا فروش بہ بحر بخشایش نے آید بخش
 دست لطف دراز کردہ در بر کشیدہ فرمودند محمد فیض غم نخوردل قوی دار و عمریکہ در اخلاص و اہمہ عالی
 از یاد خدا گزارده بسیلہ استغفار از جناب مجیب الدعوات اجابت توبہ در خواہ و بعد ازین فقیر را
 متوجہ احوال خود شناس آن دل از دست رفتہ را از دلجویی حضرت جو حالے عجیب و استغراق
 غریب روداد بلکہ تا دیر از خود برقت بعد چندے بہوش آمدہ با سینہ چاک و خاطر غمناک عرض
 کرد۔ اس مجروح قلبی را از تیغ بے دریغ عشق جراحہا خوردہ بر ہم توجہ باطنی اندامان بخشند۔ یعنی
 در زمرہ گرفتگان خویش جادند تا باین وسیلہ بر ادا اصلی فائز گردد۔ بتوجہ تمام فرمودند کہ اذنا اللہ تعالیٰ
 شمارا فردا در برادر دینی قبول کردہ خواہ شد۔ بجزرد صدور وعدہ فردا آہی سر زدہ عرض کرد۔ فرد
 ساقیا عشرت امروز بفرود مفلک یا ز دیوان قضا خط امانی من آر

ہوید است کہ زندگی بوجوم را اعتبار سے نیست۔ مہر عمہ

شاید کہ ہمیں نفس نفس واپس بود

و اس گم گشتہ وادی فراق را فرصت دست ندید و ازین دولت بے بہرہ ماند۔ فرمودند ارادت
 قلبی غما مقبول گردید و ادائے طریق ظاہری را بفرود آرند آن شائق مست بادہ بر آتش انتظار فردا
 ہچوں کباب سیخ بر پہلو کہ نے گردیدے طیبید و خیل بلبل در فراق گل بایں ترانہ مترنم می شدہ
 الہی صبح امیدم بر افروز شب تا مرا روشن کن از روز شب

باقی ماندہ را ہمیں بچ گذرانیدہ روز دوئم با طالع ہمایوں بردست حضرت جو توبہ نصیب آن

غریب گشت - چونکہ عشق جہاں سوزِ خس و خاشاک ماسوی اللہ را سوختہ سینہ بکینہ اش را پاک و صاف
 ساختہ و کیمیا ساز حقیقی زردیش را در بوٹہ اخلاص انداختہ گداختہ بود ہماں روز از آداب عبادت
 حق و طریق سلوک و ذکر و شغل بہرہ ور ساختہ یکلاہ فقر ممتاز فرمودند آمدند میدان طریقت بعد از
 دریافت صحبت حضرت جو جز خلاف نفس کارے نکرد و در مجاہدات شاقہ کمر سی چست بستہ
 از ذکر زبان و فکر دریل و بہار حالی بود اکثر ارادت منداں خدا پرست در ملک دوا بہ ہستند و بسا ہارا از
 خدمت او دولت فقر و فیض جہانی حاصل گردید۔ اگر باحوال جزو کل آن صاحب حال پرداختہ
 آید۔ دفتر کے دراز سے باید۔ پس بیان مختصر میرا و اور فقیراں بزرگوار در موضع فتوتہ تکبہ جائے ادب
 خاص و عام آن دیار است۔

کثیر در احوال میاں امام بخش کھوکھر تلوار بہ عرف شکی

در ایام طفولیت کہ تخمیناً وہ یازدہ سالہ بود ہاشد باطالع مسود بشرط پاپوس حضرت جو
 مشرف گشت۔ چونکہ در سبادی احوال خاطرش مانگ نماز و روزہ و ارتکاب احکام شریعت
 بود گفتہ اندہ

سالے نکوست بہارش پیدا است

آنجناب نیز نظر رحمت و شفقت در بارہ آن مبذول میداشتند

بیایستہ از گوش دل اے حبیب شکر خواہ را شکر گرد و نصیب

دل طلب گویند ہر طالب را حق باشد و ہستی خود را کہ بوجیب خود پرستی است در عشق و محبت
 یکنہ را بکنند راہ بجائے نبرد آن نیکو نہاد را علیہ محبت آن آفتاب پیر ارشاد چنان دامن دل
 گویند بود۔ اگر گامے سبب جدائی واقع گشتی طاقش طاق و صبر و قرار و بفراری می نہاد۔
 ہر کہ آن نو بادہ حدیقہ ارادت را شکر فرماد رو بدسدگی آورد یعنی از گوارہ طفولیت قدم
 در میدان شباب نہاد از تاثیر صحبت آن جناب عشق شور انگیز طورے دیگر پیدا کرد۔ یعنی
 عانت استغراق بر احوال آن مشتاق بھی رونما گردید کہ اکثر اوقات در سکر و کمر در صحیحی بود و غزل
 عشقش چو ہر گاہ و بہریشہ دوید آرام دل و راحت جانش بر مید

لہ کہ ملک در کپھی پاکستان کے حصے میں نہیں آیا۔ (تاریخ)

شد اٹگر دل بس شمر انگیز بہر سو
 نے صبر بجا ماند و نہ ہوش و نہ قرار
 بر خاست ز خویش پھر سرو آزاد
 در گوشہ زمیdan چو دریافت امان
 چوں تیر مراد بر بدت آمد راست
 جسے کہ بجز حبت خدا داشت بدل
 در آخر کار ہا بسان فرحت
 جز جلوہ حق و گر نماندش نظر
 چوں بادِ سمومِ عشق در سببہ وزید
 بخونِ صفتِ حبیبِ نخل بدرید
 دامن ز تعلقات دنیا بر حسد
 ماند کمان چلہ چو در خانہ کشید
 قربان شد و سر بیائے مرشد مالید
 زکش داد و گرنہ گردش گردید
 ہوست باو ز خویش و بیگانہ برید
 گر خار بر آمد و گر سبزہ دید

چونکہ ان ارادت منقش سالہا سال در حضور پر نور جناب فیض اکتساب حضرت جو قیام و زید ہو محنتا
 کشیدہ بہر خدمتے کہ اشارہ مے رفت بالراس و العین بجائے آورد ہر گاہ نقد ہمتش را کامل العیار
 یافتند توجہ احوال ظاہر و باطن او شدہ بتربیتش پرداختند۔ چندانکہ ہر تو انوار عشق بردش می یافت
 دمیدم و لخطہ بلخطہ عنقائے نومی یافت تا کہ بنور تجلیات الہی منور گشت۔ بخروء فقر ممتاز ساختہ فرمودند
 فقیر را از راہ زہاری دزد صوری و معنوی یعنی نفس و شیطان کہ پیوستہ در کمین آن می باغد غافل
 نباید شد۔ بیا و فرصت یافتہ نقد حالش را کہ سرمایہ طالب است سرفہ نکنند و امان از دست اینہا
 بجز ادا الہی و پاس انفاس نیست۔ پس فقیر آنست نفسی از انفاس نوبلی کہ موجب حیات سرمدی
 است بے یاد خدا صرف بکنند و در خرچ را نگان ندید کہ حرف بے محل را در اسراف ہمی نویسند
 و خدائے تعالیٰ دوست نے دار و اہل اسراف را چنانچہ در کلام مجید و فرقان حمید خود مے فرماید
 اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ در مذہب صوفیہ اسراف خاص الخاص ہمس حرف بے محل اسراف
 است۔ یعنی جائز نداشتہ اند حرف از بجز یاد خداں در دیش صفت ہوائی ارشاد فیض
 رشا و کہ طالب را انقیاد ان فرض عین است دے و آنے بے یاد خدائے ماند۔ فرد

بذکر و غفلت بد است سببہ مالا مال
 و توجہ باطنی انفاس باللہ بعد انتقال ہم برائے این خدا آگاہ بلکہ بہم طلباں را جائز است۔ چرا کہ
 در حیات و مات اہل التذہب ظاہرین مجاہدے افتد و الانہ این فریق زندہ ابد است۔ فرد

در حیات و مہمات اہل خدا پردہ می افکند ز دنیا نیز

دریں باب حافظ فرمودہ - فرد

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
ہر کہ تسلی دارد دست از آستین یقین بر آورده چشم خویش ببالد تا انکشاف این احوال برود کرد -

ذکر خیر در احوال شیخ فتح محمد لکھنوی

آن محب باوصفا و آن مخلص بے ریا در ایام کہ ذات مصدرِ حسنات حضرت جو روق بخش بلدہ
متبرکہ لکھنوی بود۔ در عین عنفوان جوانی حاضر خدمت شریف شدہ از محبت دل و در سوخ باطن در خدمتگذاری
موجود می بود و روزان و شبان حاضر مجلس معلی می شد تا کہ فیض صحبت شریف بر دلش کار کرد۔ و
یکایک جذبہ شوق و ذوق نمایان گشت و ہوائے صحبت آنجناب در دماغش جا گرفت۔

دل جوش محبت شورش آورد
قلہ از دل تو ان از جان او برد
زلفی یک زماں آن محو دیدار
ز دور خدمتش چو سفر بر کار
گر اجباتا جدائی دست دادے
ز ہر مژگان سر چشمہ کشفائے
کشیدے بر زباں آن عاشق زار
ز درد دل دو صد نالہ جرس دار
بعد سوز و گداز آن سوختہ جان
شدے مانند نے دمساز افغان
چو از جوش محبت مست گشتے
چو محبوں با جنوں ہمہ شست گشتے

چونکہ محبت آن محب یک رنگ ترغیب کشید توجہ خاطر اشرف نیز مائل آن بر مست بادہ شوق گردیدہ
روز بروز ساعت بساعت در تعلیم آن سے افزود و در سوخ باطن آن عقیدت بر شست لمحہ بہ لمحہ در افزایش
بود ہوید است۔ عشق ہر گاہ بجد کمال رسد خاطر معشوق را بجانب عاشق کشد و مبتلائے او سازد۔ بیت

عشق چو بر اوج تمارسد
آنچہ مرادست بعاشق دید
عشق بر افروخت جان را بنورد
عشق زدہ آتش خود را بطور
عشق بر آن نخل بحسلی نمود
عشق خود از دل موسی بود
عشق شود نایہ دیوانگی
سوختہ بعد خانہ فرزانگی

عشق جہاں سوز چو آتش فروخت
ہستی عالم ہمگی پاک سوخت
ایسج نسا ند اثر این و آن
زیر نگاہی دل صاحب دلاں
ماند اگر آہ ہماں نور ماند
ایسج نہ جز ناظر و منظور ماند
بلکہ ز ناظر اثرے نیز نے
غیر ز منظور و گر چیز نے
آہ چہ پرسی تو ازین حال آہ
مخوشود نور شب آن روز ماہ

اے شوریدہ سر کجا تا کجا افتادی دریں باب بادیہ کہ رو نہادی پایا نے ندارد۔ مہر عمہ

موش کن و موش کہ این جوش ندارد پایاں

باید کہ عنان شبیدیز آرا پیچیدہ بتحریر احوال باقی ماندہ شیخ محمد زاد شوق برداری ہر گاہ جناب حضرت جو
از بلدہ متبرکہ لکھنؤ بہت دار السلطنت لاہور آرا دہ مراجعت فرمودند ان محب یک رنگ جدائی
پر و مرشدرا سخت تر از سنگ خارہ پنداشتہ متحمل این بار گراں نشدہ دست بر خان دمان و
یا قہار زدہ در رکاب فیض مآب آنجناب ہم سفر سفر گردیدہ و مدت مدید در خدمت شریف
حاضر ماندہ و عقد ہائے طریق طریقت کہ ہنوز بر حال او کشف نشدہ بودند حل کردہ و جہان جہان
نیہن ربودہ بعد عرصہ میں سال پیش حضرت جو رخصت یافتہ بہت بلدہ شریف لکھنؤ کہ وطن
اصلی داشت مراجعت کردہ کہ گفتہ اند۔ بیت

خشت وطن از تخت سلیمان خوشتر خار وطن از سبیل و ریجاں خوشتر
بر آرزو حاجات آن صادق العقاد را با کسوت فقر آراستہ سلامت دارا و بفضلہ۔

ذکر خیر حقائق آگاہ نیکو نشیخ امام بخش لکھنوی

در علم ادب فرد و در فقر و فاقہ صاحب درد طبع سلیم دارد۔ در ہنگامیکہ جناب اشرف
حضرت جو رونق پذیر بلدہ لکھنؤ بودند۔ شیخ بوصوف را در سن یک ہزار و دو صد و چار۔ بر مری
طالع ہمایوں توبہ بردست حضرت جو نصیب گشت۔ چونکہ مادہ قابل داشت نظر توجہ اکثر
بر احوال آن طالب خدای داشتند۔ بیت

ہست اکیر نزد الہی ہفا نظر پاک اولیا نے خدا

لہ ناسخ تخلص۔ لہمہ کے رہنے والے غریب باپ کے بیٹے تھے۔ خدا بخش غمیدہ در سنہ تیسوی بنا۔ اور دو ہمت ہو گئے (امی)

زرشود در زمانہ اندک گرگدازی چوس دل خود را

آن مردیمت بلند طالب مطالب ارجمند حسب الارشاد جناب پیر و مرشد خویش در ریاضت شاقہ و مجاہدات شدید کہ وسیلہ وصال و اشغال حق است کمر سختی چست بستہ آنچنان طے نمود کہ طالبان مبتدی احوال را اشک رشک از چشمہ چشم سے تراوید سے

ہر بانی ہائے آن عالی جناب
بے حضور نفس در لیل و نهار
حب دنیا را فرو بگذاشته
گرچہ اورا بست فرزند و عیال
سینہ اش از درد دل انباشتہ
گر کسے راند سخن پیشش ز درد
بشوار گوش دل اے ایزد پرست
بود دائم در حق آن کامیاب
زندگانی سے کسے کند در روزگار
حب مولا لازم دل داشتہ
نیست فارغ از خدا در ہر حال
لیک از اجبار نہاں داشتہ
در یکاے آبد آن در عشق خود
سے تراود آنچه در او نہ دست

در ہنگام مراجعت بسمت وطن مابوقت یعنی لاہور شیخ مذکور را بخرقہ فقر متاخر ساختہ تشریف فرمائے
این صوبہ گشتند در ستم یک ہزار و دو صد و چهل و تیر ^{۱۲۴۲} ہجری دولہ شوق زیارت پیر و مرشد خویش در دل
آن عقیدت کیش بکوش آمد۔ چونکہ طاقت انتظار و قوت صبر و قرار نماند لہذا اسباب سفر ہیا کردہ
پلاہور رسیدہ بشرف پایوسی ہاوسے خویش مشرف گشتہ دوکانہ شکرانہ الہی ادا کردہ ہر چند ارادت
طواف بیت اللہ نیز داشت اما وصول طواف دائمی قبلہ و کعبہ دارین را کہ برائے طلب بمنزلیہ
حج اکبر است ترک دادن بموجب وبال احوال خویش تصوریدہ زیر سایہ سہر پایہ آن قبلہ ارباب
کمال رخت اقامت انداختہ و حصول این دولت را نعمت عظمی انگاشتہ ہوارہ مطیع و منقاد
فرمان فیض نشان بودہ مورد تملقات بیغایات حضرت جوئے بود۔ ہویدا است ہر کسے از پایہ عادی
بدرجہ مخدومی رسید اکثر مردمان خدا دوست از سوخ دلی و رجوع قلبی در خدمت آن صاحب
کمال کہ در حسن خلق فردے از افراد زمان است حاضر شدہ و در خور سوال خویش برہ اندر می شوند
تسخیر خلق نیست بجز خلق اے اخی بر مومن است سنت خلق محمدی

میدونیسد کہ حسن خلق بجز رفاقت قلب و درد دل دست نماند۔ شیخ مذکور دریں مکتبہ بہرہ تمام
سے آب حیات میں مسطور ہے کہ پیرناصح کھنڈو چلے گئے اور یہیں ۱۲۵۳ھ میں فوت و مدفون ہوئے۔ (دہلی)

دارد چرا کہ در و لازم فقر است - شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے - بیت
 کفر کافر را وین دیندار را ذرہ درد دل عطار را
 مخفی ماند بر فقیریکہ دردند آشتہ باشد شجر بیت بے ثمر و غمے است بے یو - بیت
 ہر کہ دادند درد آل مرد اند صاحب درد در جہاں فرد اند
 ہر فقیریکہ حالی از درد بہت دل بہ پہلویش آہن سرد است
 آہن سرد را بفرگداز کونتن نسبت کار اہل مجاز
 سخت دل جز برد نگدازد عمر خود گر بزہد در یازد
 این سخن یاد دار از دل و جان زہد خشک است موجب حرام
 داند این را ہر کہ شد شیدا عشق از دردے شود پیدا
 تا توانی چراغ عشق افروز دیدہ از زہد خشک در ہم دوز

ذکر خیر میاں صدر الدین المشہور قاضی نختوعرون بھٹی ساکن مانگٹاوالا

مردے معبد و مجاہد ذاکر و شاعر در طریق سلوک بہرہ وافی داشت - وہ ابتدا کے عمر کفر جوان
 بود حسب القسرت در خدمت والا درجت شیخ المتارح حضرت شاہ مراد بخش حاضر شدہ علم ظاہری
 حاصل نمودہ بہت وطن مالوف مراجعت نمودہ - چونکہ اندراں وقت لوح سینہ اش از کتابت
 درد معرابود و از معاملہ عشق نا آشنا بکار علما کہ طریقہ آسانی اوست مشغول گشت نزد اہل تصوف
 بیکدام دے حالی از آتش عشق نیست - مگر زیر تغافل مدفون دیباچوں نزد عاقل و حسین خواہد
 تا کہ بیدار شود بکار نیاید و آتش از تر خاکستر زبر آید شعلہ زن نگردد - ہر گاہ بخدا رسیدہ کہ وہ
 غفلت بیدار گشت - شورش عشق و مرغ جانش بشورانید

دردش چونکہ عشق بر زد جوش رفت صبر و قرار و طاقت و جوش
 احتیاج دوائے دل افتاد گفت با خود دریں خراب آباد
 امتحان کردہ ام خفی و جلی نیست جز ذات پاک حضرت جلی
 تا کہ این درد را دوا بکند نظرے لطف سوئے ما بکند

پردہ از روئے حال بردارد خاطر خستہ را بجائے آورد

یعنی از وصل حق نشان بدید روی را ہم بسوئے آن بدید

ہر گاہ آن مشتاق را دولت شوق زیارت حضرت جو بکمال انجامید۔ دامن عزم بر کمر بستہ و پشت بر روی نماں زدہ سادست قدموں ساخت چونکہ بخت یاور داشت۔ سالہا سال در خدمت گذاری حاضرانندہ آنچه ارشاد فی حق رشاد صدور می یافت بلا تصور عمل می آورد۔ یعنی ریاضت عبادت حق کہ لازم احوال طالب است۔ خیلے بجا آورد۔ اندرین باب کوشش بلوغ بکند برد۔ بعد مرور چند سال یکایک حالت جذب و سکر بردے چنان کشوف گشت کہ شب و روز در دریائے استغراق مستغرق می بود۔ اندران احوال اکثر اوقات بزبان بے ریا اخبارات دور و نزدیک اگر می گفت۔ البتہ راست می افتاد و بصدق می پیوست و در عین مستی بر آداب شیخ آنچنان استحکام داشت کہ تمام روز در دست بستہ ایستادہ می ماند و اگر گاہے بسبب خوردن نفس قلبی مانند نزال از گنبد خیال بدر جستہ بیرون رفتہ رود۔ قریب دودہ کر وہ بجانب پروردگار خود پیش پشت نیندازد یعنی پس پاہے رفت۔ چونکہ میں احوال بقرب دو سال گردید۔ روزے حضرت جو آن مست بادہ و حدیث را طلبیدہ فرمودند۔ اسے غریق تجسم حیرت باید کہ ازین بچہ ہوش ربا بدر جستہ خود را بساحل سلوک اندازی و سالکانہ بیاد خدا مشغول باسفی و غسل دادہ و پارچہ پوشانیدہ در مسجد نشانیدند از بہاں روز بعالم معمو آمدہ در طریق غریبت استحکام گرفتہ بیاد حق مشغول می ماند تا کہ حیات مستعار را در میں کار قادر بیچوں سپرد قبرش در موضع رتہ در دائرہ قدیم است۔

ذکر خمیر در بیان ارادت آوردن میاں حسام الدین المشہور شام دین

مماحب ہمارت و در ع و عبادت و در استحکام آمدن سیر روین مے تو ان گفت و در طریق توکل و صبر طریقہ ایوبی دارد کہ برائے انسان بیچہ رنج سخت تر از جوع نیست و آن مردے متوکل گاہے شکوہ آزا پیش احدی نہ نمود۔ و باکے انہما رطل نکرد علما زادہ بود از برکت تاثیر محبت این جناب اشرف در صدق و عفا و تسلیم و رضا کما مے حاصل کرد بسبب توبہ اش ایراست کہ در بیان احوال کہ عمرش قریب چہارہ سال رسیدہ بود۔ روزے باتفاق حسہ

سہ اس کا پتہ لگانا چاہیے۔ (نامی)

در موضع میانوالہ مشرف بزیارت حضرت جوگر دیدہ چونکہ طالع یاور داشت در مجلس اولی مقبول نظر
انور فہن منہر افتاد بجا ذیہ قلبی ولی اورا بجانب توشن کشیدند و اسیر کنند تو یہ باطنی نمودند۔ چنانچہ
آن محمودیدار سچوں دیوار بے حس و حرکت بنانند۔

نہ یارائے کہ گوید حال خود را
نہ پاسے رفتن و سنے تا سب انزیر
کہ شد از غوغایان تنگ و زانوش
نہ بر دارم ازین دہان کہ دست
سراسر ذات حق رنجایان است

چونکہ از نظر روشن ضمیر آن ادنی الالبصار احوال ظاہر و باطنی تککلام پوشیدہ سے مانند آن شہفہ
محبت را از جامے مستقرار بیرون رفتہ دیدند با شکستہ پیشانی بترالین در پرتو پیش حوالہ او پرده افکند
در مجلس تملیق پیش آوردہ فرمودند۔ اسے عزیز اگر حاجت داری بخواہ و اگر سوالی داری بیس تا در خور ارکان
ذہن در جواب آن پرداختہ آید۔ میان حسام الدین نظر تلمظت بر احوال پر اختلال خویش دریافتہ آو
سرد از سیتہ پرورد بر آوردہ با عہد سوز و گداز عمیق کردہ

آمد و درم کہ خاک آن قدم
تو تیا سے چشم سازم و میدم
متبسم شدہ فرمودند بابائے الحقیقت بقدر اعلاص پر اختصاص پر تو خواہد کشود سدھی سے فرماید
اگر بچشم از ادت نظر کنی بر دیو
فرشتہ ات بنماید چشم کردی
ہر چند این قبیل البصاعت چنداں لیاقت ندارد کہ بار دیگرے بر آرد اما بر عہد حق اادت شاکہ
رہنہ طلبان عشق است

بس کار بر مرکز مدعا قرار خواہد یافت گاہ رجوع آنطالب خدا بے نیازی و بیادداشتہ فخر ستاختہ
فرمودند این نعمت عظمی را سهل نہ پنداشتہ بشرا لہ تمام بے دخل قضا ادا نمودہ بارعام ملاقات
فقیر خواہی کرد آن محبت کیش را دوری کہ حسب الاشارہ جناب اشرف لازم احوال او گشتہ بود
بسی مشکل افتاد چرا کہ در خاطر غلین محبت مفارقت راحت ترا سکر ات مرگ ندارند
محبت سے نہ ہر گ بدل گام
برو صبر از دل و از جان آرام

شود هر جا محبت کار فرما کند شاه و گدا را ناشکیبا

آن پابسته محبت چارو ناچار مدت مهو در اسیر برده در حضور لامع النور حاضر گردید مفسر و متخیر و چشم پر آب کرده بادی تمام عرض کرده

و آنچه شوق لازم حال است بکده انجمن بعد سال است

مخبر من و مولانا این محب بے یار که مستحق خود را در عشق و محبت تو مصروف ساخته هیچ گاه از خویشین جدا مساز که در جدائی تو طاقت طاق می شود - زندگانی شاق آن شیفته حقیقی را بے قبر و بے آرام یافته در بر کشیده فرمودند هر آینه که شعله زن و شر را نیز بے باشت و بر نماند و آتش مدونه عمری دراز دارد و سر نامه اهل طلب حوصله فراخ است - هر کس که بدعا می طلب رسیده بدست یار می حوصله رسیده باید که بتقویت تمام خاطر را از خواطر غیر پاک سازد و محبت دیگر را اندازد و غلظت در ریاء و رب العباد از جان بکوشش و ضمیر بمسئله ذکر و شغل مصعنا کن تا لایح نجس رحمانی گردد - اهل سلوک می گویند آنچه روی دلت مصفا تر زد و تجلی تر و میا تر تا آن مرد میدان طلب ارشاد نبیند رشاد پیر و مرشد خویش را نمی ادا کرده عمل آورد که بحال دیگر نیست - آن خوگیر انطاف این جناب و الی ابرادت قلمی و رسوخ دلی بدستار کفش برداری - - - - - و خدمت گذاری بسر برده بکلاه فقر افتخار حاصل کرد و در یاد خدا زندگانی میکند الله تبارک و تعالی - بطلب اصلی کامیاب دارا و بکریم

ذکر خیر در بیان احوال علما - غلام حسین ساکن مومنین و لا کوه طبر

مردی عقیدت سرشت در خدمت حضرت جو سالها سال گذرانیده در ادای خدمت سر نه پیچید و در پاس القاس و فی اثبات اکثر در حلقه جناب اشرف حاضر می شد و در ترتیب مراقبه حاصل نموده اکثر در باره آن نیکو نهاد مهربانی دلی میداشتند و می فرمودند میان غلام حسین در عقیدت که سرمایه خلاصه دلی است طالب راه خدا است استقلال تمام دارد گام تحلیلات مفسده راه نمیدهد بیت هر که استقلال دارد در عقیدت پیش پیر کار فرمائے اند می بخشند اهل صدق را گر کوه فخر سایه بر خاک خورده بگر نور باطن همچو مهر انوار سے روشن ضمیر

چونکہ حضرت جو از جناب مرشد خویش اجازت سلسلہ متبرکہ چشتیہ قادریہ سرمدیہ مداریہ میداشتند و
 باستدعائے ہر یک در ہر سلسلہ داخل می ساختند آن محب را محبت حضرات چشتیہ و صابریہ در باطن
 جا گرفته بود بآداب تمام دست بستہ عرض کرده کہ این خادم بی بیار اہر چند مناسب احوال نیست کہ خلعت
 عرض نماید اما کشش محبت حضرات چشتیہ بریں امر جبارت سے دید کہ این عاصی را در طریقہ صابریہ
 داخل طریق فرمایند۔ حسب الاستدعائے آن محبت اسائن را در ساعت سعید اندرین سلسلہ مرید
 ساخته فرمودند کہ غلام حسین فقیر را برادر دینی شدی باید کہ پیوستہ حق اخوت را نگاہ داری یعنی
 از ارتکاب نواہی شرم داری و مدام مرتکب امر الہی باشی۔ آن محب یقینی البتہ حتی المقدور از
 ارشاد سرمدی پیچیدہ و خلعتیہ امر عالی در زبید۔ بعد انتقال آن صاحب جمال یعنی جناب پروم شد
 خویش بچوروار در دروالم فراق بے قرار و بے آرام شدہ عازم اعادہ فریقہ حج کعبہ شریفہ دیدار منظر
 شدہ۔ مسافر انصوب صواب گردیدہ

(۱) (۲) شود منتظر با صواب دو جان
 الہی زمین این ناکن مویں
 با صحاب اجباب غیر الانام
 بعجز و نیاز مجبان را
 با فسر دکان غریب الوطن
 بنگ رخ زرد آزادگان
 با سیکہ از سو آید بروں
 بدر و خراش نمک سوده
 بدل گرمی عاشق جانگداز
 بنار طبعیاں نا آشنا
 بچمنی کہ ماہین ابروئے یار
 بزخم دل عاشق لاعلاج
 برندان از دوجہاں شستہ دست

بیطحا و یثرب بفضل خدا
 بحق بتول و بآل رسول
 بحق محمد علیہ السلام
 بخاک کف پائے اہل حجاز
 بخون شہیدان رنگین کفن
 بازادی آہ افتادگان
 بسوزیکہ دم در کشند اندرون
 بہ تیغ دم خون آلودہ
 بہیچے زخمی دلیر بے نیاز
 بہ بیماری چشم شہلا تا
 در افتد سحر بہر رنج خار
 بہ نیروے مردان بے احتیاج
 بطیخان ویندار ایزد پرست

نوش آن بندہ کائنات مجتہد
 خلیفہ دومتے را یار و یار

بجانب در شاہ بیت احرام
 در کعبہ شریفہ

بانی کہ شوید ز دلما عیار
 لب بنگہلے اہل ادب
 بدستے کہ ساز و نسی آن
 خورد ہر زمان لطمہ انتظار
 چو مرغی کہ بندند ز وبال ویر
 باخلاص و اخلاق اہل صفا
 ہم وصل محبوب خود کامست
 مرا ہم بہ لطحا و یثرب رساں
 بعد عجز و زاری بصدق و صفا
 شوم طائف کعبہ محرم
 ہمیں جو ہم اے خالق خوں عام
 نہ خیزم از آن دہیں دعا است
 سراوار اوزنگ لولاک را
 ضعی شمع افروز راہ دے
 بدرگاہ پاک رسول کریم
 تسلی دہ جان غمناک را
 نہ رسمے ارادت جبین نیاز
 رسیدہ بر این آستان شریف
 ز شرمندگی بر فکندہ ہر
 نخلق کریم و مطہف عمیم
 کہ جز در گت بیت ایستائے
 چو بیکار کاغذ بکاغذ کرے
 زا وارگی باز کاغذ بیاز

بجا میکہ بر وارد از سر خار
 بشبریں مقالان ناشستہ لب
 باشکے نقتیے سر اسیمہ جان
 بچشمیکہ حیران دیدار یار
 بوا ماندن چشم حیرت اثر
 بزندی کہ باشد بری از ریا
 بزری کہ با ساقی و جوم هست
 بجاں آدمے کس بیکساں
 کہ قریاں شوم گرد ہر دوسرا
 رسم چوں زدو چشم کردہ قدم
 از اں جا بیثرب جو آرہ مقام
 کہ تا جان یابیں آب گل شنا
 کمنر خادمی ہاں در پاک را
 کہ دلیل چہر سیاہ دے است
 مشرف شوم چوں بصدق تمام
 جو ہم در روضہ پاک را
 نہادہ بدرگاہ آن سہراز
 کمنر عرض کہ ایں بندہ پیر نجف
 زیار گتہ کردہ دوتا کر
 کن اے خواجہ نور بان و ہم
 بریں بندہ پیر بخشائے
 بدرگاہ تو باز دایم سرے
 بفضی قدیم خود اے سہراز

آمین یا رب العالمین

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن کلاں احمد ولد میاں محمود ساکن موضع تقیمڑہ

بحد بلوغت ز سیدہ باشد کہ فلک ناہنجار گردا دبا میتمی بر سرش ریخت۔ یعنی پدر بزرگوارش بحکم کل نفس ذالقتہ الموت کہ برناؤ پیر را ازین امر گزیر نیست غربت مرگ چنید و برائے پس ماندگان دردِ تخم و المِ فراق گذاشت و احوال میاں احمد چنیں بود کہ مجنوں مینزد بقرار روز و شب گریاں و نالاں در وحشت فراق مے گذرانید۔ شبے وہ عالم رویا دید کہ میاں جان محمد جدا و پدرش ہر دو در مسجد مے پیش جناب حضرت جیونستہ اند بجز دیدن پدر و جد خویش خود با چشم پڑ آب و دل بے تاب گفت ۔

اسے پند و فراق تو مردم
سینہ در فرقت ہمہ داغ است
ناوک درد بر لب گر خوردم
بارغ بلیتو بچشم من رازغ است
حالت خویش را بکہ گویم
دارد سے درد خود نہ کہ جویم

در ہمیں گفتگو بود کہ جان محمد مرحوم دست میاں احمد را در دست جناب حضرت جیو دادہ گفت کہ احمد
حالاہ آں ذات شریف است در ظاہر و باطن ایں یتیم را دستگیر خواہند شد از مسرت و قوع
ایں خواب کہ بخت اندران بیدار گشت باہتر از تمام مے گفت۔ مضرعہ
نشان بخت بیدار است ایں خواب

وہاں وقت با خود عمدت کہ فردا بتاید سبحانی بزیارت جناب حضرت جیو حاضر شدہ سرگزشت
خواب در معرض بیان باید آورد و طلب امداد امورات دینی و دنیوی باید کرد۔ ہر گاہ سلطان خواہ
از دریک صبح سر بر آوردہ بزرگ خشی صلائے عام داد۔ میاں احمد نیز دامن امید بکالب پست
ز وہ بہت آں قبلہ مراد رو نہاد و رواں گردید۔

چونکو خویش بود آں وقت مطلب را
یکے بدولت دیدار شادمان گشتن
کہ یک زان بدولت رسید بحسب مراد
دوم حصول مطالب شدن بخاطر شاد
ہر گاہ شرف یاب زیارت جناب حضرت جیو گردید۔ فرمودند مر جا خویش آمدی و نیک رسیدی

امشب جد تو میاں جان محمد مرحوم درباب سپرد تو بسا تاکید ساخته دست تو بدست فقیر داده
 پیش ازین خوش باش و غم از دل بدر کن کہ این عاصی بوسع امکان ہر لحظہ و ہر آن از خبر گیری تو
 دریغ نخواہد ساخت۔ تسلی خاطرش کردہ ودلا سا داده بسنخان لطیف و پند ہائے ضرور و بیان
 اجزائے غم گذشتہ را از دلش دور ساخته ہماں روز اجازت بعضی وظائف دادہ فرمودند بہر آریغ
 خاطر و اطمینان دل بروقت معین بے مدخل قضا ادا نمائے و در عین خواندن صورت فقیر را زیر نگاه
 حال و قال واری جہاں تصور کنی کہ حاضر است۔ حسن خلق آن ذات شریف و آگاہی دادن از
 احوال خواب موجب رسوخ عقیدت و عزم ارادت میاں احمد گردید و محبت آن قبیلہ مراد بدلتش
 استیلا گرفت بے تابانہ تسلیم بگریہاں نیاز فرود بردہ بندہ وار عرض کردہ

اس کے بعد ارادت آئین علام نظام الدین ساکن موضع چوہے والی کے جتنی طریقے میں بیعت کرنے اور میاں رحمت کے سر پر ہونے

مرا عہد بست اندر دل کہ تا جاں در بدن دارم
 مانند سراگوئی جسم سرے کوے ز فرانت
 رنج تو قبلہ حاجت درت امید گاہے من
 نہ بیرون سرنم از خط فرماں تو روز و شب
 سپردم دین و دل با تو چو فرحت بندہ ساز شاہا

پہرین کلام عقیدت التیام آن نوگل گلزار ارادت دریائے شگفت و شفقت حضرت چو بہوچ آمدہ۔
 فرمودند کہ میاں احمد چندے اوقات خود را در عبادت خدا و یاد مولا بگذار و اندران اطمینان خاطر بست
 آر تا لائق طریق طریقت گردی دستار واریت انقیادت گزین ارشاد فیض رشاد پرورش خوش
 را، بچوں فرض عین دانستہ در ادائے آن مختلف نوزید تک اندریں باب نیلے سستی بجاء آورد۔ چونکہ
 جناب حضرت چو آن مست بادہ شوق را دریں باب شایق و حریص تر یافتند بعد انقضاء مدت
 ہفت ہشت ماہ داخل طریق ساختہ در خور عقیدت متوجہ احوال و ظاہر و باطن او سے بودند و در
 پرورش او دریغ نہ فرمودند بعد انتقال ازین جہاں گذران بارہا در امور ات کوہن مدد و معاون آن اراد نشان شدہ اند۔

ذکر خیر میاں شاہ کمال روش

بسا پرہیزگار و تقویٰ شاعر مدے متوکل در طریق درویشی احوال عالی داشت فی الاصل از خط
 کا ذکر خیر سوا صفحے میں درج ہے جو نقل کرتے ہوئے نظر انداز ہو گیا سزنا می

کشمیر جنت نظیر است در ابتدائے عمر مشغول بافندگی مشغول بود۔ چونکہ قائدِ حقیقے خواست کہ اورا بجائے
 خود راہ نماید نخست آتش شوق در دلش انداختہ و پرورد دل مبتلا ساختہ۔ لفظ
 آتش عشق آچھناں زد جو شش
 شعلہ زن شد جو باد شوق وزید
 چونکہ صبر و قہر رفت از دل
 تا کہ این راہ را دلیاں شود
 بر فیمبر میر در دمندر روزگار و صورت بند این نقش و نگار پوشیدہ و محتجب نیست کہ در عالم مجاز
 فی ما بین عاشق و معشوق بحر وساطت و وسیلہ طرح وصال و طریقہ اتصال صورت نمے بند و
 عاشقان شاید لاریب را بحر سپید کمال و در میر نکلی کہ کنایت از شیخ است رسیدن بمنزل مقصود
 مشکل و عقیدہ الیت مالا یعمل۔ بہت

چہ خوش گفت با کمال اہل درد بجز نما خدا کرد کشتے نگرد

شاہ کمال را محبت ایام طفولیت کہ تو ام بازی طفلانہ بودند و این جناب انقش کا لجر بود۔ ہر گاہ درد
 شوق الہی بر دلش رونما گردید۔ ناچلہ احتیاج بکیم حاذق و طبیب صادق افتاد۔ در تلاش آن ہر سو کہ
 دیدیم بچکس نفع شناس این بیماری ندید مگر ہمیں ذات فیض سات روزے بر اداہ ارادت
 اہرام زیارت بستہ بر آستانہ مبارک حضرت جو رجوع آوردہ بانیاں تام عرض کرد کہ این سوتہ
 آتش عشق و محبت الہی بر عزم ارادت ہدی جناب رو آوردہ چشم دارم کہ عاطفت قدیم رام عید است
 در حصول مراد این ناشاد یعنی در دست گرفتن و بیعت آوردن این غلام دزنگ مفرمانے کہ چارہ سانا
 خویش دانسنہ جانیر شدہ ام۔ فرد

فیض می گیرند لذت در گاہ تو پیرو جوان اے سر ایافض مارا نیز فیض آوردہ ماں
 جناب حضرت جو از گفتار صادق آثار شاہ کمال بسا محفوظ و مسہور گشتہ ہماں روز داخل طریق حضرت
 پشیمہ صابریہ ساختند۔ آن درویش صفت بعد حصول این دولت ترک ماسولے اللہ دادہ باز در
 مدت العمر گرداں مگر دید۔ حضرت جو مے فرمودند کہ آفرین صد آفرین بر بہت شاہ کمال درویش
 کہ محبت دنیا و عقبارا از خاطر چہاں نو ساخت کہ باز با و پیرواخت۔ لفظ

و سخن از ما کہ ہے کہ سوز و غم از دلش آید

لہ انیسویں اس اسلام آبا و خط بر عبارات نے عاصیان قبضہ کر رکھا ہے اور اہل حلقہ کی رائے سناری کو اپنے لئے مضر ہنکار

گر خدا خواہی ز حسب این دامن کجی حاصل
باشی بیزار آنچه گیرد رنگ برنگی طلب

مخوشو با ذات مولا دین و دنیا را بھل
طالب رنگ است نزد مقبلان خوار و بھل

حافظے فرماید سے

غلامِ مہمت آنم کہ زیرِ چرخِ کبود
زہرِ چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است
آں عاشقِ یک رنگ دمامِ شہینہ جمال با کمال
پیر و مرشدِ خوش در حضور حاضر میماند و خاطر فیض مانثر آنجا
نیز بجانب ادب میلان داشت از طریق آداب اخلاق و ذکر فحل بہرہ دانی برداشت چونکہ مدت کثیر
در خدمت گذاری بسر برد روزے از راه تلمظت و محبت بخرقہ فقر تمنا ز کردہ فرمودند در ہر حال ذمت
یاد خدا دست دہد و خاطر قرار گیرد سکونت و زبیدہ مشغول بحق باشی آں درویش صفت ہر چند
تاب جدائی نداشت اما حسب ارشاد گرامی عمر باقی ماندہ در موضع سہا و انشواں کہ بر کنارہ دریائے دہلی
آباد است بیاد حق مشغول گشت اکثر مردمان آں نواحی و اہل کشمیر مریدان صاحب دید شدہ اند مزار
بزرگوار نیز در موضع مسطور مشہور است۔

ذکر خیر در بیان احوال خیر سگال ہرز انور بیگ

مردیست متوکل گوشہ نشینی اختیار نموده و از ساحت دل نرس و عاشاک تعلقات رفته و بر روی
خاطر در آرزو بستہ و داشت بر روی دنیا بدنی دادہ و دوست روزہ دریا و خدا زندگانی کے کند در خدمت
جناب حضرت جو رسوخ باطن و عقیدت راسخ دارد۔ بیت

توکل پیشہ گوشہ نشینی
نظر بر شاہ مقصود بستہ
خیال باطنش جز یاد حق نیست
بنور حق منور سینہ او
ز لوح سینہ حرمت این دامن را
خیال عشق را در سینہ جا داد
چہ عشقے بر رخ عشق الہی
حصول باطنش عین البقینی
ز حسب این دامن فارغ نشسته
زا دست ازل جز این سبق نیست
صفا دارد دل بے کینہ او
سترہ محو کردہ این گمان را
بروے خود درے از عشق بکشا
کہ بزداید ز دل رنگ سیاہی

Marfat.com

چہ برزخ عشق پیر است کیکو کار
 کہ دارد نور زان مہر این قمر وار
 گویند عاشق مجازی کہ بر کار سازدصال فی باہن خود و معشوق محبت میکند۔ عین محب معشوق است۔
 همچنین عشق پر کہ وسیلہ جلیدہ وصال شاید لاریب است۔ فی الحقیقت عشق الہی است۔ تعالیٰ
 شانہ۔ چو کہ عشق پیر برزخ آن عشق مہبود حقیقی است۔ جناب حضرت جو مرزا ابو جگ را محب
 شبی پیدا شد۔ و پوستہ توجہ باطنی بر احوال او مبذول مے داشتند و مے فرمودند کہ این مرد متوکل
 و درویش سیرت است۔ یاد وجود ناتوانی و ضعف پیری ہمہ عالی دارد۔ و در راہ طلب قدم جوانانہ
 مے نہد۔ بیت

بیشتر پیر آفسرین بید
 کاندہیں راہ چوں زور بید
 مرزا موصوفت ادا مے شرائط ارادت و فرمانبرداری کہ طریقہ خادمان فقیدت سرشت بہت خیلے بجا
 آورد۔ رونے وقت خوش داشتند۔ فرمودند کہ مرزا جو کہ نام طریق رجوع باطن دارید۔ سر ارادت
 وجہ نیاز بر زمین سو دہ عرض کرد۔ بہر طریق کہ ارشاد بخوید باشد۔ منقسم شدہ فرمودند۔ این امر بر ارادت
 و رجوع شما موقوف است۔ عرض کرد کہ یقین این کترین سلسلہ عالیہ قادریہ استحکام دارد۔ ہماں روز
 حسب الاستدعا میرزا مسطورہ داخل طریق ساختہ فرمودند۔ میرزا جو فقیر آنست کہ نفسے از الفاس
 بے یاد خدا نہ زند تا دشن نور منور گردد۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

ذکر خیر ارادت الہین حافظ الہ دین

مردے صالح و خدا دوست از چشم ظاہر بین سحر آویدہ باطنش بر جہاں نامہ مقصود و از متہ اشہاد
 جناب حضرت جو حال عجیب و احوال غریب دارد۔ قدم پیش در طلب خدا چہ است و انوار
 ما سوائے اللہ غم خاطرش سست پر کار و ازین و ہمار سر ارادت و جہاں تیرہ تیرہ اللہ پیروں
 مے نہد۔ یک نفس کہ موجب امتیاز وجود و عدم است۔ بیت
 بیاد خدا مے شود زندہ دل
 نہ گل سنگ راہ است آزارخواہ
 کمر نہ پہن است یک مشت گل
 کند یا پیری رہے راتہ
 دروں روشن و خاطرش مستقیم
 دل زندہ دارد بر طبع سلیم

از قوم کفّش دوزخ بود - در مبادی احوال قرآن شریعت یاد می کرد - اما هوای صحبت اهل صفا و مردان
خدا نیز داشت - روزی بر فاققت علماء یعنی بهره اندوز ملازمت جناب حضرت جوگر دید - در مجلس
اول تاثیر می کرد که خاصه صحبت اهل الله است بر دلش هویداشت - صحبت

چنان شوق الهی دل بزوجهش
لباس ماسوی اله راقب کرد
خیال نقش غیر از لوح دل نشست
که شد یکبارگی از خود فراموش
خود می و خود نمائی را رها کرد
نهال تخم عشق از سینه اش بست

همان روز شوق خواندن و سبق آموختن از خاطر محو گردید - و از تعلقات اسوائی الله خاطرش پرداخته
و اجناب و زبیده سر اادت و اخلاص بر آستانه گرامی نهاد - در سلسله عالیله قادریه داخل طریق شده
محببت این جناب را سرمایه حصول مرام خویش تصور دیده همچون شیفتگان شب و روز
نثار این جناب می شد سه

در طریق عشق بازی کامل و کسل
عاشق تمثال معشوق است بر اینحال دال
کوهر معذور است از احوال حسن مامور
همچنان است عشق مرشد عشق حق است این پدید
حسن از حدان مطلق است اند این و آن
که شود حسوس چشم غیر جز اهل نظر
خوش نشانی است این را بی نشان در نشان
الحذر از دیده دو بین عزیزان الحذر

هر که عشق شیخ دزد از همه افضل بود
در جلیت عشق مرشد هست عشق لایزال
جایله آنکه زگر و زده اهل چیزه کس مگر
برزخ شیخ است همچون شیخ ده چشم مرید
حسن بر اینها همون حسن است نزد سالکان
نیست عالی هیچ شئی از جلوه آن جلوه گر
دیده حق بن بنید نور حق در هر مکان
چشم احوال را سیکه در دیده نماید در نظر

آن محب یک رنگ بجز صحبت جناب پرورد مرشد خویش دیوانه وار بے صبر و بے قراری بود تا که بالوس
حاصل نمی کرد - خاطرش اطمینان نمی گرفت - سالها سال خادم این درگاه بود - نعمت های داین
حاصل کرد و جهان جهان نبین ر بود - بعد از پنج سال از روح پُر فتوح حضرت جوگر بر آسای علی بستن
عقد باطن اجازت یافت بر مزار فالص الاوار فریدال بر و حیدر القطر قطب الاقطاب حضرت کبیر شکر
قدس سره اقامت دارد او سجانه جل شانّه حصول مرام آرزو گرداناد این عقیده و کرم -

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن میاں شرف الدین گوجر ساکن خانپور گوجران

در مبادئی احوال کہ بجد بوقت رسید پدرش مستی خدا بخش مردے صالح و نیک بخت از دست گرفتگان جناب حضرت جو بود میاں شرف الدین را نیز سپرد این جناب ساخت آن ہدایت آئین را محبت پر و مرشد خویش آنچنان دامن دل گرفت کہ شب و روز برائے صحبت شہ فیض از بدر کے رفت و تھوڑا آن ذات گرامی پوستہ زیر نگاہ دیدہ خیال او مے بود۔ اہ ہعمر سن از ہمیشگی دولت دیدار صوری بے بہرہ میماند۔ البتہ دو سال دوسہ بار بشرف زیارت مشرف مے گردید۔ آن بسبب رجوع آن نیکو نهاد کہ در دور و نزدیک مسادمی مے داشت۔ اکثر جناب حضرت جو نیز در ظاہر و باطن خیر گیر احوالش مے بودند۔ بیت

بہر زماں ناظر بود اے اہل دید	شیخ را باید بر احوال مرید
تا نگردد رہزن او بچکس	میچکے غافل مانند یک نفس
شیخ را باید شد از راہ کمال	مشرف احوال اوفی کل حال
در کمیں گاہ اندہ دائم رہزناں	ورنہ اورا در نہاں چہ در عیاں
بر مثال سنگ پشت اے پیراہ	دارد اورا در نہاں زیر نگاہ
زانکہ او مے پرورد بے غل و غش	کمان پدربا بیضہا بر ساہلش

مچھیں آن ذات قدسی صفات توجہ نگاہ باطنی لبو کے آن ارادت گزین در پرورش حال بہت فستند
چوں مے بریں گزشت۔ شو نیکہ در باب صحبت فیض موہبت آنجناب در سر دہشت
بر احوالش غالب آمد۔ بیت

عشق شدہ جوش زناں آن زماں	شوق جو از حد گزر د در نہاں
سرخ ز منہ سو کند دارا	فانش کند پردہ اسرار را
بر زرد دل سکے نو مے زند	رونق بازار جنوں مے شود
باعث صد درد نہاںے شود	دل شدہ را کامتہن جانے شود
سوز دیدہ دارغ حب کتاب را	چاک زند جیب با خورد خواب را

جاسے دید مرہم کہ چائے ریش
منظر عشق است ہمہ ممکنات
بست طلسم ہمہ بود و عدم
حرکت ہرزہ از عشق است بس
خواہ تو کجا نسبت عشق از کجا
گرد جاں گر ہمہ گردیدہ
روغن نماید نہ چواعت بعشق
بد کہ نگردی درین راہ آشنا
ببودت آہ بسا حل نسبت
ہست بسے فرحت تو اندرین

شعبہ عشق بود نوش و نیش
عشق بہیں عشق بہر شش ہیات
عشق درین دیر چو برزد علم
نیست دگر نیست بجز عشق کس
ہوش کن اسے بہودہ گویا
رہ چو نسائی چونہ رہ دیدہ
بوز سیدہ بداعت ز عشق
تو کہ ازین بحسب نہ آشنا
علم شناتا کہ بیاری برست
یعنی خموش باش و خموشی نگزین

اے ہوا ہوس حقیقت بیان عشق کردن از لو بہاں ماند کہ کورے در گلستان شرح گھا دہد و
زائے بوستان دعویٰ آواز بلبل سے نماید بایر کہ ازین رنگذر عمان شبیدیز بیان پیچیدہ
تحریر باقی احوال میاں شرف الدین پروازی - ہر چند آن عاشق سمرست بادہ شوق یعنی میاں
شرف الدین بنا بر امورات ظہور ہیات کہ لابد لوازمہ عیالداریت از جناب مخدومی دور نما
بودہ اما از راہ یقین در حضور حقیقت یقین خبریت کہ پردہ ہائے بہا میں عاشق معشوق
حقیقتہ را از ہم دریدہ پراگندہ سے سازد و دور میکند حضرت سعدی علیہ الرحمۃ میفرماید کہ
پہرہ یقین پردہ ہائے خیال - نماز سر پر پردہ آلا خیال

ہر گاہ شوق میاں شرف الدین بہتر از عشق رسید از خانہ برآمدہ در خدمت گذاری حاضر
گردیدہ حسب الارشاد گرامی در محنت ذکر و شغل کہ لازم احوال فقر است مشغول شدہ سعادت
دارین حاصل کردہ بعد انتقال جناب اشرف حضرت جو از راہ محبتہ کہ در دل داشت مع
اہل و عیال خدمت جار رب کشی و مجاورت مزار ذائق انوار انوار سے از بہا اختیار کردہ حال
ہم در حضور حاضر میماند - مجیب الدعوات این محب قلبی را بمطالب اصلی فائز گرداند -
بفضلہ و کرمہ -

فصل ششم در بیان بعضی کرامات کہ گاہی اتفاقاً از جناب حضرت جوہر پور فرمایند

ذکر فرماید۔ روز سے میان شرف الدین فقیر را شرف پابوسی جناب حضرت جوہر حاصل شد۔ فرمودند اگر گنج معرفت سے خواہی گنج عزت گزینی یعنی دوسہ اریدین متواتر معتکف باش و از صحبت غیر اہل جناب و زیدہ خاطر را از خطرات باسوائے اللہ پاک و صاف ساختہ مشغول بیاد خدا شو تا سرگنجینہ اسرار الہی بر تو باز گردد و پرتو انوار ایزدی سینہ ات را نور سازد۔ حضرت حافظ گوید۔ قطعہ

بدان مہوئی شراب افشاء شود
کہ در شیشہ بماند از بعینہ

میان مسطور بادب تمام دست بستہ آب بکشاد کہ مندر متاوانا ہیں ناکہلے نمازماں شریف مطیع و مستقاد فرمان عالیست۔ ہرچہ ارشاد رود سعادت باست۔ فرمودند کہ برو در مکان خود بر لب جوئے کہ آب رواں دارد آن جگہ سے ساختہ معتکف باش و از تقدیم طریق آن بہرہ و رساختہ رخصت نہ ہونی۔ میان مسطور مکان خود کہ از میں جا عرصہ ہیست معرفت کردہ داشتہ باشد رفتہ باعث کون شستہ در یاد الہی مشغول گشت۔ بعد انقضائے چند روز اجینا دہلی درس پشت برآمد چنانچہ از شہرت در وہیل تپ سخت عابد احوال او گردید چونکہ مستدی الاحوال تثنیب و ذراہیں راہ سے دانستہ تخافن تریں کہ اہلسیر پڑ بلتیس برسے کم کردن نہ رواں راہ باہ تریں پہلما سید اندہ کلمہ اول از یاد افتادہ آنچہ محنت ذکر و شغل پر ہیست خود فکر داشت۔ انہں بازار اندر بک خیال فاسد بر خاطرش را عیافتہ پانگاہ کہ غایب نتیجہ این امر بر اسے من نہیں بود با شد ہمدیں خیالات تمام چین بر زمین نہایت رفت۔ بک ناگاہ ان کشیر بیستہ ہامت یعنی جناب حضرت جوہر کو ایک کوئی بر پشت او زدہ باواز بلند فرمودند کہ اسے شرف الدین ہوستہ از باش و خاطر خود فراموش کن۔ اسے نادان پانک درد وہیل و سوسہ شیطان را بخود راہ دادہ کہ از غدا تا مائتہ و محبت اورا فراموش ساختی از رسیدن آواز بگوشش خالکت و از اس ہوش آمدہ دانست کہ شاید تشریعت آوردہ اند بتیابہ پیش و پس سے گردید۔ بچکس را بجز خوش در میان حجرہ ناید۔ تمہید کہ از راہ باطن بر احوال این

گم گشتہ امداد فرمودند۔ چونکہ در خود نگاہ کرد نہ اثر سے ازاں دنیل بود نہ از شب شکرانہ این
عظیہ گبری کہ رونق بخش بازار ابقان او بود۔ بجا آورده پامرکی نامور بود مشغول گشت۔ این واقعہ
نیل از بہت سال از انتقال آن صاحب حال یعنی جناب اشرف حضرت جو بود وقوع آمدیم
این مرتبہ از شان بزرگان ز بلند است
امایہ تحقیق تو خالی ز کندہ است

ذکر خیر معارف آگاہ سید فضل شاہ نقل کرد کہ روز سے بعد مدت جناب پیر و مرشدیم مع
پنج شش نفر در پیش بخانہ میں احقر اشرف نزول فرمودند۔ از میں کہ فقیر پوستہ نشنہ آب زلال
جمال پاکمال آجناب بود ارزانی داشتند نشر بہت آں ذات باریکات را از نعمت ہائے عظمی و
دولت کبریٰ دانستہ مسرت تمام و فرحت بالا کلام در تدارک فی یافت ہیاستہ قیاس کردم
کہ مع درویشان جناب و اہل خانہ دوازہ کس مستقیم پانزدہ نفر را طعام تیار کردم۔ ہر گاہ برائے
تناول تشریف آوردند چہ مشاہدہ کنم کہ بہت کس مردم ہمراہ دارند۔ بجز دو دین افراد مردم متجرب
متردد شدہ بخود گفتم کہ حال چہ باید کرد۔ از قصاصے باطن تنگی ضمیر فقیر دریافتہ متعجب شدہ فرمودند
شاہ ہمچو ہر چہ ہیاست پیش فقیر حاضر کنید۔ حسب الارشاد گرامی آنچه بود برداشتہ رو بردے
نہادہ بدلی خیال کردم کہ شاید کم کم خواہند داد۔ سر بگر بیان بردہ متفکر استادمہ مشاہدہ مے کردم

تا کہ روایے مبارک خود بالائے خانچہ مان انداختہ تقسیم شروع کردند۔ سبحان اللہ
برکت فیض بزرگان گاہ را کوہ میکند
فیض آبست اینکہ سبزہ میدد از خاک خشک
فیض آتش نور مے بخشد چراغ و شمع را
شمع و آتش بادو آب آفتاب لے حق گزیں
سنگ را لعل میانی بنماید آفتاب
فیض بادوست اینکہ نافہ پر شود از مشکاب
شمع روشن مے کند خوش مجلس ہر شمع و شتاب
ہر یکے را فیض از حق دان تو از لے لے صواب

چوں ہمہ با بر خوردہ الحمد بجا آوردند۔ بعد ازاں چیز کے خود تناول کردہ و بطرف سید فضل شاہ متوجہ
شدہ فرمودند۔ شاہ جی ملاحظہ کنید چہ قدر طعام باقیست حسب الارشاد گرامی بوسے طعام نگاہ کردہ
فہمیدم کہ سوائے خرچ خانگی البتہ پنج شش نفر را باشد۔ دیدہ عرض کردم بتاشت با فرمودند۔
کہ در قسمت ہر کہ خواهد بود خواهد خورد۔ ہنوز تا بیرون دروازہ رسیدہ بودند کہ از جائے پنج شخص
برائے زیارت حضرت جو آمدہ مشرف خدمت شریف گشتند۔ یہاں وقت بایں احقر اشارت

رفت کہ ایشان را برودہ طعام بخوراند۔ بتوجہ ذات شریف انہا ہم سیر شدہ خوردند۔ بعدہ نیز بخوبی
طعام را..... بکار بردیم۔ فی الحقیقت این امر از کرامات جناب اشرف حضرت جو
است۔

ذکر خیر۔ روزے ورود فیض آموذ جناب در موضع ہے گردید۔ چونکہ اندرین سال امساک باران برودہ
وقت کشت کار از دست مے رفت۔ زمینداران مکان مذکور تشریہت فرمائے کہ درین حضرت جو
را از عطیات الہی شمرودہ فرام شدہ با آرزوئے تمام وانکسار مالاکلام عرفین کردند کہ اسے خلاصہ ارباب
کمال بر احوال مامردان رحم نمودہ در جناب الہی دعا کنند کہ حکم بہ باران دہند و باریکمرت اجانت
فرماید کہ لب خشک زمین را تر و تازہ سازد و الا نہ ویرانی مامردان و امساک باران متصور است۔
تیسرے فرمودند کہ از قدرت قادر قدیر دور نیست کہ باران بیارود۔ اما این رباعی

یارب سبب حیاتِ جوان بفرست و از جوانِ کرم نعتِ الوان بفرست

از بہر لب تشنہ طفلان نبات از دایہ ایر شیر باران بفرست

معمولہ بزرگان کبار را وسید خود ساختہ چہار پنج کس بیرون رفتہ کہ آواز خیر کے در گوش رسد بجز بیرون
چندانکہ تو ایند بخواند و در جناب بر آرزوہ حاجات عجز و زاری نماید و دل قوی داری۔ انشاء اللہ تعالیٰ
باران خواهد بارید۔ حسب الارشاد گرامی چند کس فرام شدہ ہماں طریق را عمل آو۔ دند۔ از انجا کہ
باقول و فعل بزرگان فضل خدا شامل حال مے باشد۔ عزم مے مکنی گذشتہ ہماں کہ خیر
الدعوات در اجابت و کردہ یعنی ابرے آمد و باریدن گرفت۔ چنانچہ ہماںے دعا بہ دل رفتہ بودہ
باجمائے تر باز آمدند۔ و تا سہ شبہاں روز متواتر بارید۔ از آنجا کہ انسان فعیبت الجنان
تخل افرطین امر ندارد۔ از طغیان آب تنگ آمدہ باز در جناب حضرت جو
این قدر باران نداریم۔ خریدہ فرمودند ذریکہ حکم باریدن دادہ باز در گفتن ان ہم در قدرت
اوست۔ بچر و گفتن این لفظ بحکم ایزدی باران از باریدن باز ماند کہ کفہ اندسہ

اویار است قدرت از الہ تیر جستم باز گرداند ز راہ

ذکر خیر۔ نقل کرد ہایت امین میاں شام دین کہ بطنے عزم کار سے دہشتم۔ روزے است
از دوستے از روئے رعایت گرفتہ سوار شدہ بجانبے کہ عزم سید ہشتم برقم۔ چونکہ از انجام جمعیت کرد

روستہ خانہ خود نہادم۔ پہلے راہ رفتہ ہاشم کہ اچاناً اسپ از چیزے ترسیدہ از پادر
 افتاد و من از قرب آن افتادہ ماندم و اسپ برخاستہ فراری شد۔ ناچار بہمون احوال دنبال
 اسپ روانہ گردیدم۔ چونکہ سبب درد اعضا طاقت دویدن نامذہ بود کہ تیر پانی کردہ بگرم
 تاکہ شام قریب رسید متفکر شدہ بدل گفتم واللہ اعلم در تاریکی شب کجا خواہد رفت و کدام سوئے
 روئے خواہد نہاد۔ من حیران بصاحب اسپ چہ جواب خواہم داد۔ اگر میداشتے کہ چہن احوال
 کثیر الاختلال رونودن است رنج پیادہ پانی را بر خود گوارا کردہ رفتے چونکہ لابد شدم و چارہ
 ندیدم۔ بجناب حضرت جو عرض کردم کہ اے حلال مشکلات این احقر قبل ازین اکثر در حالت
 ماندگی و پریشانی یاری نموده اند۔ حالا بلائے سخت گرفتار شدہ ام بفریادم کہ صاحب اسپ
 از من اسپ خواہد گرفت و سوئے آن شرمندگی عاید حال این غلام خواہد شد۔ بیت

وقت حیرانی رسید اندام پیر از ہر طرف
 تاکہ سازد از دل او رنج ہر غم ہر طرف

بیت از سوئے دور سے سازد ہمہ رنج و دل
 مہمترت احوال طالب سے شود فی کل حال

ساعتی از سوال این کمترین خادمان لمحہ نگذشتہ باشد کہ بیک ناگاہ شخصے از پیش اسپ فراری
 پیدا شد۔ ازاں سوار اسپ ترسیدہ بانجود گفتم کہ ازین ترسیدہ خداوند کد نام سور و خواہد کرد
 در ہمیں خیال بودم آن مرد کہ از حال الغیب بود اسپ را گرفتہ بے استفسار احوال بدستم دادہ
 رفت۔ ہر چیز خواستم کہ واقف احوال این مرد شوم بیت اور خصت نداد۔ ہماں وقت دوگانہ
 شکرانہ بجا آوردہ راہ خانہ پیش گرفت و آن درد کہ از افتادن اسپ میداشتم بجز در جوع آوردن
 در جناب حضرت جو پیر و ہر شد خود ہمہ ہر طرف گردید گویا کہ ایسج بود سے

بعد نیست از فیضان اولیای کرام
 کہ وارستہ ہواوائے در دہر الام

ذکر شیر نقل کرد دلیبر نجار ساکن موضع نری و ہند متعلق پنڈی بھٹیاں کہ روز کے جناب اشرف
 حضرت جو در خانہ میں کمترین مریدان شرف نزول فرمود بودند۔ تقصیریکہ از ساکنان موضع نری و ہند
 بلور آمدہ بود فوج سسرکار راجہ گلاب سنگھ حموال برائے تاراج آن مکان ویرغمال کردن زمینداران
 جلوریزی آمد۔ چونکہ برب دریاے چناب رسید خبرش بسکنہ آن دیہہ گردید۔ آن بیچارگان بچاہے گریز
 و مکان امن منتظر در آمد ہر اسیمہ وار فراہم شدہ بوسیلہ این آستانہ بوس جناب اشرف حضرت جو

یعنی منگہ فقیر ام بعد اضطرابی و عجز و انکساری در خدمت آن مقبول حضرت باری حاضر شده بآداب
تمام دست بستہ عرض کردند کہ اسکے برگزیدہ درگاہ خداوندی زبیرہ اہل صفات بر تکیا احوال سے چارگان
رحم فرما۔ ایک خبر سے رسیدہ کہ اندریں وقت فوج راجہ گلاب سنگھ برائے تھانہ دہلیہ و
یرغمال گردن، مردمان آندہ اندریں باسب جیرانیم نہ جاسے قرار بنظر می آید کہ آنجا قرار گیریم، نہ قوت داریم
کہ خود را بچنگ او نشان آریم بنا بران پناہ ہست مردان خدا جستہ دریں جناب رجوع بورہہ ایم سے

پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است

امید بر لطف عمیم آندہ ارم کہ عند اللہ و عاف فرمائید کہ از تنگہ این بلا نجات باہم۔ فرمودند۔ پناہ فقیر ہم
در میان شما است و ما مردم فقرا پیوستہ در پناہ خداوند حقیقتہ مستقیم خاطر تین دارید کہ عیانہ مطلق شما
را ہم مامون و محفوظ خواهد داشت از آنجا کہ بحسب الدعوات اجابت را با استقبال دعائے عبادان خواہش
میفرستد و ہمیں گفتگو بودند شخصی آندہ گفت فوجیکہ برائے تارا ج زری و آندہ بود حکم راجہ جو
از لب دریا واپس گرید۔ بیت

کہ از نیم رہ رو نماید بلال
مجال دگر نیست جز او بیاد

ذکر خبر نقل است کہ وقتے سیبے جناب حضرت جو از مریدان موقع جنڈیالہ کلا مان رنجیدہ
نماظر شدہ بودند۔ از ترس خفگی این جناب خائف شدہ بعضے اشخاص را و رسیدہ عفو فرمودہ و پیش
ساختند کہ بہر طریق کہ باشد تقصیر بایان معاف باید کنائید۔ آنا چند کس فراہم شدہ عرض کردند کہ
حضرت جو مریدان جنڈیالہ از کردہ خویش پشیمان شدہ امید بخشش دارند۔ پس عرض آن دارم کہ
راہ تلمظ تقصیر او نشان معاف فرمائید۔ اندریں جواب چنین صدور یافت کہ آندہ
آمد تقصیر او نشان معاف نخواہد شد۔ از آنجا کہ حمیت را جوئیہ داشتند از اسباب این ظلم سکوت
ورزیدہ باز دیگر عرض نکردند۔ مدت اندک بری گذشتہ باشد کہ بجا لم بنا بر بعضے وجوہات و کشش
معاہدہ ناسازگاری بہ میان آمد۔ ہر چند تہ بہر ہا کردند بجز فرارین صورت قرار یافت۔ ناچار فراری
گشتند۔ دور ہر مکان آشتی نداشتند کہ اتان باید آخر الامر صورت نہ بست، و برہ کہ امید
یافتند بطور نہ پیوست ناچار مثل جانوریکہ بجز دام بجائے مامون بنظر نمی آمد۔ چہ جاگر دیدہ آخر الامر

Marfat.com

در مکان جناب حضرت جیو مع اہل و عیال آمدہ سکونت ورزیدہ بعضے مردمان معتبر را بطریق معارف
ہمراہ بردہ باہد عجز و زاری دست بستہ و دست بر قدم جناب حضرت جیو داشتہ عرض کردند
فرمودہ بودند ہر گاہ مع زن و بچہ حاضر خواہند شد آن وقت عفو تقصیر نمایان خواہد شد حالانکہ سچکس
را پس نگذاشتہ بر استمانہ تشریف رونما دہیم۔ مہر عمر

خواہی بخش خواہ بران ہرچہ حکم تست

برگزار پر انکسار ایشان ترجمہ کردہ عفو فرمودند گفتند کہ خاطر خج و امید ہمہ کار و بار شما بخوبی سر انجام خواہند
پذیرفت بہین توجہ آن ذات شریف در ہماں روز با صلح و صلاح فیما بین حاکم و ایشان با حسن و جورہ
ب حصول مطالب گردید۔

نقل کردند۔ دلیر بخار ساکن موضع زٹی و ڈ متصل پنڈی بھٹیاں کہ روز سے آن آفتاب مراد یعنی
جناب اشرف حضرت جیو کلبہ من بسکین را بشرف حد و افتخار بخشیدند۔ دیدہ انتظار مارا بنور
دیدار خویش منور ساختند این نعمت عظمی را مقدر و مہابت خویش تصور بندہ بوسع امکان خود بصیافت
پروا ختم چونکہ اولیت قدم فرد

ہر گاہ چشمہ بود شیریں مردم و سورد مار گرد آید

کثرت درویشان و غیرہ مردم حاجت مند ہمراہ داشتند۔ چونکہ از صیافت شب اول فراغت یافتیم ہر گاہ
آنجناب بر بستر استراحت آرام فرمودند داشتیم کہ بخواب اند تا بیکہ بگریں و قال فکر غلہ در میان آوردیم
کہ قریب پنج و چہار من غلہ سگی در خانہ بودہ باشد و ڈیرہ جناب حضرت جیو کہ از عنایت الہی نصیب
ما مردم در این جا فرود شدہ و درود شرف آموذ فرمودند۔ برائے خرچہ آن غلہ ضروری می باید صباہی
تر بر خاستہ چیزے فکر آن باید کرد شاید آواز شورش ہاں در گوش آن بیدار دل رسید از توجہ
اشفاق کہ باحوال باغریباں داشتہ فرمودند با ما بیج فکر نباید کرد۔ بر چیز و قدرے آب بیار چیزے
براں خواندہ فرمودند جائیکہ غلہ داشتہ آید براں پیا پیشہ حسب الارشاد گرامی عمل آوردیم۔ بفضل
الہی و توجہ آن ذات والا با وجود کثرت ڈیرہ و خرچہ خانگی بد نہضت مردمان ذات عالی مدت
سہ ماہ ہماں غلہ بکار بردیم۔ اگر از شامت نفس شریکان غلہ وانے کردیم والد علم تا چندے ماندہ
از کرامات بزرگان نیست دورے مرد راہ گاہ را کوہ می کنند و کوہ را سازند گاہ

و بفضل الہی و ابن ذاتِ عالی مشار الیمان رازق و دولت بسیار از بسیار تا حال در عاۃ او شان است۔
خرق عاداتِ آنحضرت چندان نیست کہ بحیثہ تحریر و تقریر اقسام در آید۔

فصل مہتمم در خاتمہ کتاب فیض مستطاب

برہمنیہ منہ ارادت مندان این خاندان والا نشان منحنی و محتجب نماند کہ این جو اہر زو اہر لالی
متانی از مدین آب و گل بر نیاید بلکہ از دریائے جان و دل بر ساحل مراد جلوہ گری کردہ
اند کہ در بوم با ذکر قلندریست با ختام انجامید و با تمام رسید چشم داشت از خوردہ دانان دستخوار
پسند و بار یک فہماں ہوش مند کہ سیمہ کریمہ کہ لازمہ ذاتیہ والا نشادان میدان رموز فہمی و سخن دانی و
طریقہ ایمنہ مرد مہتمم ان نکتہ سخن دشمن ہی است بمقولہ اذ امر داب اللہ نور او کر اما و خوردہ جونی و آہو
گیری کہ کار سراسر دست پیمان خود پسندی و نکتہ گیری است عیب جونی نفرودہ و ہر جا کہ سوہ خطا
کہ لازمہ انسانیت بمقولہ الا انسان مرکب الخطائے و النسیان واقع شدہ باشد بقلم عفو معاف فرماید
و جامع این اوراق را بغاۃ خیر یاد فرمایند۔ نظم

شکر کہ مقصود دل مستہام	یافت بتائید خدا انتظام
آنچہ دلم بستہ آن شکر بود	یک بیک از فضل خدا رونود
منکہ دریں سنہ بتائید حق	خواندہ از فضل الہی سبق
برخی از اجبار کہ آید کبار	بسی نمودم بطریق کبار
دو سر ورق بر می زامہ اہوت	بہر نفلش نور ز الوار ہوت
یاد ب زین ذل کلزار فیض	ہر کہ برود بوسے ز از ہار فیض
حاصل او یاد مراد است او	تو تو شوی قاضی حاجات او

الحمد للہ کہ آج میں اپنے مہکن واقع محلہ چلہ بی بیان لاہور میں اپنے بزرگوار کے نانا (سیر فرج بخش فرحت)
کی یہ تصحیح و تبلیغ تصنیف (ادکار قلندری) کے پروف پڑھ کر فارغ ہوا۔ نور بصیرت کے یاد وجود اگر غلطیاں
رہ گئی ہوں تو اہل علم مجھے، خوشتریس اور اہل مطبع کو معاف کروں و اسلام
۳۰۔ مطابق ۱۳۵۷ھ غلام دستگیر (نامی)

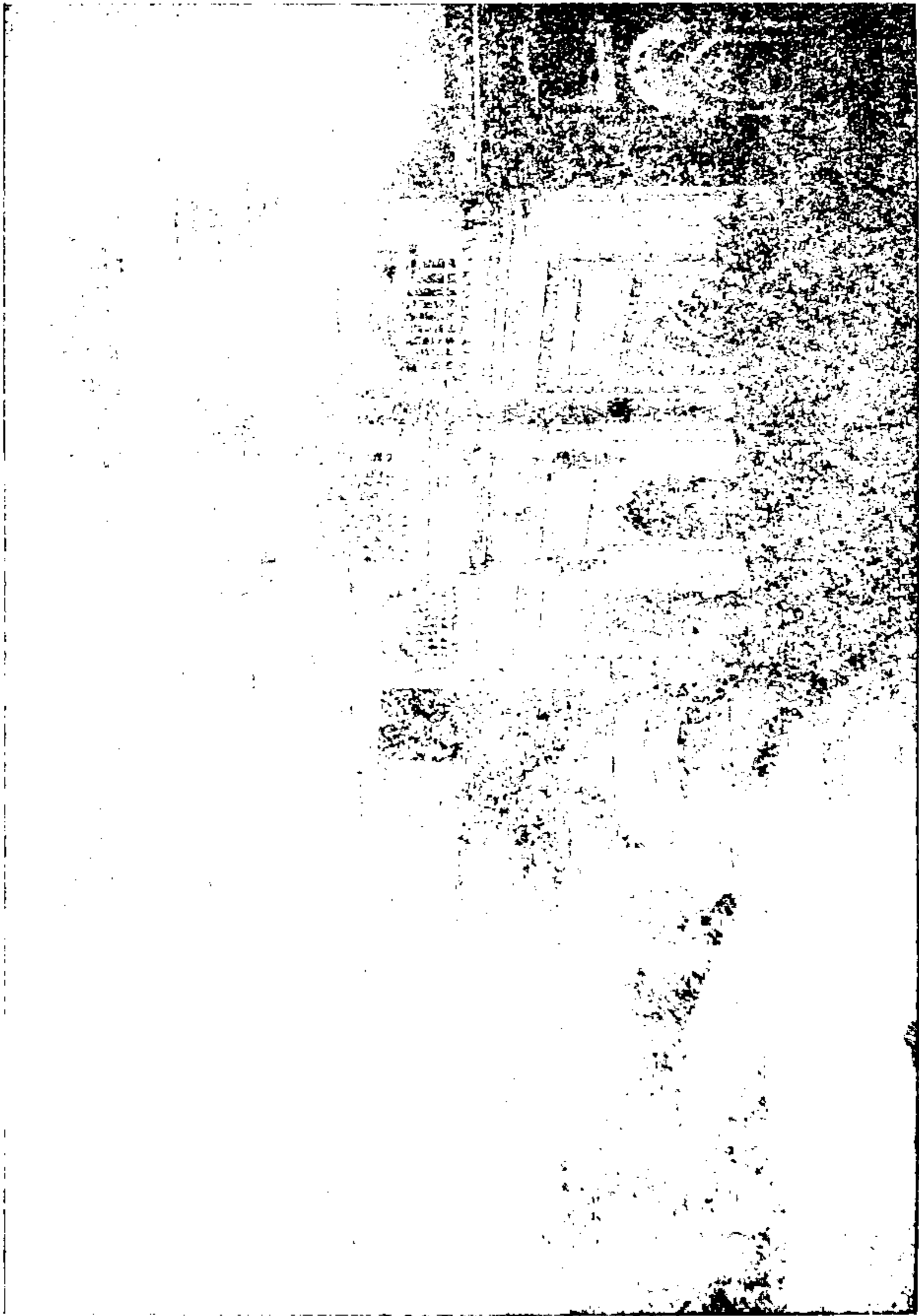
حضرت قلندر شاہ کی تختہ حیات

عید الفطر ۱۳۶۵ھ کی بات ہے کہ ایک آٹھ سائز ٹوٹو صورت لڑکی رانی نام بنت برکت چوکیدار یک لخت بے ہوش ہو کر کھاٹھ بن گئی۔ ساری کا شبہ ہوا۔ موضع رتہ پیراں (دفن حضرت پیر قلندر شاہ) کے عامل سید محمد لطیف کو بلا یا گیا انہوں نے حضرت آیت پڑھنی شروع کی۔ تو لڑکی اٹھ کر کھیلنے لگی۔ عامل نے پوچھا تم کون ہو؟ جن ہوں۔ لڑکی کو کیوں پکڑا ہے؟ اچھے اچھے کپڑوں میں حسین صورت مجھے بھاگی۔ اور میں قرعیتہ ہو گیا۔ کہاں سے آئے ہو اور کہاں رہتے ہو مجھے پیر قلندر شاہ نے ایک بوتل میں قید کر کے دیوار بند کیا ہوا تھا۔ اب دیوار گر گئی اور بوتل کے ٹوٹنے سے میں آزاد ہو گیا۔ اب میرا سیرادو جگہ ہے۔ ایک توپروں کے مغزنی بے چراغ چو بارے میں اور دوسرا جامع اشرف کے شمالی بالائی حجرہ میں۔ میرا ایک ساختی پیر صاحب مرحوم کے مزار کے قریب رہتا ہے۔

نامی اب ۱۳۶۶ھ کی عید اضحیٰ کی تقریب پر لاہور سے رتہ پیراں گیا۔ جہاں وہ یکم مئی ۱۳۶۶ھ کو وجود میں آیا تھا تو برنور دار محمد افضل کے ۱۳۶۳ھ میں نو تعمیر کردہ وسیع مکان سے اٹھ کر محمد عاشق دوکاندار کو ملا اور کہا کہ محمد لطیف عامل کو بلا دو تاکہ میں اس سے اس واقعہ کی تصدیق کر لوں۔ چنانچہ عامل مذکور نے جو میں عزیزوں سے سن کر لکھ چکا ہوں اس پر صاف کیا اور بتایا کہ نہ ہی میں حضرت قلندر شاہ کا نام جانتا تھا نہ ہی اسے سبب زدہ نابالغ لڑکی۔ تو میں نے ناظم مسلسل کوپروں کے گلزار بھیج کر پیر محمد افضل شاہ سجاوہ نشین کی خالہ (والدہ) آفتاب احمد بن برادرم افتخار احمد بنت ثالث پیر محمد اشرف عالم شاہ مرحوم سے معلوم کیا کہ حضرت قلندر شاہ ان کے والد مرحوم کے دادا تھے۔ اس سے مجھے ان کے صاحب تصرف ولی ہونے کا علم ہوا۔ اور جن کے قول کی تصدیق ہو گئی۔

جنات کی تسخیر نامی کے بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ میرے والد کے جد بزرگوار پیرنی بخش بھی اس کے عامل تھے۔ مولانا روم کے کلام عشوی شریف کے منقولہ ذیل اشعار سے بھی ثابت ہے کہ انسان جن و پری سے اسے سبب زدہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں جو آدمی کی زبان سے نکلتا ہے وہ جن کا کلام ہوتا ہے۔

چوں پری غالب شود بر آدمی
گم شود از دے صفات مردی
ہر چہ اور گوید پری گھنہ بود
زین سرے نے زان سرے گفتم بود



اوقاف اشرف

تاریخ جلیل کا اور اس کے ضمیمہ میں اوقاف اشرف کا ذکر موجود ہے۔ لاہور دالے وقف متعلق درگاہ جلید پر بستور بدناما مکان اور نادہند کرایہ دار جو ۱۹۰۹ء کے انقلاب میں ہندوستان سے نکلے ہوئے آئے ہیں موجود ہیں لاہور اسپرومنٹ ٹرسٹ نے جو زمین وقف کرایہ پر لے کر اسے آباد کرنے کی سکیم گورنمنٹ سے پاس کر رکھی ہے اس پر عمل باوجود میری یاد دہانیوں کے شروع نہیں کیا اور نہ ہی مجھے سکیم کے مطابق آباد کرنے کی اجازت کہاں یا نہ میں جواب دیا ہے۔ بہر حال کچھ نہ کچھ آمد ہو جاتی ہے جس سے خشکست و رعیت مکانات، عرس ختم اور اشاعتِ حال بزرگیاں اور سرکاری اور کارپوریشن کے ٹیکس وغیرہ کے اخراجات سرانجام پاتے ہیں۔ موضع سہیپال تحصیل لاہور میں جو سالانہ معاملہ کی معافی تھی وہ فضل شاہ مجاور خانقاہ جلید کے مرنے کے بعد میں نے اپنے موجودہ مقرر کردہ مجاور محمد بخش کے نام لگوا دی ہے۔ گریز سنا کبھی کسی کو وصول نہیں ہوا۔ خدا جانے موضع کا نمبر دار کیا کرتا ہے۔ تحصیل میں جو درخواست دلائی تھی۔ وہ چودھری محمد ازیں صاحب بی اے دیانند اصرر قانون گو نسلح لاہور کے شیخ پور و تبدیل ہو جانے کی وجہ سے کہیں کم ہو گئی۔ پھر یوں میں کھاڑی چلانے کے لئے سکے کے گول پیسے لگانے پڑتے ہیں۔ جو غریبوں کے بس کی بات نہیں۔

حضرت نذیر شاہ کی خانقاہ اور مسافر خانہ کے لئے اراضی موقوفہ کا انتظام میں نے حضرت اشرف واقف کے بڑے نواسے اور مجاہد نشین محمد فضل شاہ کے سپرد کر رکھا ہے۔ اور وہی اسے چلاتا ہے۔ حضرت اشرف کے ذریعے کے اخراجات سب اسی کے سر اڑھے ہیں۔ علاوہ ازیں انقباب اور سیلاب زدوں کی مدد ٹیب خاطر سے کرنا اسی کا کام ہے۔ وہ عزیز جن کو حضرت اشرف کے ترکے سے حسب و میت حصہ ملا ہے۔ انہیں تنفقہ طور پر کم از کم مساجد اشرف کو آباد و برقرار رکھنے کی ذمہ داری کرنا چاہئے۔ حضرت اشرف کی ایک نواسی جسے اندازاً دو لاکھ روپیہ کی آمدنی حاصل ہے اشرف سے ہونگی ہے اور جس کے اخراجات شرفاً و قانوناً شوہر کے ذمے ہیں۔ ان مساجد کی آبادی پر خرچ کر سکتی ہے۔ کچھ بے بس ہے اور مجبور۔ بلکہ اسے شرفیوں کے لئے نیک بی بی اور اس کے وارثوں کو نقصان پہنچانے سے لئے طرط طرح کی چالیں چلی جاتی ہیں۔ ان کے لئے ایسے اندیشے نہیں وہی غریبوں کا کار ساز و دوکار ہے۔

ہاں یہ گاؤں کی وقف اراضی کھنڈا مائیز ٹیل پر واقع ہے۔ میں نے وہاں کنواں لگوا یا تھا مگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دوران ہو گیا۔ اب برخوردار فضل شاہ نے کاشتکاروں کے لئے مکان بنوانے اور کنواں آباد کرنے کی نیا دیکھی ہے آبادی کو اشرف پورہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ گورنمنٹ کے سیلاب نے نہروں کو توڑا اور فصلوں کو تباہ کر دیا ہے۔ غریبوں کا اندیشہ ہی۔ الیٰ

دوسری برادریوں سے مزید رشتہ داریاں

تاریخ جلیقہ اور ضمیرہ تاریخ جلیقہ میں خاندان ہذا کے افراد کی دوسری برادریوں میں شادیوں کا ذکر ہو چکا ہے بعد ازاں عزیز می حاجی ظفر حسین کے برادر عمزاد صفدر حسین کی شادی موضع آئمہ قریشیاں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی جو حاجی موصوف کے سمدھی ساکن چک گلگت رستے دھال مشہور چک قریشیاں کے کچھدی بیان کئے جاتے ہیں۔ دوسری شادی بیرون برادری حاجی صاحب کے دوسرے چچا زاد بھائی تاج محمود کی لائیل پور ہوئی۔ خسرو پور کا نام ڈاکٹر مختار احمد لودھی ہو یہو پیتھک مکیں دھوبی گھاٹ ہے تیسری شادی برادر زاوہ نامی محمد میرا یرو نیٹھیکل گریجویٹ آرا سے ایف ٹیکنیکل کالج جملہ انگلینڈ کی موہڑہ شریف میں نرندم محمد افضل شاہ سجادہ نشین رتھیراں کی خسرانچی سے بخیر و خوبی منعقد ہوئی جو چھٹی شادی خانہ آبادی نرندم محمد ابو بکر ایم ایس سی کی بابو عبدالرشید صاحب خاگد بی آرا سے پرائیویٹ سکول ڈیرہ صاحبان مغربی پنجاب کی دختر علی آرا سے ہوئی۔ اس تقریب پر ایک رسالہ "گلنار خوش بہار" (تاریخی نام) شائع کیا گیا۔ جس میں دونوں خاندانوں کا حال مذکور ہے۔ لہذا یہاں اعادہ تحصیل حاصل ہے۔

یہ تمام شادیاں بارور ہوئیں۔ اور سب عزیز شاد آباد اور صاحب اولاد ہیں۔ ان کے علاوہ عزیز می محمد بن پیر سید شاہ کوٹلوی موضع جیا موسیٰ میں اور عزیز می محمد علی اور سیر ولد مظفر علی شاہ ریٹائرڈ آ۔ ایم ایس آ کے مدد ملی قریشی صاحب ایس آئی پولیس نیشنل کے ان بیانیے گئے۔

تاریخ طباعت زیادہم اور علی شاہ
 شندور در زمانہ با مراد است
 کہ علی ہمت و والا نژاد است
 مرید خاص بلدد الدین اوحد
 کہیر بازار دان و خوش نادر است
 قلندر نام و باحسنی قلندر
 کہ فقرش یک جمال را او ستا است
 قلندر صاحب کشف و کرامت
 بہیم شمس شادونت دیو داد است
 زانو کارش علوش نداشتے
 زانو کارش شب با باد است
 کہ سے دل پسند و عزیز جانما
 فرح بخشش چرخ خوش تر تیب است
 بلکھا تھے تاریخش انور
 دل از دہ کہ قلندر شاہ ناست

ضمیمہ ذکارِ قلندری

عزیزان میاں والی قریشیاں ضلع رحیم یار خاں

میں ان عزیزوں کا ذکر تاریخِ جلیہ مطبوعہ ۱۹۳۷ء اور اس کے ضمیمہ ۱۹۴۳ء میں مفصل کر چکا ہوں یہ ضلع پہلے ریاست بہاول پور میں شامل تھا مگر ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آنے کے بعد (۱۹۵۲ء میں) صوبجات پنجاب، سرحد، سندھ کو ملا کر ایک یونٹ بنا اور اسی میں دیگر ریاستوں کے علاوہ (یہ سب سے بڑی) اسلامی ریاست بہاول پور، اس کے قیام سے سوا دو سو سال بعد مدغم کی گئی۔

(ملاحظہ ہو میرا مضمون ریاست بہاولپور اور اسکے حکمران مطبوعہ روزنامہ امروز، ۲۱، ۲۲، ۲۳ جنوری ۱۹۵۵ء)

اس اوغام سے اہل ریاست کو کیا فائدہ اور کیا نقصان ہوا، میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت اس یونٹ کے قیام و شکست کا سوال زیر بحث ہے۔ دیکھیے اونٹ کس کس کو ٹیٹھتا ہے اور ہمارے بھائی کیا کھوتے اور کیا پاتے ہیں۔ اللہ انہیں سوا دہائی زمانہ سے بخیر رکھے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ ریاست بہاول پور کی اولین مجلس قانون ساز (لیجسلیٹو اسمبلی) ۱۹۵۲ء میں قیام پذیر ہوئی۔ اس میں ہمارے عزیز محمد سوم زادہ سلطان احمد اولہ مخدوم روشن چراغ صاحب جو ۱۲ رمضان ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۵۲ء کو حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہوئے، ممبر منتخب ہوئے۔ تقریباً ۱۹۵۲ء تک اسمبلی قائم رہی۔ بعد ازاں عرصے کے تعطل کے جب جنوری ۱۹۵۶ء میں ریاست کے اسمبلی کا انتخاب ہوا تو اسے بحال کر دیا گیا اور مخدوم زادہ صاحب نے رکینیت سے دوبارہ جو رائے خاں بھائی حمید الدین بنائے، ایل ایل بی ایڈوکیٹ ضلع رحیم یار خاں، فرزند رشید مخدوم سوم شاہ صاحب سجادہ نشین مبارک کو مغربی پاکستان اسمبلی کا ممبر منتخب کر دیا۔ جو اس وقت تک بدستور ممبر تھا۔ مخدوم زادہ سبطان احمد اپنے والد ماجد کی رحلت کے بعد دو مواقع کے مبارک اور ۲۸ کے ذیل دار ہوئے اور ڈسٹرکٹ پنچایت یونین کی سدارت کے علاوہ ریاست بہاولپور کے درباری رسی نشینی بھی بنے۔

مذوم روشن چراغ ضلع رحیم یار خاں کے سپیشل مجسٹریٹ، منصف درج اول اور سب رجسٹرار رہے
 مومبارک کی پنجاب کے سرپنچ اور زمیندارہ بیکس کے وائس پریزیڈنٹ بھی تھے۔ اُن کی تاریخ وفات جو میں
 نے لکھی اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

جو تھا روش۔ چراغِ نماند انِ حاکمی نامی
 نہیں ہو سکتا انسان جب بلا و اخق سے آجائے
 نہیں اس کے سوا چارہ کہ دامن صبر کا ہنسی
 کہ ہاتھ نے اب بے روئے انکار ابنِ عامر تم
 ہوا ہے مرتحل وہ اور اس کا ہے الم سبک
 معالج اس کا کوئی خواہ بقراط و اسطو ہو
 و عامر حوم کی بخشش کی خاطر ہم کریں لہرو
 بچھا روشن چراغ و دمانِ حاکمی "نکھدو"

۶۱۹۵۲

جب مذوم زادہ حمید الدین کے جدِ باری مولانا محمد یار صاحب ۱۲ رجب کو فوت ہوئے تھے تو میں نے
 جو تاریخ لکھی تھی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

انہم در عجب احمد ممتاز
 خوش گلو، خوش مزاج، خوش باطنی
 چوں ز تاریخ جستجو کہ دم
 ہاں بگو "مولوی محمد یار"
 بوردقبل جمع اہل کمال
 عاشقِ مصطفیٰ، مثالِ بلال
 گفت تھا کہ ایسے خجستہ خصال
 مرتحل شدہ برائے سال و سال

۶۷ ۱۳ھ

جب میں ۲۷ جولائی سے ۲۷ ستمبر ۱۹۵۷ء تک رتہ پیراں میں زیادہ تر سیلاب سے سندھ آمدورفت
 بند ہو جانے کی وجہ سے نہ کا ہوا تھا تو مولانا مرحوم کے داماد برادرِ مذوم کم شاہ صاحب کئی دن میری ملاقات کے لئے
 از روئے محبت قلبی، لاہور ہسٹل میں مع عیالی خود فروکش رہے مگر انسوس مجھے زیارت نصیب نہ ہو سکی۔
 میں لاہور واپس آکر ان کے فرزند رکن الدین اور بھتیجے سلطان احمد موصوف سے ملا اور میرے مذوم صاحب کے
 اہل بیت ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں لے کر حضرت عبدالجلیل کے مزار مبارک کی زیارت کی اور سب کو اپنی بہرانی
 سے نوازا۔ الحق یہ گھرانہ خاندان کے لئے باعثِ فخر ہے۔ خدا سے شاہ آباد رکھے۔

۱۹۴۷ء کے انقلاب میں مشرقی پنجاب و غیرہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا
 تھا۔ پیراں والی شریاں میں مسلمانوں کو پناہ اور سکھ پناہ گزین ہوئے اور ہمارے ان قریشی بھائیوں نے اپنی

جدی پناہ دہی سے کام لے کر ان سب کو پناہ دی اور بحفاظت تمام مع سامان رحیم یار خاں اسٹیشن پر سپیشل ٹرین میں بٹھا کر ہندوستان پہنچا دیا۔

ایسا ہی رتہ پیراں میں محمد افضل شاہ اور اس کی چچا زاد بہن نے لڑکیوں کو پناہ دے کر لاہور اور پھر جالندھر پہنچنے میں مدد دی۔ اس انقلاب میں بڑے رنج کی بات تو یہ ہوئی کہ لوگ بے گناہ مارے گئے اور ان کی محفوظ رہے۔ اسلام میں بیکر حرم لوگوں، بچوں، پورے عورتوں اور عورتوں کو مارنا سخت ممنوع ہے۔

نامی

$$64 \frac{1}{54} = 512 \frac{3}{22}$$



عزیزان موضع پنڈی شیخ موسیٰ

حضرت شیخ موسیٰ اور ان کی اولاد کا حال تاریخ جلیہ میں مذکور ہے۔

مفصل حالات پر مشتمل ایک کتاب بنام تاریخ موسوی پیر عثمان احمد صدیقی قریشی دہلوی لکھ رہے ہیں آپ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد موضع مذکور میں مقیم اور حضرت شیخ سے تعلیمات رکھنے والے ہیں۔ تحقیق سے کچھ بطور خلاصہ جو انہوں نے اذکار قلندری بن المرحوم کے بارے میں لکھا ہے وہ درج ذیل فرماتے ہیں۔

حضرت مطلق الاوزار شیخ الشیوخ القطب الربانی والفرج الجامع العمیرانی سرالکونین
ولی ماورزاؤ نورین لاراندہ مسیدنا شاہ موسیٰ الهاشمی الحارثی الہنکاری رحمۃ الباری ولادت
مؤ مبارک ریاست بہاول پور میں ہوئی تو یہی صدی ہجری میں آپ کا ظہور ہوا۔ آپ ولی ماورزاؤ تھے۔ دس
سال کے تھے کہ والدین نے انتقال فرمایا۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد نمبر شوق و بندہ شوق سے علوم دہلی میں پڑھا۔

کلمات و مقامات عالیہ کے آثار زمانہ طفولیت ہی سے پیشانی مبارک پر ظاہر تھے۔

آپ اپنے وقت کے مقتدا تھے اور بیٹے عظام سے ہیں جو کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا اسے سعادت ابدی حاصل ہوتی۔ آپ کا نسب نامہ سیدنا حضرت ابوالحسن ہنگاری ہاشمی جو کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے دادا پیر تھے۔ جانتا ہے۔ جیسا کہ پیر فرح بخش نے بیان کیا ہے۔

سیدنا حضرت شیخ موسیٰ نے تیس سال تک پنجاب کے مختلف مقامات پر جنگل میں گزار کر بڑے مجاہدات و ریاضیات، شوق سے تصفیہ باطن کیا۔ آپ اولیسی تھے اور آپ کی تربیت روح بنوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ آپ جمع مکارم اخلاق اور صاحب فضائل و مناقب عالیہ اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ حضور جس جگہ تشریف لے جاتے تھے، لوگ پروانوں کی طرح جمع ہو جاتے تھے۔ چونکہ آپ فضل و کمال کی دل فرور شمع تھے۔ جب عراق کا رجوع عام دیکھتے وہاں سے اور جگہ چل دیتے۔ چنانچہ بعض بعض جگہ آپ کے مشہور تکیے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بٹھنڈہ حاجی رتن صاحب موضع جٹا تحصیل چوہنیاں ضلع لاہور۔ ڈچکوٹ۔ کوئٹہ۔ جھامرہ۔ چنپوٹ۔ دربار شاہ مدار واقع منٹگری۔ قصبہ قوچ ضلع گوڑگانوہ۔ ملتان وغیرہ وغیرہ۔ آپ کا اصل مزار موضع پنڈی حضرت شیخ موسیٰ ضلع لائل پور میں آج بھی مرتبہ خلائق ہے اور ہزار ہا بابِ ذوق و اہل شوق کے لئے موجب کشائش ظاہری و باطنی ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی موضع میں آباد ہے۔

سہروردیہ سلسلہ آپ کا پدری و جدی سلسلہ ہے۔ مدار یہ سلسلہ کا خرقہ شریف آپ نے سلطان

اولیاء قطب الدین فیلسید شاہ بدیع الدین قطب مدار المتوفی ۸۳۸ھ کن پوری سے پناہ اور انہوں نے روح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور اولیسی پناہ اور انہوں نے حضرت جل و علے سے ...

تقدیمت اسما پر

کیونکہ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ بھی اولیسی تھے اس لئے ظاہری بیعت آپ نے کسی بزرگ سے بھی نہیں کی اور حضور کی تربیت ظاہری و باطنی تمام و کمال حضور سیدنا کوئی سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے فرمائی اور تاج مداریت اس وقت حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار کے پاس تھا۔ جو کہ قطب الدین شاہ بھی تھے۔ بحکم رسالت پناہ صلعم سید بدیع الدین صاحب نے خرقہ پناہ کے بعد آپ کو ایک کلا و ذریں جو کہ بیکر تاج ذریں ولایت کے قاعط کیا اور بڑا جس سبز ہشتی بھی عطا کیا اور پناہ عطا کی

خاص و مصلحتی و مساوی دے کر اپنی جائے رہائش کی تلاش میں روانہ فرمادیا اور فرمایا کہ جاہنگیر کے محلہ جوار کی روٹی مشہد کے ساتھ اور ادھنی کے شیر کی لسی ایک وقت میں میسر آئے اور یہ مساوی رہنہ ہو جائے وہی تیرا مقام اور مسکن ہوگا۔ چنانچہ جب حضورؐ یہاں پہنچے جہاں اب آپ کا مزار مقدس ہے تو مندرجہ بالا فرمان پورا ہوا بس پندرہ سفر سے تاخیر فرمائی۔ سابقہ نام اس قصبہ کا پٹنہ میر شہزاد بتایا جاتا ہے۔ جس کی جامع مسجد اور عید گاہ کے کھنڈرات کے نشان موجودہ گاؤں کی... آبادی سے مشرقی جانب پائے جاتے ہیں اور ایک قبرستان موسومہ میر شہزاد جانب گوشہ جنوب غرب ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر متصل کھائی نادر شاہ اب بھی مشہور ہے تذکرہ قطبہ میں بھی اس گاؤں کا ذکر آیا ہے۔ اس قصبہ میں قوم بلوچ آباد تھی۔ گردو نواح میں اس قوم کی تین ریاستیں موجود تھیں۔ سنگترہ۔ نمان کمال اور پٹنہ میر شہزاد۔ اور یہ لوگ برائے نام ہی مسلمان تھے۔ جس وقت آپ پٹنہ میر شہزاد میں تشریف لائے ہیں تو یہاں کے باشندے فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کو احکام شریفین اور کتاب و سنت کی طرف دعوت دی لیکن بد بختی سے ان کو حضور کے عتاب میں گرفتار کرادیا اور یہ قوم آوارہ ہو کر جگہ جمیڑ گئی اور آپ نے یہاں رہائش اختیار کر لی۔

سیدنا حضرت شیخ سوسے۔ مستجاب الدعوات۔ صاحب کشف اور عظمائے عارفین سے تھے۔ ان کے مقامات عالیہ اور تہذیب تمام رکھتے تھے۔ آپ صاحب سلسلہ اور صاحب تصرف تھے۔ سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی سے کسی نے پوچھا کہ صاحب تصرف کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جس کے دروازے پر مشرق سے آئے کہ مغرب تک کی تمام ارواح شائب و نافرمان سلام کرنے آئیں اور ایسی سلسلہ کے بارے میں کہو بات سیدنا شرف بہا کیہ سے منقول ہے کہ شیخ سوسے کا یہ کنتوری نے سیدنا شرف بہا کیہ سے چہ روہ نالوادہ شہزادہ شاہ بہایع العین قطب کے تھے اور ان کے پاس تھے۔ ان کے جواب میں نکاح جس کا حاصل ملام یہ ہے کہ۔

• ایک نالوادہ میان مشائخ سظام اولیسی است کہ اثر بزرگان دین و رہن نالوادہ بودند و سردار ایشان خواجہ اولیسی قرنی است کہ بحسب باطن از سرور دو عالم یعنی اللہ علیہ وسلم تربیت یافتہ۔ پس ہر ولی و اولی باطن حضرت کردار کائنات و یا از روحانیت و یو او بیا تربیت و انشود و او در کمال بر پیر اداوت نیار و اورانیز اولیسی خوانند پس حضرت شیخ برین الدین ہم پیر اولیسی است کہ در باطن تربیت از روحانیت حضرت پیر صلح یافتہ

است ہم وچنین شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوالحسن خرقانی نیز اویسی اند و شیخ نظام الدین گنجوی نیز اویسی
 بود و فیض باطنی از روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یافت و خواجہ حافظ شیرازی کہ از متواتر آئے مجذوبان روزگار بود نیز
 باین دولت مشرف شدہ و بخطاب لسان الغیب مخاطب گشت۔"

جس طرح سید بدیع الدین صاحب قطب مدار اویسی اور صاحب سلسلہ علی ایلیہ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ
 علیہ الرحمۃ بھی صاحب سلسلہ اولیائے عظام ہیں سے ہیں۔ کیوں کہ آپ صاحب تصرف ہیں۔ اسی لئے اکثر و بیشتر و دروازے
 صاحب حال لوگ آپ کے مزار مقدس پر زیارت اور فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ عام درویش آپ کے
 روضہ مبارک میں معتکف ہوئے سے احترام کرتے ہیں۔ کیوں کہ آپ کہاں دیکھے صاحب جلال و صاحب جمال ہیں۔ کیوں
 کہ آپ مقام صمدیت رکھتے ہیں۔ اہل وہ میں سے اکثر لوگوں نے جمعہ کی رات کو آپ کے روضہ مبارک سے نورانی شمعائیں نکلتی دیکھی
 ہیں۔ باوجود شہر کے درمیان ہونے کے شہر بھی آپ کے روضہ مبارک پر دیکھا گیا ہے
 (راقم الحروف بھی ان دونوں باتوں کا شاہد و ناظر ہے)

حلیہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ :- صاحب حال لوگ جو کہ آپ کے روضہ مبارک پر مراقب ہوتے ہیں
 مراقبہ سے باہر آنے کے بعد آپ کا مرتبہ قرب دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے
 ہیں۔ اکثر و بیشتر اصحاب سے اور کئی عقیدہ لوگوں کی زبانی سنا ہے۔ کہ حضور کے سر مبارک پر مرصع تاج ہوتا ہے۔ بہت
 سے لوگ جو حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ آپ کے حلیہ شریف کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور
 کا تمام لباس سبز ہوتا ہے۔ لمبا قد کشادہ پیشانی رنگ سرخی مائل سفید چہرہ مبارک کتابی آنکھیں بڑی بڑی ناک لمبی اہ
 اور نچی سر کے بال مبارک چھوٹے چھوٹے اور گول ٹوٹی اور ہاتھ میں عصا مبارک ہوتا ہے۔ اہل چہرہ سے وہ جلال
 اور نور ٹپکتا ہے۔ کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر ڈالنے کی جرات نہیں ہوتی۔

گرامت شیخ :- آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا
 ہے۔ گناہ کبیرہ کی طاقت اللہ تبارک تعالیٰ اس سے سلب کر لیتے ہیں۔ سبز لباس آپ کے سلسلے
 کا امتیازی نشان ہے۔ حضور جس کسی کو اپنی خلافت سے مشرف فرماتے تھے۔ اس کو سبز لباس پہننے کا حکم فرماتے تھے۔

سجادگی شیخ :- حضور نے اپنی حیات میں اپنے بڑے صاحبزادے شیخ بدر الدین بدر کو خلافت و سجادگی عطا فرمائی
 تھی۔ آپ کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر وہی قلمن ہوئے تھے۔ جن کی اولاد میں نسلا بعد
 نسل مسند مشیت پر سرفراز ہوتے آئے۔ اور تمام برادری ان کے آگے نظر پیش کرتی تھی۔

افسوس کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ کیوں کہ شیخ بلد کے بڑے صاحبزادے شیخ محمود کے سلسلے میں کوئی اولاد نرینہ باقی نہیں رہی شیخ بلدا الدین کے شہزادہ اکبر شیخ محمود کے فرزند اکبر شیخ زندہ پیر کی اولاد میں سے آخری سجادہ نشین کا نام رستم شاہ الحروف پیر گھی شاہ تھا۔ ان کے بعد یہ مسند کسی کو نہ ملی۔

سیدنا حضرت شیخ موسیٰ نے اپنی حیات میں بہت کم لوگوں کو صحبت سے مشرف فرمایا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ کیوں کہ حضور مقام صمدیت رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہمیشہ غلبہ انوار الہی کا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ مشاہدہ ذات میں محو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے عام لوگوں کی طرف بہت کم توجہ کرنے کا موقع ملتا تھا۔ آپ کی حیات ظاہری میں لوگوں کو آپ سے جس طرح فیض روحانی و فیض دنیوی پہنچتا تھا۔ وصال کے بعد بھی دیکھنا چاہیے اسی طرح جاری ہے۔

آپ کے عقدس ملک خیر الدین کبھی تعلقات موضع جھامرہ جو کہ حضرت عبدالحمیل چوڑا بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اور انکا ذکر تذکرہ قطبہ میں ہے، صاحبزادگی سے

ہوا۔ جس کا واقعہ مختصراً اس طرح ہے۔ کہ آپ پیر و سیاحت کرتے ہوئے۔ موضع جھامرہ پہنچے۔ ملک خیر الدین کبھی ایک جہانگیر شاہ شخص تھے۔ اور حضور کے چہرہ مبارک پر انوار الہی دیکھ کر سمجھ گئے۔ کہ اولیائے عظام سے ہیں۔ آپے حسب و نسب پوچھنے کے بعد کہا کہ ہم آپ کا رشتہ اپنی برادری میں کرا دیتے ہیں۔ آپ نے ملک سے فرمایا کہ ہم تیری لڑکی سے رشتہ مناکحت کرینگے۔ ملک خیر الدین نے کیا کہ میرے گھر لڑکی کوئی نہیں۔ لیکن واقعہ اس طرح تھا۔ کہ ایک ہفتہ عشرہ گزرا تھا۔ کہ ملک خیر الدین کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جو کہ انہوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق زندہ دفن کر دی تھی۔ پھر فرمایا کہ وہ لڑکی جو زندہ دفن کر چکا ہے۔ ہم اس سے عقد کرینگے۔ تو ہم اس جگہ لے چلے جہاں اس کو دفن کیا ہے۔ وہاں پہنچ کر اپنے زمین کھودنے کا حکم دیا۔ لڑکی کا خدا زندہ سلامت موجود تھی۔ وہ آپ نے نکلوا کر والدین کو دی کہ اس کی پرورش کرو۔ جس وقت یہ جوان ہو گئی۔ تو ہم اس کو اپنے لئے لائینگے۔ ماں باپ نے انکا نام بی بی خاتون رکھا۔ بروایت دیگر خاتون بی بی نام تھا۔

آپ کا مزار مقدس سیدنا شیخ موسیٰ کے متصل ایک بند چار دیواری میں ہے۔ آپ نے دائیں طرف راقم الحروف کی ہمیشہ کا مزار ہے۔ مزار مقدس کو ہمیشہ کالا گارہتا ہے۔ صرف جمعرات کو یہ امر یا آپ کی اولاد میں سے کوئی روشنی و خوشبو کر دیتے ہیں۔ کیوں کہ اندر جانے کی اجازت عام نہیں ہے۔

آپ بھی اپنے وقت کی رابعہ بیری تھیں۔ مجھے آپ کے بارے میں قدرت نے بہت کچھ بتایا ہے۔ جس کا ذکر مفصل انشاء اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اذکار موسوی میں کروں گا۔

آپ کے بطن مبارک سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔ خلف اکبر شیخ بدر الدین بدر۔ شیخ مو المعروف شیخ مونگر۔ شیخ نظام الدین اور سب سے چھوٹے شیخ عماد الدین حمدانی۔ چاروں صاحبزادوں کی کثیر التعداد اولاد موضع مذکور میں اور اس کے دوسری کئی جگہوں میں آباد ہے۔ شیخ بدر الدین آپ کے جانشین ہوئے اور دیگر صاحبزادے بھی اپنے وقت کے مشاہیر و عالم فاضل بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ کی اولاد کے تقریباً دس بارہ لاکھ مریدین و معتقدین خطہ پنجاب میں ہیں۔ آپ کی تمام اولاد اپنے اپنے اجداد و اجداد کے نام سے چار پٹیوں میں منقسم ہے۔

بدر پتی۔ مونگر پتی۔ نظام پتی و حمد پتی۔ بدر پتی و حمد پتی بہت کثیر التعداد ہے۔ مونگر پتی میں حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اور نظام پتی صرف پانچ خاندانوں پر منقسم ہے۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ چاروں پٹیوں کی موجودہ و گذشتہ معروف ہستیوں کا مختصر سا ذکر کروں تاکہ یادگار رہے۔ بدر پتی کے زیادہ افراد مٹھہ فضل شاہ و موضع جرمہ قریشیان ضلع منٹگمری میں آباد ہیں۔

شیخ بدر الدین کے تین صاحبزادے تھے۔ شیخ محمود۔ شیخ اجمل و شیخ کبیر خلف شیخ اکبر محمود دربار اکبری میں بڑی عزت و قدر و منزلت رکھتے تھے۔ کسی نشین تھے اور اکبر بادشاہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اور آپ کو موضع پنڈی کے ارد گرد بڑی جاگیر عطا کی تھی۔ لیکن اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق جس کسی کا مال مویشی چوری ہو جاتا تھا اور کسی دوسرے زمیندار کی حدود میں اس کا کھوج چلا جاتا تھا تو اس کو دینا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے اولاد شیخ نے دیگر مواعینات کو چھوڑ کر دریائے راوی کے ارد گرد چاہات پر آبادی کر لی اور سرکار انگریزی کی عمل داری میں غیر آباد زمین پر بھی لگان لگایا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی اصلی مالکی بھی چھوڑ دی جو ایک عرصہ دراز کے بعد خام تحصیل ہو کر جنگل سرکار میں شامل کر دی گئی۔ موجودہ شہر پنڈی کی حدود کے ارد گرد جتنے گاؤں بھی آباد ہیں یہ سب اسی خاندان قریشی کی چھوڑی ہوئی زمین میں بسائے گئے ہیں۔

اس پتی کے گذشتہ مشہور لوگوں میں سے مخدوم پیر کپڑ شاہ مرحوم ابن مخدوم حیات شاہ جن کے والد پیر فضل شاہ کے نام پر چک فضل شاہ آباد ہے۔ جو کہ شیخ اجمل کے پوتے تھے۔ مخدوم کٹر شاہ خورشید الخاندان ہوئے۔ آپ اعلیٰ نمبر والے تھے۔ اور پیر بڑھے شاہ۔ شیخ جلال بن شیخ محمود کے پوتے اپنے وقت کے مشہور سارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامتیں اب بھی زبان زد خلایق ہیں۔ قوم وہنیوال تمام آپ کی مرید

تھی اور اب بھی آپ کی اولاد کی قدر و منزلت اسی طرح کرتی ہے۔ آپ کے صاحبزادے مخدوم پیر محمد شاہ جو کہ میرے والد کے بیعت تھے۔ ذیل دار و نمبر دار اور آئیری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ تھے۔ یالپور کے رئیسوں میں آپ کا شمار تھا۔ ایک ہزار سے زائد منہری سندیں مع انعامات آپ نے حاصل کی تھیں۔ اس کے علاوہ پیر عالم شاہ و راجن شاہ جن کے نام پر مٹھہ راجے شاہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہے اور پیر سائل شاہ مشہور اولیائے کرام سے گذرے ہیں۔ پیر سائل شاہ کے صاحبزادے عوث محمد شاہ اچھے عامل باعمل بزرگ ہیں۔

موجودہ نوجوان طبقہ میں خاص طور پر قابل ذکر مخدوم پیر اعظم شاہ ابن پیر بخشاے شاہ اور ان کے برادر کلاں پیر بخشاے شاہ ہیں۔ پیر بخشاے شاہ تاریخ کے حافظ ہیں۔ موضع پنڈی کی معاشرتی۔ علمی۔ ذرا نشی۔ حالت کے سدھارنے میں پیر اعظم شاہ کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ آپ ایک سادہ طبیعت نیک طبیعت بردبار اور مسلمان صورت دیکھوں کہ آپ کے چہرہ پر دائرہ صحت و تعلیم یافتہ ہونہا ر جوان ہیں۔ جن سے ضلع کے تمام افسران خوش رہتے ہیں۔ کیوں کہ آپ بڑے خابق و مہمان نواز انسان ہیں۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔ اس کے علاوہ پیر سید محمد شاہ ابن پیر منہنگاے شاہ جو کہ پیر مخدوم فتح شاہ ذیلدار جن کو فوجداری اختیار تھی۔ کے پوتے ہیں۔ مخدوم فتح شاہ نے آخر عمر میں سب کچھ چھوڑ کر درویشانہ زندگی بسر کی ہے۔ دشاہ جمال ابن پیر فاضل شاہ و پیر منظور حسین ابن پیر جوانے شاہ اس جلی کے ہونا ہر فرد میں۔ جن سے تمام کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

دوسرے صاحبزادے حضرت شیخ مولنگڑ کی تمام اولاد بھی موضع پنڈی کی دیو پٹات پر آباد ہے۔ آپ اس خاندان کے سب سے پہلے مصلح ہیں۔ آپ نے ایک کتاب موسم بہار موسیقی تالیف کی تھی۔ بولہ انقلاب زمانہ کی نقد ہو گئی۔ علمی لیاقت و بزرگی اور نفاست پسندی و لسانی آپ کی اولاد میں درشتا چلی آتی ہے۔ اس وقت پیر نادر شاہ۔ مخدوم شاہ نواز رئیس اعظم کے پوتے ہیں۔ اب فوجداری نواب شاہ ابن شاہ بولہ کے ہونے سے دربار میں بڑی عزت رکھتے تھے، کے پوتے پیر نواز شاہ ابن فیض شاہ کے پاس رہے جو پیل شاہ ابن آپ کے نام سے موسوم ہے۔ ابو النور مخدوم فیض علی شاہ اس گھرانے کے روشن چراغ تھے۔ آپ اہم باطنی نہایت دیندار نماد بہ نسبت۔ مخدوم تاجم صفت مخیر اور سنی بزرگ تھے۔ آپ میرے والد نبلہ شاہ مظفر آباد مظفر کے بیوت تھے۔ غریب دائرہ آج بھی آپ لوہا د لڑکے دوتے ہیں۔ آپ کے برادر خرد و سرفی کامل پیر دائیم علی شاہ عالم باعمل صاحب تقویٰ اور پیر تاجم علی ہیں۔ یہ نظیر بہد جہد میں قائم البیل و صاحب الدہر بزرگ تھے۔ آپ پیر شیر محمد فقیہری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آخر عمر میں آپ آشر مسلمین رہتے تھے

جس کی وجہ سے آپ کا کلام عوام کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آپ کی نشانی مخدوم پیر حیدر علی شاہ صوفی حیات ہیں۔ آپ ایک خاندانی ہونہار عالم فاضل صوفی منش انسان ہیں۔ تاریخ و ادب میں آپ کا مطالعہ بڑا وسیع ہے۔ کتب ہائے بے بہا کا ذخیرہ رکھتے ہیں۔ نسب دان بھی ہیں۔ مجھے آپ نے "اذکار موسوی" کی تیاری میں بڑی مدد دی ہے۔ اور اپنے کتب خانے سے کافی مواد فراہم کر کے دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنا جانشین عطا کرے۔ آمین۔ نواب شاہ دین شاہ کی اولاد سے ایک قابل ذکر ہستی مسجد موسوی کی رونق اور متول حاجی پیر لعل شاہ ہیں جو کہ دوبارہ بصرہ۔ عراق و شام ہوتے ہوئے حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بحیرت واپس لائے۔

اسی گھرانے کی ایک مشہور ہستی پیر رستم شاہ المعروف پیر گھو بی شاہ صاحب عدیم المثال بزرگ گزرے ہیں۔ آپ علی احمد صابر کی طرح صاحب جلال ہیں۔ ولایت پٹی پر آج تک آپ کا تعلق ہے۔ آپ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ کے اویسی تھے۔ آپ کا روضہ مبارک موضع پٹی سے جانب شمال ۱۱ میل پر مرجع خلائق عام و خاص ہے۔ ہر وقت بے شمار زائرین کا جھگڑا لگا رہتا ہے۔ آپ کی اولاد میں سے پیر صالحون شاہ و پیر جس شاہ مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ پیر کھن شاہ و پیر بہادر شاہ انہیں دونوں بزرگوں کی نشانی ہیں۔ آخر الذکر اس احقر کی بیعت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مخدوم وٹے شاہ کی اولاد میں سے پیر نادر شاہ ولد بہاول شاہ اور مخدوم سلطان شاہ کی اولاد سے حاجی سیدین شاہ ابن لعل شاہ۔ درویش صفت عالم بزرگ ہیں۔ پیر بہادر شاہ ابن عبد اللہ شاہ نیک مزاج اور عاقبت پسند انسان ہیں آپ کے والد مخدوم عبد اللہ شاہ مجاہد مرحوم ایک بڑے جوشیے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور بدعتوں کے ختمان جہاد کرنے والے تھے۔ پیر بہادر شاہ کے ایک صاحب زادے محمد یوسف علی پنجاب نیشنل بینک آف پاکستان گوجرہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ اب آپ لندن مزید تعلیم کے لئے گئے ہیں۔ اخراجات تعلیم کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ داخل کرویا گئی ہے۔

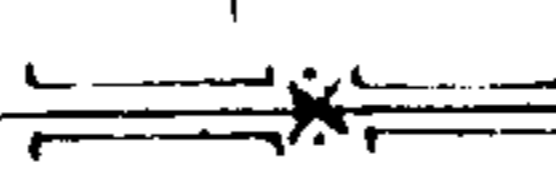
مخدوم شیخ نظام الدین کی موجودہ اولاد پانچ خاندانوں پر منقسم ہے۔ آپ کی اولاد میں سے مخدوم سید محمد شاہ رئیس اعظم گزرے ہیں۔ جن کے چار صاحبزادے تھے۔ مخدوم زبیر شاہ کی نشانی حاجی سردار شاہ و حاجی نادر شاہ لینڈ لارڈز۔ مخدوم محمد شاہ (آپ بھی میرے والد کے بیعت تھے) کی نشانی پیر پہلو ان شاہ۔ فضل شاہ کی نشانی پیر پہلو ان شاہ۔ فضل شاہ۔ سلطان محمود جو کہ اس احقر کی بیعت رکھتے ہیں۔ مخدوم بہادر شاہ

کی نشانی پیر نور شاہ - مخدوم قاضی شاہ کی نشانی پیر پہلو بن شاہ موجود ہیں - جن کا شمار علاقہ کے لینڈ لارڈز میں ہوتا ہے - مخدوم شیخ عماد الدین حماد کی بڑی کثیر تعداد اولاد موجود ہے - تمام کا ذکر نہیں ہو سکتا - آپ کی اولاد سے مشہور و معروف پیر صلابت شاہ ازاد مخدوم علی اسحاق بن شیخ حماد جن کے نام پر چک ولایت شاہ آباد ہے - آپ بڑے کمال و صاحب کثرت و کرامات کے مالک تھے - آپ کے صاحب زادے پیر نھو شاہ نمبردار مشہور و معروف آدمی گذرے ہیں - جن کے بڑے صاحب زادے پیر حیدر شاہ بڑے صاحب معاملہ اور شان و شوکت والے آدمی ہیں - آپ مومنین کھوٹی میں رہائش رکھتے ہیں - آپ پہلے ذیلدار تھے لیکن ذیل داریوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اب چاک نمبر ۲۰۲ کے نمبردار ہیں -

----- اس کے علاوہ اور بھی بہت بھی بزرگ ہستیاں قابل ذکر ہیں لیکن اوراق کی تنگی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتا - ورنہ ایک دفتر تیار ہو جائے - آخر میں میں اس خاندان کے تمام نوجوانوں کے لئے دیرگاہ ایزدی میں التجا کرتا ہوں کہ پور و گار عالم ان کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین تم آمین

موجودہ شہر پنڈی شیخ موسے کی آبادی تقریباً چھ ہزار
اولاد شیخ کی کوشش ترقی ہوئی جس میں اہل قریش اور ان کی تمام رعیت بھی شامل

ہے - جس کا رتبہ ۱۲ ہزار ایکڑ سے زائد ہے - موضع موصوف میں پانچ نمبرداریاں ہیں - اولاد شیخ میں کل تیرہ نمبرداریاں ہیں اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ مالیہ ادا کرتے ہیں - موجودہ نسل میں کاشتکاری کا ذوق و شوق بڑھتا جا رہا ہے - نمبر آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لئے تقریباً پالیس اہل انجن تک پیسے ہیں جو کہ غیر آباد زمین کو پانی سپلائی کر رہے ہیں - دوسرے موضع کی حالت سدھارنے میں مخدوم محمد اعظم شاہ صاحب صاحب نے بھٹائے شاہ صاحب مبارک باہ کے مستحق ہیں - جن کی بیدار بختی اور کوششوں سے زمینیں آباد ہو رہی ہیں - شفاخانہ انسانات و حیوانات قائم ہو چکا ہے - پرائمری اسکول پیسے سے چل رہا ہے اور ہائی اسکول منظور ہو چکا ہے - جس کے لئے دوسری برادری نے بھی کافی مالی امداد دی ہے - پختہ سڑک اور سہیل کی لائن منظور ہو چکی ہے - امید ہے کہ سال آئندہ تک نجل کا نظام قائم ہو جائے گا - ایک موٹر لاری صبح موٹو پنڈی سے چل کر تانہ بیانوالہ جونی ہوئی لائل پور جاتی ہے اور شام واپس پنڈی آتی ہے -



مسجد و خانقاہ شیخ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ کی خانقاہ عالیہ شریف موجودہ شہر کے درمیان
 اپنی جگہ پر واقع ہے۔ خانقاہ شریف متصل مسجد موسوی ہے جو ابتدا میں نواب
 کبیر خاں کھنڈا ملک فتح پور نے غالباً ۱۸۶۰ء میں بنوائی تھی اور ۱۸۵۵ء کی جنگ آزادی کے دوران
 میں اولاد حضرت شیخ موسیٰ کی اس میں شمولیت کی وجہ سے مسٹر برکلی اے سی نے بعد حصولِ خلیفہ معہ
 بیوت پیرزادگان جلا دی اور مال و اسباب ضبط کر کے بنلام کر دیا اور مخدوم نادر شاہ ولد سردار شاہ
 کومع ولی و اوردانہ و لال خاں کا مٹھیہ و موٹھا دہنی دال وغیرہ کو گرفتار کر کے کالے پانی بھیج دیا جو وہیں
 انتقال کر گئے۔ مسجد کی تعمیر پر اسی ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ مسجد سنگ مرمر اور سرخ پتھر کے مصالحہ
 سے تیار کی گئی ہے۔ دیواروں پر سنگ مرمر کے کتبوں پر آیات قرآن کتدہ ہیں جو کہ مسجد کی شان کو دو بالا
 کر رہی ہیں۔ مسجد کے دالان میں خوش خط قلم سے لکھے ہوئے فارسی اشعار و اسمائے الہی مخدوم پیر حیدر
 علی شاہ ابن پیر دایم شاہ کے اعلیٰ مذاق کے منظر ہیں جو کہ آپنے خود نوشت ہیں اور پانچ مرصع کلبیاں دو
 شباب ثائب کی طرح چلتی ہیں۔ ایسی شان دار مسجد تمام ضلع لائل پور میں اور کہیں نہیں ہے۔ مسجد
 کا ہزارہ اور فرش سنگ مرمری ہے۔“

نامی جسے رب معنی سے خاص ملکہ تاریخ گوٹ عطا ہوا اس نے ۴ ربیع الثانی کو تاریخ ذیل موضوع کی ہے۔

تاریخ تزئین جامع موسوی واقع موضع پنڈری شیخ موسیٰ

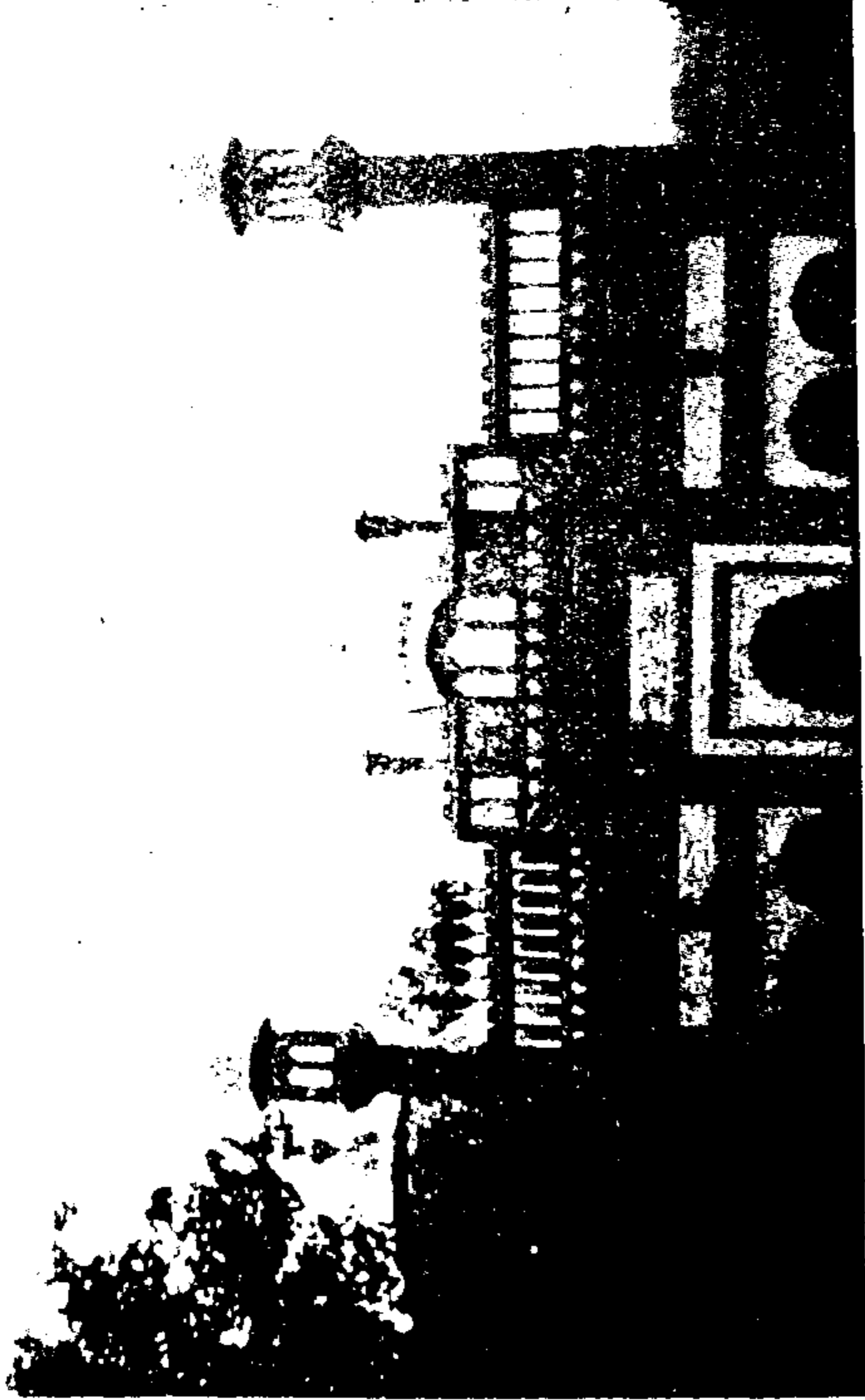
فیض شاہ مدار سے پنڈری	بن گئی بالیقین مدار الفیض
شیخ موسیٰ کی ذات سے نامی!	ہیں رواں ہر طرف حجار الفیض
شیخ موسیٰ کا فیض جاری ہے	آپ لاریب ہیں بحار الفیض!
روضہ موسوی بھی بیشک ہے	از پٹے معتکف حجار الفیض
شیخ موسیٰ یقیناً اے عرفان!	پٹے وابستگان میں جار الفیض

زیب عنوان اب سنو تاریخ

جامع موسوی ہے دار الفیض

علامہ ششیر نامی

۱۳۷۷ھ



شبیہ جامع موسیٰ و روضہ شیخ موسیٰ واقع ہندوی شیخ موسیٰ ضلع لائل پور

حضرت ابوالحسن ہرکاری کے نسبت بہ بحث

برادر امیر چیدر علی شاہ کو میں نے لکھا تھا۔ کہ چونکہ حضرت ابوسفیان بن حارث کی اولاد کا کسی تاریخ میں ذکر نہیں۔ اور حضرت ابوسفیان بن حارث کی کثیر اولاد کا ذکر ہے۔ اور غلامہ ابن خلکان نے حضرت ابوالحسن علی ہرکاری کو ان کے بیٹے عتبہ کی نسل سے لکھا ہے۔ اس لئے میں نے یہ بات پسند کی ہے۔ برادر امیر موصوف اور ان کے پاس پناہ گزین پر عرفان احمد صاحب نے اس پر بہت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اور یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ اب آپ تصنیف العمر ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے محنت اور مطالعہ بیسی کی تکلیف نہیں اٹھا سکتے۔ مگر آپ نے جو مضامین بھیجا ہے۔ اس میں چند مثالیں چند مصنفوں کے باہم اختلاف ڈسے کر لکوائے۔ کہ ایک قابل محقق بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ابن خلکان نے ایسے وقت یا ایسی کتاب سے معلومات حاصل کیں۔ جب کہ جمل ہرکاری میں بزرگان اموی مثلاً عدوی بن مسافر وغیرہ کا شہرہ خاص و عام اور زور تھا۔ ممکن ہے کہ جب عدویہ اسویہ نے جبل ہرکاری میں زاویہ بنایا۔ تو اس وقت ابوالحسن ہرکاری ہاشمی کی اولاد سیستان میں چلی گئی تھی۔ ہم نے جس وقت زاویہ بنایا۔ ان میں ابوالحسن ہرکاری ہاشمی کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اور وہی ابوالحسن کے اندراج کو آپ غلط قرار دیتے ہیں۔ نامی)۔ ہم نے شیخ عبد اللہ بن عبد ہاشمی انبساطی کا بیروت کتاب خزیمۃ الاسفیا کا نقل کر دیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں پر ہاشمی النسل زفاندان بھی آباد تھا۔ اور ممکن ہے کہ یہ بزرگ ہمارے زفاندان ہی سے ہوں گے۔ ہم ابن خلکان کے قول کو درست نہیں سمجھتے۔ اور اس وقت کے دو مضامین کے صفحہ ۱۲ پر تسلیم کیا ہے۔ کہ ابوسفیان بن حارث کی اولاد کے متعلق تاریخ میں ذکر نہیں لیا گیا۔ جب کہیں ذکر ہی نہیں تو ابن خلکان کے بیان کو کیوں تسلیم کریں۔ اور مزید خورد ما میں کہ حضرت حاکم کے سجادہ نشین اپنا نسب علی اصغر بن علی از لطن امام بنت ابوالعاص بن زینع اموی سے ملاتے ہیں۔ اور بہاؤ پور گزیر میں بھی لکھا ہے۔ اور بزرگ زادگان ذرک نعمت اللہ شاہ دل سے۔ آپ کسی کسی سے الجھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ افکار مجموعی میں اس مسئلہ کو معاف کریں۔ والسلام۔ (نامی)

مشائخ افرادِ خاندان

خدا کے فضل سے سلطان حمید الدین حاکم راجہ کی اولاد ہر جگہ وسیع رقبہ اراضی کی مالک ہے۔ موجودہ نسل اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ چنانچہ مومبارک کے سجاوہ نشین کے فرزند اکبر غلام حمید الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ہیں۔ اور دوسرے رکن الدین لاہور کالج سے بی۔ اے کا امتحان دینے والے ہیں۔ مخدوم روشن چورانگ کے فرزند نور مصطفیٰ اور احمد شاہ۔ بی۔ اے ہیں۔ اور ارشاد احمد ایف اے پاس۔ مخدوم زادہ سلطان احمد کے تین بیٹے الطاف احمد۔ نور علی اور اشفاق احمد۔ صادق پبلک سکول بہاولپور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس طرح مخدوم محمد بخش کی اولاد بھی کالج میں تعلیم پا کر رحیم یار خان میں برسر کار ہیں۔ حضرت عبدالجلیل عظیم اللہ تعالیٰ کے فرزند اکبر شیخ ابو الفتح نواسہ سلطان بہلول لودھی کی اولاد سے انگریزی تعلیم یافتہ۔

- ۱۔ انور علی شاہ۔ ایس ڈی۔ مستغنی۔ ہیڈ ماسٹر ٹائی سکول مرید کے میخاوم بالخصوص درمار گزیدہ
- ۲۔ محمد انبال جے ڈی۔ سیکنڈ ماسٹر۔ ڈی۔ بی ٹائی سکول نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ
- ۳۔ محمد خلیل جے ڈی۔ زبدتہ الحکما۔ پنجاب یونیورسٹی۔ مقیم کٹرل پیراں
- ۴۔ عبد الحمید۔ بی۔ اے۔ معلم انگلیس دریا ضی ڈی بی ٹائی سکول احمد نگر ضلع گوجرانوالہ
- ۵۔ محمد یعقوب شاہ۔ ہر امتحان راجے ڈی۔ ایس ڈی) میں فرسٹ ڈویژن پاس کرنے والا۔ بارسوچ حرات مند۔ اور مستقل مزاج شخص۔ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلانے میں گوشاں۔ معلم ہمہ مضامین ساکن شیخوپورہ۔ محبت اہلبیت خود۔
- ۶۔ محمد جمیل شاہ۔ جے ڈی مدرس پریٹری سکول لاہور کارپوریشن
- ۷۔ محمد منیر شاہ۔ ایروٹیکل گریجویٹ آر۔ اے۔ ایف ٹیکنیکل کالج ہینلو انگلینڈ۔
- ۸۔ محمد ابو بکر بی ایس سی کاٹن انسپکٹر اور مغربی پاکستان۔ مقبول عام خوش الحان۔ بلچن واڈی۔

- ◆ نعتیہ کلام خانی (وزیر علی شاہ مرحوم) مطبوعہ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء
- ◆ یادگار اشرف در حالات پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب واقف اوقاف جلیبہ مطبوعہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء
- ◆ حالات بی بیان پاک دامن بنات حضرت توحید مطبوعہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۵ء
- ◆ تبرک عرس مشتمل بر حالات حضرت عالم مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء
- ◆ تاریخ جلیبہ مشتمل بر حالات خاندان و مریدان قطب العالم مطبوعہ ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۶ء
- ◆ متنوی مراد المجیبین (فقہ چار درویش اردو) منظومہ حضرت مراد شاہ در ۱۲۱۲ھ مطبوعہ انجمن ترقی اردو بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء

◆ گلدستہ حمد و ثنا مشتمل بر کلام خاندانی شعراء مطبوعہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء

◆ فقیدہ تاریخ جلیبہ مطبوعہ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء

◆ گلزار دکلیات حضرت حمید الدین حاکم سلطان التارکین مطبوعہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء

◆ دیوان مراد اردو مطبوعہ رسالہ انجمن ترقی اردو بابت جولائی ۱۹۴۶ء

◆ تبرک کلام فرزندان حضرت کرم شاہ شہید مطبوعہ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۸ء

◆ دیوان قلندر شاہ مطبوعہ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء

◆ تذکرہ قطبیا اصل فارسی مصنفہ بابر حضرت قطب العالم مطبوعہ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء

◆ اذکار قلندری مصنفہ بابر پیر قلندر شاہ مطبوعہ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء

حرف تکمیل
 میں تاریخ جلیبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم وہی ہے جو زیادہ متقی ہو اور دنیا میں سیادت قریش کی ہے۔ آگے قریش کی شاخیں ہاشمی، اموی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، زبیری، وغیرہ ہیں جو اپنے اپنے مورث اعلیٰ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی) کے کاناہوں کی وجہ سے فخر کرتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں کو ان کے قریب العہد مصنفین نے ہاشمی لکھا ہے اور اسے حقیقت سمجھنا چاہئے۔ میں ابن قتیبہ اور ابن خلکان پڑھ کر اپنے آپ کو ہاشمی کے بھائی کی اولاد سے سمجھنے لگا ہوں اور اس سے کئی عزیز نے بڑا منایا ہے۔ امید ہے ہمارے لائق بھائی حیدر علی شاہ اذکار موسوی میں معاملہ صاف کر دیں گے۔ والسلام (نامی ۱۱/۵۷)

ادکارِ قلندری

مصنفہ

پیر فرح بخش فرحت

متوفی ۱۲۵۴ھ
۱۸۶۴ء

شائع کرکے ناچی

۱۳۰۳ھ
۱۹۵۶ء